منہجِ تربیت

کارکنان و مسئولین کیلئے اصلاحی تحاریر

www.KitaboSunnat.com

ابو احمد نوید قمر

دار الاندلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب نمبر
مکتبہ شعبہ الحرمین
379- ز بلاک جوہر ٹاؤن

بسم الله الرحمن الرحيم

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنہجِ تربیّت

کارکنان و مسئولین کیلئے اصلاحی تجاویز

کتاب نمبر
مکتبہ ... الحسن
379-...

ابو احمد نوید قمر

دارالاندلس ۴۔ لیک روڈ، چوبرجی لاہور فون: 7230549-7231196

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کوئی بھی ادارہ یا فرد اس کتاب کو دعوتی مقاصد کے تحت شائع / طبع کروانے کا خواہش مند ہو تو وہ ادارا دارالاندلس سے رجوع کرے۔نہایت ارزاں قیمت پر فراہم کی جائے گی

نامِ کتاب

منہجِ تربیّت

تالیف: ابو احمد نوید قمر

اشاعت اول	جنوری 2002ء
تعداد	گیارہ سو
تعداد	گیارہ سو
ناشر	دارالاندلس
قیمت	

ملنے کا پتہ

۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور

فون: 7230549-7231106-7240940

Www.jamatdawa.org
www.jamatdawa.org/undlas
E-mail:undlas@jamatdawa.org

نیز جماعۃ الدعوۃ کے تمام مقامی دفاتر سے بھی دستیاب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
(1)	ہمارا امتیاز	10
(i)	دعوت و جہاد لازم وملزوم	10
(ii)	ہمارا معلّم ہمارا دستور عقیدہ توحید اطاعت رسول	12
(iii)	صالح معاشرہ کی تیاری	17
(2)	تنظیم سازی کیا ہے؟	21
(3)	افراد کو لڑی میں کیسے پرویا جائے؟	29
(4)	سنا ہے تیرے ساتھیوں نے تیری قدر نہیں کی	39
(5)	جب تجھے شہر بدر کیا جائے گا	47
(6)	غلطیوں کو تسلیم کرنا رسوائی نہیں	56
(7)	یہ زہر آگے نہ پھیلائیں	60
(8)	روز قیامت انہی لمحات کی قیمت ہوگی جو اللہ کے لئے صرف کئے گئے ہوں گے	64
(9)	کیا ہم واقعی ایسے ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے (ابو عمر شبیر رحمہ اللہ)	71
(10)	دعوت و جہاد کے ساتھیوں کے نام (تحریر: حافظ محمد سعید)	81
(11)	مسئولین کے نام ایک اہم خط (تحریر: حافظ محمد سعید)	93

کتاب نمبر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(12) مسئولیت اور اس کے تقاضے 101
(i) مسؤلیت کیا ہے؟ 101
(ii) مسؤلیت کا لالچ 102
(iii) بہترین مسؤل کون؟ 104
(iv) علم کا حصول 106
(v) قول وفعل 107
(vi) کتاب وسنت کے ساتھ تمسک 109
(vii) بداعمالیوں اور ظلم سے پرہیز 110
(viii) ساتھیوں سے تعلقات کیسے ہوں؟ 111
(ix) عفوودرگزر 113
(x) ماموریں سے نرمی 116
(xi) بھائیوں کی مشکلات پر فکرمند ہونا 117
(xii) ساتھیوں کی خبرگیری کرنا 118
(xiii) عام کارکنان سے محبت 119
(xiv) مشورے کی عادت ڈالی جائے 121
(xv) بھائیوں کے لئے مغفرت کی دعا 124
(13) مسئولیت برباد کرنے والے عناصر 125
(i) نفلی عبادات سے دوری 125
(ii) قوت برداشت سے محرومی 127

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(iii)	کام کم، شہرت زیادہ	128
(iv)	خصوصی بن کے رہنا	131
(v)	کانوں کا کچا ہونا	131
(vi)	تصرّف بالمال	133
(14)	محمدّ رسول اللہ ﷺ، امّت کے سب سے بڑے مسئول	142
(i)	خطابت	143
(ii)	بُردباری	143
(iii)	سخاوت	144
(iv)	شجاعت	144
(v)	شرم وحیا	145
(vi)	عادل اور متواضع	145
(vii)	ذاتی کام	146
(viii)	بااخلاق وباذوق	146
(ix)	سلیقہ شعاری	147
(x)	صاحب مروّت	147
(xi)	پاکیزہ مجلس کے حامل	148

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسنون خطبہ

«اِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

---

① آل عمران : ۱۰۲/۳ ـ ② النساء : ۱/۴ ـ ③ الاحزاب : ۷۰/۳۳ ـ ۷۱ ـ

④ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب خطبته ﷺ في الجمعة : ۱۵۳/۶ ـ ابو داؤد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة ـ نسائي، كتاب صلاة العيدين باب كيف الخطبة ـ ابن ماجه، باب اجتناب البدع والجدل ـ دارمي، باب اتباع السنة ـ مسند احمد: ۱۲۷/۴ ـ ۱۲۶ ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں' اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔''

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے (جس کے نام پر) تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو (بچو)۔ بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔''

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہمارا امتیاز

دعوت و جہاد لازم و ملزوم

یہی تو فرق ہے دعوت کے میدانوں میں اور جہاد کے محاذوں پر' دیکھنے میں دو متضاد عوامل لیکن ان کا ہدف' منزل اور مشن ایک۔ ظاہری طور پر دو الگ الگ شعبے دو علیحدہ علیحدہ جسم لیکن ان کا مقصد اور ٹارگٹ مشترک اور مترادف۔

جی ہاں! ایک طرف گولیوں کی بوچھاڑ' بارُود کے شعلے' دھماکے اور لرزہ خیز مناظر تو دوسری طرف لوگوں کی نظریں' چبھتے جملے' شیطان کے پھینکے ہوئے جال' شکوک و شبہات کا کھوکھلا انبار۔

ممکن ہے کہ خوفناک میزائل' تباہ کن ہتھیار اور ہائی پریشر بمبار کسی مجاہد کو خراش تک نہ پہنچا سکیں لیکن دوسری طرف خالی ہاتھ دشمن فقط ایک چھٹانک گوشت کے لوتھڑے "زبان" سے داعی کو توڑ پھوڑ دے' گرا دے' اس کے دل و دماغ کو ماؤف کر دے۔

ممکن ہے کہ دشمن کی اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے لیکن دعوت میں اس کی زیادتیوں کو نظر انداز کرنا عین حکمت قرار دیا جائے...... ایک داعی الی اللہ تو دوسرا مجاہد فی سبیل اللہ...... ایک اللہ کی طرف تو دوسرا اللہ کے راستے میں......

دونوں کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ...... دونوں ایک ہی رسی کے سرے...... دعوت اپنی انتہاء کو پہنچ جائے تو جہاد کے راستے تلاش کرتی ہے اور کبھی جہاد کے محاذوں پر دعوت الی اللہ جنگ کے شعلوں کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ یہ دونوں ایک ہی تصویر کے دو پہلو ہیں۔ ایک رنگ دوسرے کو واضح کرتا ہے۔ دن نہ ہو تو رات کی سیاہی' سیاہی نظر نہیں آتی اور اگر رات نہ ہو تو دن کی روشنی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدے کی بنیاد پر دعوت سے جہاد کے اسرار و رموز سمجھ آتے ہیں اور جہاد کی تلواروں سے دعوتی حکمتوں کے بھید آشکار ہوتے ہیں۔ایک طرف پسینے کے قطرے ہیں تو دوسری طرف گرم لہو کے نذرانے۔

یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے دونوں کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے دعوت و جہاد کے ذریعے ہی نبوی مشن مکمل کیا اور دین اسلام غالب کیا۔ آج بھی اس فارمولے کو استعمال کر کے غیر اللہ کے باطل نظاموں کی جگہ توحیدی نظام کو لایا جا سکتا ہے۔

الحمد للہ جماعۃ الدعوۃ کے کارکنان و مسؤلین اسی طرز پر تبدیلی کے لئے غلبۂ اسلام کی تحریک چلا رہے ہیں۔

یہ لوگ کس طرح تیار ہوتے ہیں؟ اس کے لئے کن لوازمات کی ضرورت پیش آتی ہے؟ کن کن خوبیوں سے متصف یہ گوہر نایاب تراشے جاتے ہیں؟ دعوت و تربیت کے حوالے سے اس کتاب میں اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے تاکہ دعوتی میدانوں کے شہسوار تیار ہو سکیں۔ غلطیوں خامیوں سے دامن بچا کر مدعو معاشرے کی تطہیر کر سکیں اور ایک منظم' مضبوط ایمان و عقیدے والی مقرب الی اللہ جماعت وجود میں آ سکے' جو لوگ آ چکے ہیں وہ نکھر جائیں' جو آ رہے ہیں وہ سنبھل جائیں اور جو ارادہ کر رہے ہیں وہ ذہنی طور تیار ہو جائیں۔

دعوت و جہاد کی یہ جماعت کوئی عام تحریک یا تنظیم نہیں ہے کہ جو حالات یا ماحول کے کسی خاص پہلو کی وجہ سے جنم لی گئی ہو۔ جسے وقتی مسائل نے ایک خاص دھارے پر لا کھڑا کیا ہو اور جس کی طنابیں بہتے دریا کے پانیوں کے ہاتھ میں ہوں یا پھر آوارہ ہوا کے جھونکوں پر۔ یہ تحریک خالصتاً وحی الٰہی یعنی قرآن و سنت کی بنیاد پر قائم ہے جسے جماعت کہا جائے تو عدل و انصاف پر مبنی ہوگا۔اسے کسی خاص شخص کے فکر' اسلوب یا عقیدے کی بنیاد پر نہیں کھڑا کیا گیا سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے کہ وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری آئیڈیل شخصیت ہیں۔ نبی اور رسول ہیں کہ جن کے فکر' اسلوب بلکہ ایک ایک فعل اور قول کو سامنے رکھ کر ہم اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کے مشن اور پروگرام کو لے کر ہم چل رہے ہیں۔ ان کے دیئے ہوئے اہداف کو پورا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ان کے قائم کردہ معیار کی اتباع کرتے ہیں۔ جن کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾

"جس شخص نے رسول اللہ کی اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی"

ان کی نافرمانی سے ہمارے دل ڈرتے ہیں۔ اعضاء کانپتے ہیں۔

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

"تو جو لوگ ان (رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت آن پڑے یا تکلیف دہ عذاب نازل ہو"

جن کی محبت سے آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ جن کا طریقہ ہمارے لئے حجت ہے۔ جب بات ہمارے نبی کی آجائے تو پھر دنیا بھر کی تمام محترم شخصیات کی باتیں ان کے مقابلے میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتی ہیں۔

ہمارا معلم ہمارا دستور

عقیدۂ توحید' اطاعت رسول

جی ہاں! یہ امتیاز ہے اس جماعت کا کہ یہ صرف ایک اللہ کے سامنے جھکتی ہے اس کے افرد سوائے اللہ کے کسی دوسری ہستی کے سامنے دعا کرنا' جھکنا'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سجدے کرنا وغیرہ کا...... تصور نہیں تک بھی کر سکتے...... وہ طاقتوں والا ہے...... اس کے مقابلے میں کوئی سپر طاقت نہیں۔ وہ رحمتوں والا ہے...... کہ گناہوں سے لتھڑے یہاں توبہ کر کے پاک ہوتے ہیں۔

اسی رب کی محبت...... دنیا کی تمام محبتوں سے عزیز تر ہے

اسی رب کی اطاعت...... دنیا کی تمام غلامیوں سے بہتر ہے

اسی رب کی خشیت...... دنیا کے تمام خوف اور ہیبت سے پر سکون ہے۔

ہمارے دامن میں سوائے اللہ اور رسول کی محبت واطاعت کے ہے ہی کیا؟

اس جماعت کی بنیاد اسی عقیدے پر ہے۔ جو قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتوں اور نبی مکرم ﷺ کی سالہ زندگی پر محیط ہے۔

یہ کوئی فقط جہاد افغانستان یا جہاد کشمیر کی بنیاد پر قائم نہیں کی گئی اس کی بنیاد تو محمد رسول ﷺ نے رکھی تھی۔...... بلکہ یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا کہ جب سے انبیاء کا سلسلہ شروع ہوا...... باطل کے مقابلے میں یہ وجود میں آتی رہی...... کبھی کسی نام سے...... کبھی کسی شکل میں لیکن راستہ اور منزل ایک ہی رہی۔

﴿أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

”(ہم نے ہر رسول کو یہی حکم دیا) کہ اللہ ہی کی عبادت کریں اور طاغوت سے بچیں۔“ (النحل'۳۶)

جہاد کشمیر' جہاد ہند' جہاد چیچنیا یا دیگر جہاد...... یہ تو ہمارے کام کا ایک حصہ ہے...... اسلام کی کوہان......

عقیدۂ توحید اور اطاعتِ رسول ہی ہماری کل پونجی ہے۔ یہ عقیدہ ہمیں بتاتا ہے کہ کہاں جہاد کرنا ہے اور کہاں مفاہمت اختیار کرنی ہے۔ کہاں دوستیاں لگانی ہیں کہاں دشمنیاں پالنی ہیں' رشتہ و تعلق کن سے ؟ اور محبتیں کیسے کرنی ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہم ہر سبق عقیدے سے پڑھتے ہیں۔ ہمارا بہترین استاد' معلم' مربی ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ جتنا بہتر اور مضبوط ہو گا ہم اتنے ہی زیادہ فعال اور ٹھوس ہو نگے۔ قرآن مجید کو پڑھتے جایئے۔ حدیث رسول ﷺ دیکھتے جائیں اور عمل کرتے جایئے۔ عقیدہ بھی مضبوط اور اعمال بھی خوشنما۔

ہم وہ لوگ ہیں کہ جن کی نسبتیں علاقوں' قوموں' نسلوں یا زبان سے نہیں ہیں بارڈر لائنوں یا نقشے کی لکیروں نے ہمیں پابند نہیں کیا۔ ہر علاقہ' ہر جگہ' ہر ملک اور بستی ہماری ہے۔

﴿ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴾

''کہ میرے نیک بندے ہی زمین کے وارث ہونگے'' (الانبیاء' ۱۰۵)

ساری دنیا میں ہمارا وجود ہے۔ وقت کے نشتر نے ہمیں کاٹا نہیں ہے۔ ہمارا ماضی شاندار ہمارا مستقبل تابناک ہے۔ ہم ہر دور میں زندہ رہے۔ اپنا وجود منواتے رہتے۔ دشمن تسلیم کرتے رہے۔ دوست معترف رہے۔ ہم ایک امت ہیں۔ ہماری شناخت ہمارے عقیدہ و عمل سے ہے۔ افغانی' ایرانی' ہندوستانی سے نہیں۔

ہمارے ہاں کسی کا ترتیب دیا ہوا کوئی منشور یا دستور نہیں ہے۔ کسی انسان یا پارلیمنٹ یا کونسل کا بنایا ہوا کوئی قانون یا آئین نہیں' کوئی رکنیت فارم یا اندارج کا رجسٹر نہیں۔ کوئی کارڈ یا دستاویزات نہیں۔ سوائے اس کے کہ آنے والا بھی اسی رنگ کو اختیار کرلے کہ جو ہمارے خالق نے دیا ہے۔

﴿صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً﴾

''(کہہ دو کہ) ہم نے اللہ کا رنگ (اختیار کرلیا ہے) اور اللہ سے بہتر رنگ کا ہو سکتا ہے'' (البقرہ۔ ۱۳۸)

یہاں آنے والے کے لئے نعرے نہیں لگائے جاتے۔ پھولوں کی بارش نہیں کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتی۔ تعظیم کے ساتھ کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ البتہ اس کے لئے دل کی گہرائیوں سے محبتیں ہیں، خلوص ہے، اس کی جان ومال وعزت کی حرمت کا وعدہ ہے۔ حقوق میں برابری ہے۔ نہیں پتہ چلتا کہ بڑا کون ہے اور چھوٹا کون؟ جس کی شخصیت کو دیکھ کر اندازہ لگایا جائے کہ یہ بڑا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کے پاس تو کوئی منصب نہیں۔ اور عام سا رکن ممکن ہے کہ پوری جماعت کا امیر ہو۔ یہاں جو بڑا ہے وہ عہدوں سے، مناصب سے پروٹوکول سے بڑا نہیں ہوتا۔ یہاں تو بڑا وہ ہے کہ جس کی قربانیاں عظیم ہیں۔ جس نے آزمائشیں زیادہ برداشت کی ہیں اور پھر استقامت دکھائی ہے۔ جس نے اسلام کی زیادہ خدمت کی ہے، جس نے وقت، جوانی، لہو، اولاد یا کسی بھی عزیز شے کو اللہ کے لئے قربان کیا ہو۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾

(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کروگے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے" (آل عمران ۹۲)

یہاں دوستوں سے، دنیا کے جھوٹے گریڈز سے، کھوکھلے معیار زندگی سے، مشینی زندگی کے پرزوں سے، دفتروں کی فائیلوں سے، ناموں کے ساتھ لگی ڈگریوں سے، خاندانی وراثت سے، عوام الناس کے جم غفیر سے، عقل کی چالاکیوں سے، دھوکہ بازیوں، خوبصورتیوں کی دلفریبیوں سے، رنگ ونسل سے، کسی آدمی کو نہیں پہچانا جاتا، یہاں تو ناپ تول کا ترازو تقویٰ ہے۔

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾

اور راستے کا خرچ ساتھ لے لو پس بہترین راستے کا خرچ تقویٰ ہے۔ (البقرہ ۱۹۷)

جو جتنا زیادہ متقی ہے، اتنا ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تو جس کا پسینہ اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے گرے وہ عظیم ہے جس کا لہو اللہ کے لئے بہے وہ عظیم تر ہے اور جو قربانیوں سے نکھر تا چلا جائے تو اس کے کیا کہنے۔

جی ہاں! یہ نکھا دین پیدا کرتا ہے۔ جنہیں بکریاں چرانا نہ آئیں انہیں لاکھوں مربع میل کی سلطنت کا خلیفہ بنادیتا ہے۔ یہاں سرداروں کی سرداریاں' چوہدریوں کی پگڑیاں' وڈیروں کے غرور ٹوٹ جاتے ہیں لیکن جو اللہ کے لئے جھکے اسے اللہ مزید سرفراز کرتا ہے۔ یہاں کسی کو ڈنڈے کے زور پر نہیں لایا جاتا۔ تشدد اور رعب و دبدبے کے ساتھ کسی کو نہیں ملایا جاتا۔ زبردستی کا کوئی سبق نہیں پڑھایا جاتا۔ کسی کو بلیک میل کر کے' کسی کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر' کسی کے مفادات کو زچ کر کے' کسی کو سہانے سپنے یا سبز باغ دکھا کے' ڈرا' دھمکا کے ساتھ نہیں ملایا جاتا۔ کچے ذہنوں کے ساتھ نہیں کھیلا جاتا۔ جوانوں کے جوش کو ابھار کر ورغلایا نہیں جاتا۔ بوڑھوں اور ضعیفوں کے ساتھ سنگین مذاق نہیں کیا جاتا ہے۔ یہاں تو جو بھی آتا ہے۔ دلیل کے ساتھ' سوچ سمجھ کر' ارادے کی پختگی' شعور کی گہرائی اور عمل کی سچائی کے ساتھ آتا ہے۔ دلائل و براہین اللہ کا دین ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ہے' یہاں کوئی انسانوں کا تماشہ نہیں لگا ہوا ہے کہ لوگ آتے ہیں تفریح کرتے ہیں۔ تماشا دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ یہ کوئی کلب نہیں ہے کہ Enjoyment کے بعد فیس پوری ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی میلہ نہیں ہے کہ آئے گھوم پھر کر چلے گئے۔ خرید و فروخت کی' مطلب کا سامان اور اس کے بعد گھر...... نہیں یہ تو جماعت حقہ کی مجلس ہے۔ جو آتے ہیں پھر جانے کا نام نہیں لیتے۔ اللہ کی محبتیں دنیا کی محبتوں سے محبوب ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی بدنصیب چلا جائے تو خسارا پاتا ہے' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ" (التوبہ '۱۱۹)

ان کی مجلسوں میں انسان تیار ہوتے ہیں۔ سماعت 'بصارت و بصیرت والے انسان...... متحرک و زندہ انسان...... جو واقعات کو دیکھیں تو آنکھیں بند نہیں کر لیتے۔ جن کی سماعت سے آوازیں ٹکرائیں تو دلوں میں اتر جائیں۔ جن کے دل صرف خون کی گردش کرانے والے آلات ہی نہیں بلکہ تڑپ جانے والے 'فکر انگیز ہونے والے' اللہ کی آیتوں پر دہل جانے والے...... جن کے اعضاء صرف دو وقت کی روٹی کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے دین کی خاطر کٹ جانے والے ہیں...... یہ انسانوں کی تیاری ہے۔

صالح معاشرے کی تیاری

یہ انسانوں کی تیاری ہے۔ ہمارے مراکز یہ انسان ہی ہیں۔ ہمارے مراکز عمارتیں یا دفاتر نہیں۔ دیواریں 'فرنیچر' میز' کرسی' کاغذ' رجسٹر وغیرہ' یہ تو ان تنظیموں کا اثاثہ ہے کہ جنہیں مشینیں چلاتی ہیں۔ جنہیں اینٹ' گارا' پتھر' سیمنٹ کے ڈھیر سے نکال دیا جائے' جن کے دروازوں کو تالا لگا دیا جائے' جن کی عمارتوں کو چھین لیا جائے تو ان کے تنظیمی کام ٹھپ ہو جاتے ہیں۔ تحریکیں ٹھہر جاتی ہیں۔ جماعتیں منتشر ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ محنت کرتے ہیں مادیت پر۔ خوبصورت پینٹ کی ہوئی' روشنیوں سے مزیّن' سہولتوں سے آراستہ' آسائشوں سے پیراستہ' بے جان اشیاء پر جان چھڑکتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان اشیاء کا حصول کام کی ترقی کی دلیل ہے۔ اسی سے کارکردگی کی رفتار ناپی جاتی ہے۔ تعریف و تحسین کے پُل باندھے جاتے ہیں۔

﴿يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ﴾ (الروم۔۷)

"یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں اور آخری کی طرف سے غافل ہیں"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہمارے ہاں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ اصل حیثیت انسانوں کو ہے۔ اگر ایک فرد بھی راہ ہدایت پا کے دین اللہ کا سپاہی بن جائے تو یہ بیسیوں بلڈنگوں، سینکڑوں سہولتوں اور ہزاروں گاڑیوں سے بہتر ہے۔ یہی ہمارا کل سرمایہ ہے۔ جماعت دراصل بنتی ہی تربیت یافتہ انسانوں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں ہماری بلڈنگوں کے چھینے جانیاوراس سے متعلق دھمکیوں کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ دشمنوں کی طرف سے دفاتر کی پابندی کا کوئی دھڑکا نہیں ہوتا کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہم نے اصل محنت اللہ کے بندوں پر کی ہے۔ ان اللہ کے بندوں میں سے ایک فرد بھی کسی جگہ موجود ہوا تو وہ اس دعوت کو پھر کھڑا کر دے گا جیسے ایک بیج پوری فصل بہاراں کی پیدائش کا موجب بن جاتا ہے۔ (لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ) "تاکہ کافروں کا جی جلائے" (الفتح ٢٩)

یہ تیاری دو چار دنوں میں نہیں ہو جاتی۔ محض دو چار دروس، جلسے، کانفرنسز، سیمینار اور ملاقاتوں سے ہی اس عظیم کھیپ کی تیاری نہیں ہو جاتی یہ ناممکن ہے کہ رات کو بیج بویا اور صبح فصل کاٹ لی۔ نہیں...... بلکہ فطری انداز سے...... زمین نرم کر کے بیج بونا، اس کے لئے موسم، پانی، ماحول کی فراہمی...... موذی جانوروں اور پرندوں سے بچاؤ...... آہستہ آہستہ ایک کونپل نکلتی ہے...... بڑھتی ہے اور شبانہ روز محنت کے بعد۔ طویل محنت کے بعد چمن میں دیدہ ور پیدا ہوتا ہے کہ جیسے کھجور کا درخت (فرمان رسول اللہ ﷺ) اور فرمان الٰہی کے مطابق ﴿ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ﴾ (محمد کے ساتھیوں کی مثال ایسے ہے کہ گویا وہ ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتوں والوں کو خوش کرنے) قطرہ قطرہ، لمحہ بہ لمحہ خبر گیری کرنا پڑتی ہے کہ جیسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماں کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے سے لے کر اس کی بلوغت تک دیکھ بھال کرنا ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ مشکل اور صبر آزما مراحل سے گزر کر یہ قبیلے کی آنکھ کے تارے' یہ باکردار اور اعلیٰ صفت انسان' اللہ کے غلام تیار ہوتے ہیں۔ اگر کسی مرحلے پر بھی سستی ہو جائے' غفلت یا لاپرواہی سرزد ہو جائے تو سالوں کی محنت پر پانی پھر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ان نازک آبگینوں کو نہایت احتیاط سے لے کر چلنا پڑتا ہے۔ ہماری بنیاد اللہ کا دین ہے۔ نوکریوں کے لالچ میں' مستقبل میں خوابوں کی تکمیل کے ایجنڈے پر' بے روزگاری کی مجبوری سے' عارضی سہولتوں کے جھانسے میں رکھ کر تربیت نہیں ہو جاتی بلکہ ہم تو وہ لوگ ہیں کہ اپنے ہاتھوں اپنی مرضی اور خواہش سے دنیا کی لذتوں کو ٹھکرا کر صبر آزما راستوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ لذیذ کھانے ہماری کمزوری نہیں' عمدہ پوشاک ہماری طمع نہیں' قیمتی جوتے آرزو نہیں۔ دانوں پر گرنے والے طائر نہیں' ہمارا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد نہیں۔ ہماری پروازیں نگاہوں سے بلند' سوچوں سے اعلیٰ' خیالات سے ماورا' ہم ٹھہریں تو کوہ گراں کہ دنیا ہمارے قدموں کو ہلا نہ سکے' ہم چلیں تو ہوائیں سنگ ہو لیں۔ ماحول کو بدل ڈالیں۔

ہم ماحول کے ساتھ نہیں بدلتے۔ فیشن' سٹائل اور نئے ڈیزائنوں کے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوتے۔ "جدت پسندی" کے Complex کا ہم شکار نہیں۔ "یکسانیت" کی بوریت سے ہم متاثر نہیں ہوتے۔ ثقافت ہم نے ادھار نہیں لی۔ تہذیب کی بھیک مانگی نہیں۔ نقالی ہمارا شعار نہیں۔ ہم دنیا کے رنگوں کے مطابق اپنا رنگ نہیں بدلتے۔ دنیا کے Trends ہمارا مزاج نہیں بدلتے۔ ہمارے ذوق وہ نہیں جس کے اشتہارات کمپنیاں شائع کرتی ہیں۔ ہماری تفریح وہ نہیں جس کا سٹیج حیاء کے سوداگر تیار کرتے ہیں۔ ہمارا موڈ' ہماری طبیعت ذاتی وجوہات کی غلام نہیں۔ ہمارے Favourites سکرینوں کے ذریعے متعین نہیں ہوتے۔ کسی پوسٹر کی دلکشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے Fain متعین نہیں کرتی۔ ہماری تفریح (Enjoyment) شیطانی حرکتوں میں نہیں۔ ہم Fresh ہوتے ہیں لیکن اپنی مرضی کو بے لگام کر کے نہیں۔ ماحول کی رنگینیاں ہمیں نہیں بدلتیں بلکہ ہم جہاں بیٹھتے ہیں ماحول ہمارے مطابق بدلتا ہے۔ ہم Trend Setters ہیں۔ رخصتیں تلاش نہیں کرتے۔ عزیمتوں کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ گنجائشیں پیدا کر کے اصولوں سے روگردانی نہیں کرتے۔ ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ (پس جو حکم تم کو (اللہ کی طرف سے) ملا ہے اس کا ڈنکا بجادو) ہم اٹھیں تو اللہ کے لئے، پھر کوئی ہمیں گرا نہ سکے۔ ہم جھکیں تو اللہ کے آگے پھر کوئی اور ہمیں جھکا نہ سکے۔ بڑھیں تو اللہ کے لئے پھر کوئی ہمیں روک نہ سکے۔ ہم جوڑ جائیں اللہ کے لئے تو پھر کوئی ہلا نہ سکے۔ ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ﴾

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنظیم سازی کیا ہے؟

آخر تنظیم سازی یا نظم ہے کیا بلا کہ ہر پارٹی یا گروہ کا ہر دردمند کارکن اس کا اسیر نظر آتا ہے۔ بدنظمی پر سیخ پا ہے۔ اور بہترین نظم پر شاداں و فرحاں۔ بڑے بڑے مفکر، دانشور اور پارٹیوں کے لیڈر اس موضوع پر کبھی تقریریں جھاڑتے نظر آتے ہیں۔ نظم سے کام کرنے والوں کو سراہا جاتا ہے۔ ان کی کارکردگی پر تعریف و توصیف کے پل باندھے جاتے ہیں۔ لیکن آج تک یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ یہ نظم آخر کونسے باغ کا پھل ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کام کرنے کے لیے تحریری طور پر کوئی دستور اور خاکہ تیار ہونا چاہئے اور اس دستوری نظم اور خاکے میں درج ہدایات کے مطابق اگر کام کیا جائے تو بہترین نظم ہے۔ کچھ کے خیال میں پارٹی کی کچھ مخصوص روایات ہوا کرتی ہیں۔ ان روایات کو برقرار رکھنا اور ان پر عمل کرنا بہترین نظم ہے۔ کچھ کے خیال میں بہترین نظم یہ ہے کہ کام کا شیڈول کے مطابق ہونا ہر معاملے کا طے ہو جانا ہر پروگرام دیئے گئے وقت کے مطابق شروع ہو۔ اس پر ختم ہو، دفتروں کے آنے جانے کے اوقات مقرر ہوں، تنخواہیں دینے کا اصول ہو، الاؤنسز طے ہوں۔ یعنی ایک لگے بندھے طریقے کے تحت چل رہا ہو تو ایسی پارٹی یا گروہ منظم کہلائے گا۔ لیکن مذکورہ نظم تو کسی بھی سیاسی، جمہوری پارٹی، لادین گروہ، غیر اسلامی گروپ یا کسی بھی مذہبی فرقے کا تو ہو سکتا ہے لیکن کیا وہ جماعت جو قرآن و حدیث کے حقیقی دعوے کی بنیاد پر قائم ہو، جس کا ایک ایک عمل اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ڈھل رہا ہو۔ کیا اس کے لیے بھی دنیاوی یا مروج نظاموں کی بیساکھیوں کی ضرورت ہوگی یا قرآن و سنت نے دیگر شعبہ جات کی طرح اس معاملے میں بھی اپنا الٰہی قانون دیا ہے؟ یہ وہ سوال ہے کہ جس پر آج ہمیں تدبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا ہے کہ کیا ہم اس الٰہی قانون کی پاسداری کر رہے ہیں؟ یا ہر بہتے ہوئے سیلاب میں ہم بھی اپنے آپ کو ڈبونے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہر نبوی منہج کے مطابق کام کرنے والی جماعت اور دیگر افرادی ہجوم کے کام کرنے میں کیا فرق ہوا؟ اور جب فرق نہیں تو اس کے اثرات و نتائج میں بھی فرق نہیں ہوگا۔ نتیجتاً ایسی دینی جماعت دنیا میں کوئی قابل ذکر کردار ادا نہیں کر پائے گی اور نہ ہی ایسے لوگوں سے توقع اور امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کا عظیم اور اعلیٰ فریضہ سرانجام دے کر رب العزت کے ہاں سرخرو ہو سکیں۔ جی ہاں یہ فرق اور امتیاز اللہ تعالیٰ نے دعوت و جہاد کی شاہراہ پر چلنے والی جماعت کو اطاعت امیر کے ساتھ عطا فرمایا ہے۔ نامکمل دین کو لے کر چلنے والے فرقوں، چند اعمال اور چند وظیفوں پر قائم ہونے والی تنظیموں یا تحریکوں کا کام سیکولر نظام کیساتھ چل سکتا ہے۔ لیکن جن شاہینوں نے دنیا میں عملاً کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ تان کر اسے جڑ سے اکھاڑنے کی تیاری کرنی ہو؟ جن جانبازوں نے اللہ کے نافرمانوں اور باغیوں کے وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کرنا ہو؟ جن داعیان نے وحی الٰہی کے دلائل کیساتھ ادیان باطلہ کا محاکمہ کرنا ہو؟ جن اللہ کے سپاہیوں نے شیطانی طاقتوں پر صحیح دینی قوت کی ضرب کاری لگانی ہو؟ جن اللہ کے ولیوں نے امت مسلمہ کی ڈوبتی کشتی کو بچانے کے لیے اللہ کی نصرت کیساتھ میدانوں میں نکلنا ہو، تو ایسی جماعت ایک قدم بھی کامیابی کی طرف نظام امارت کے تصور کے بغیر نہیں بڑھ سکتی۔ جماعت تو کہتے ہی ایسے لوگوں کو ہیں جو امیر کی اطاعت میں ہو۔ امیر کی بات غور سے سننا اور پھر اس پر دل و جان سے عمل کرنا ان کا شعار ہو۔ جہاد جن کی پسندیدہ عبادت ہو ورنہ حقیقت میں کسی بھی دوسری تنظیم یا تحریک یا پارٹی کو فی الواقع جماعت کہلانے کا کوئی حق نہیں کہ جو قرآن و سنت کی بنیاد پر امیر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت میں دعوت و جہاد کو اختیار نہیں کرتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ)) [کتابُ السنه (ابن عاصم)]

"جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت منتشر بکھرے ہوئے اور الگ الگ رہنے والے لوگوں پر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی تائید ایسے لوگوں کے ساتھ ہے کہ جو باہم شیر وشکر ہو کر امارت میں رہ کر بصورت جماعت زندگی بسر کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے نظام امارت کی اتنی تاکید فرمائی، اتنا زور دیا کہ تین یا تین سے زائد سفر کرنے والوں پر پابندی لگادی کہ وہ اپنے میں سے ایک امیر لازمی منتخب کریں۔ ان کا سفر شرعی سفر تب ہی کہلائے گا جب اللہ کے حکم کے مطابق امارت میں منازل طے کر رہے ہوں گے۔ کسی مسلمان پر تین دن بھی بغیر امارت کے گزر جائیں تو اس کا جینا نہیں اور اگر اس کی موت اس حالت میں آجائے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ مَاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُ يَمُوتُ مَوْتَ الْجَاهِلِيَّةِ)

[مسلم]

"جو شخص مر گیا اور وہ جماعت سے الگ زندگی گزار رہا تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

تو میرے بھائیو! ذرا سوچئے کہ اگر چند روز کا سفر بغیر امیر کے جائز نہیں اور اس کے بغیر اللہ کی مدد نہیں تو پھر کیا خیال ہے کہ اگر ہماری پوری زندگی اطاعت امیر کی بجائے اپنی مرضی، ذاتی اغراض و مقاصد، اپنی نفسانی خواہشات اور اپنے مفادات کے تحت گزر رہی ہو تو کیا اللہ تعالیٰ ہم لوگوں سے اپنے دین کا کوئی عظیم کارنامہ سرانجام دلوائے گا؟ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر فتح کے دروازے کھولے گا؟ یقیناً نہیں۔ بلکہ جہاد کے راستے میں ایک لمحہ کی بھی نافرمانی شدید نقصان کا باعث بن جایا کرتی ہے۔غزوۂ اُحد میں چند صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے برخلاف اپنے امیر کی نافرمانی کرتے ہوئے متعلقہ درے کو خالی کردیا تھا۔ یہ بات اللہ کو ایسی ناپسند ہوئی کہ جنگ کا نقشہ پلٹ گیا۔ فاتح صحابہ کرامؓ شکست کی طرف دھکیلے جانے لگے۔ مسلمانوں کو گہرے زخم لگے۔ وجہ صرف امیر کی نافرمانی تھی۔ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی حکم عدولی تھی۔ آج ہمیں بھی بڑے بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ایک ایک لمحہ اللہ کی مدد کی ضرورت ہے۔ جہاد کے محاذوں پر بھی، جہاں معمولی نافرمانی کثرت شہادت، شکست یا بددلی کا باعث بن سکتی ہے۔ جہاں گولیاں چلتی ہیں، بارود شعلے اگلتا ہے اور دوسری طرف دعوت کے میدان میں سازشوں کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ کہیں حکومتوں کی بے وفائیاں ہیں۔ کہیں عالمی دباؤ ہے۔ کہیں عوام میں کافروں کے ایجنٹ جاسوس اور دہشت گرد پھیلے ہوئے ہیں۔ کہیں عام مسلمانوں میں شرپسندوں نے شکوک وشبہات کا انبار لگا رکھا ہے اور سب سے بڑھ کر شیطان انسانوں کی شکل میں خود اس کی خواہشات کی صورت گھات لگائے بیٹھا ہوا ہے۔ تو بتایئے! ہم بغیر جماعت یا امارت کے کتنی دیر تک اپنے ایمان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے مثال دے کر فرمایا: جو بھیڑ اپنے ریوڑ سے الگ ہوکر زیادہ سے زیادہ چارہ حاصل کرنے کے لیے گھومتی پھرتی ہے اندیشہ ہے کہ جلد ہی کوئی بھیڑیا اسے چیر پھاڑ کر رکھ دے۔'' جماعت میں رہ کر ہی اپنے عقیدہ وایمان کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔ ورنہ تو بڑے بڑے متقین انفرادی زندگی گزارنے پر جماعت کے ساتھیوں سے علیحدہ ہوکر کام کرنے، اطاعت امیر سے دور رہنے کی وجہ سے غلبہ دین کا عظیم کام کرنا تو درکنار اپنی نمازوں تک سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ آہستہ آہستہ دنیا اتنی تیزی سے غالب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتی ہے کہ دین فقط ایک یاد ماضی بن کر رہ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جماعت کیساتھ رہنے میں اطاعت امیر کرنے پر مجاہدین، داعیان اور قربانیاں دینے والے ساتھیوں کی نیک، ایمان افروز صحبت میسر آتی ہے اور آدمی ہر دن، ہر لمحہ دین میں اللہ کے لیے آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ نیکیوں کے پہاڑ ذخیرہ کر لیتا ہے۔ دین کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور مشکلات کو دور کرنے کی ہمت اور جرأت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور بالآخر...... اللہ اس سے اپنے دین کا کام لے لیتا ہے۔ اسے قبول فرمالیتا ہے۔ جہاد کے خوش نصیب میدانوں کے لیے، شہادتوں کے انعامات کے لیے، طاغوتوں اور فرعونوں کے خاتمے کے لیے، اس کا ایک ایک پہلو نکھرتا چلا جاتا ہے۔ صلاحیتیں نمو پانا شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس؟...... جو اعلیٰ ماحول کو چھوڑ کر دیگر لادین اور دنیادار لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ اپنی مرضی کی زندگی گزارتا ہے تو اس پر بتدریج دنیا کا رنگ غالب آجاتا ہے اور حالات یہاں تک پیدا ہو جاتے ہیں کہ کل تک نمازوں اور دعاؤں میں شہادت کی رو رو کر دعائیں کرنے والا، عسکری تربیتیں حاصل کرنے والا، بڑی سے بڑی قربانیاں دینے کا عزم کرنے والا، رات دن لوگوں کو اللہ کے لیے متوجہ کرنے والا، آخرت کا خوف اور اللہ کا تقویٰ یاد دلانے والا، محض چند ٹکوں کا پجاری بن کر شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ اور عام مسلمانوں سے بھی زیادہ سطحی زندگی گزارنے لگتا ہے۔ اس کی ساری کی ساری صلاحیتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ اس کی ڈگریاں، اس کی فہم وفراست، اس کی عقل و دانش، اس کی محنت شاقہ، اس کے جذبات وخیالات، سب کچھ مٹی ہو جاتے ہیں۔ فقط اس وجہ سے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق امیر کی اطاعت کو اہمیت نہ دی۔ جماعت کو ضروری خیال نہ کیا۔ اس کے بغیر ہی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کی کوشش کی۔ غرض اللہ کی مدد سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محروم، نتیجہ صفر اور نیکی برباد، گناہ لازم (العیاذ باللہ)

امیر کی اطاعت ہر حال میں ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِيْ عُسْرِكَ وَ يُسْرِكَ وَ مَنْشَطِكَ وَ مَكْرَهِكَ وَ اَثَرَةٍ عَلَيْكَ)) [مسلم، کتاب الایمان: ۴۷۵۴]

''تنگی ہو، آسانی ہو، خوشی ہو، ناخوشی ہو، اور تجھ پر ترجیح دی جائے، پھر بھی تیرے لئے سننا اور اطاعت کرنا ضروری ہے۔''

یہ نہیں کہ جو کام آسان ہو، مشقت والا نہ ہو۔ ایسے امور میں اطاعت کر لی جائے اور جن کاموں میں تکلیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑے، کچھ خرچ کرنا ہو، والدین، بیوی، بچوں، نوکری، دولت جیب، دوست، رشتہ دار یا دنیا کی دیگر مرغوبات کی قربانی دینی پڑے، وہاں حیلے بہانے کر لئے، تاویلات کا سہارا لیے لیا۔ ایسی اطاعت کو لازمی خیال نہ کیا یا پھر من پسند احکامات و ہدایات کی اطاعت کر لی اور جن امور کو ادا کرنے میں طبیعت بوجھل ہوئی، دل نہ مانا، مرضی کے مطابق کام نہ ملا، مزاج کے برخلاف امیر نے بات کہہ دی، تو تسلیم نہ کیا۔ امیر نے مرضی کے مطابق ڈیوٹی لگا دی، مسئولیت دے دی، تو فوراً خوشی سے مان لیا اور اگر امیر نے جماعتی فوائد کو سامنے رکھتے ہوئے مرضی کے خلاف ذمہ داری دے دی تو پھر ہاتھ کھڑے کر لئے۔ شکوک وشبہات کا اظہار کر دیا، عدم اعتماد کے جملے نکلنا شروع ہو گئے۔ مایوسی پھیلانا ساتھیوں کو متنفر کرنا، امیر کی عقل و دانش پر تبصرہ کرنا، اپنی بات کے دلائل دینا اور امیر کی بات کو ہلکا کرنا، کانوں میں سرگوشیاں کرنا، ایسے موقعوں پر بے شمار مجبوریاں سامنے لا کر کھڑی کر دینا، کام کو ناممکن دکھانے کی کوشش کرنا، اس کی افادیت کو کم ثابت کرنے کو کوشش کرنا۔ یہ سب ہتھکنڈے سیکولر جمہوری پارٹیوں کے جیالوں، ورکروں کے تو ہو سکتے ہیں لیکن عقیدۂ توحید کی بنیاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر دعوت و جہاد کا فریضہ سرانجام دینے والے کارکنان اور مسئولین یا ذمہ داران سے کم از کم ایسی حرکتوں کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ جس کا عقیدہ ہو کہ وہ رب العالمین تو دلوں کے حال تک سے واقف ہے۔ نیتوں کے بھید جانتا ہے۔ ایک ایک عمل کا حساب رکھنے والا ہے۔ بھلا وہ لوگ کیسے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کر سکتے ہیں۔ امیر کو وقتی طور پر اندھیرے میں رکھا جا سکتا ہے اسے غلط گائیڈ کیا جا سکتا ہے، اپنی شخصیت کا رعب ڈال کر بات منوائی جا سکتی ہے۔ چرب زبانی کی وجہ سے دلائل کے ڈھیر لگائے جا سکتے ہیں۔ کچھ ڈھکی چھپی دھمکیاں دے کر دعوت و جہاد کا نقصان کرنے کی بات کر کے امیر کو مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اپنی چالاکی اور حاضر جوابی سے امیر کو خاموش کرایا جا سکتا ہے۔ لیکن کیا ایسے لوگ اللہ رب العزت کو بھی دھوکہ دے لیں گے؟ کیا کل قیامت کے دن وہ لوگ اللہ کے سامنے بھی یہی طرز عمل اختیار کر لیں گے؟ ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے کہ اگر ان معاملات پر اللہ نے ان کی پکڑ کر لی تو پھر کون ہے انہیں رب کے غیظ وغضب سے چھڑانے والا؟ یہ جہاد ایسا عمل ہے کہ اس میں ہر شے نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔ صاف اور خالص چیزیں مکھن کی طرح ابھر کر سامنے آ جاتی ہیں۔ جبکہ ناخالص اور گندی چیزیں تہہ میں بیٹھ جاتی ہیں۔ امیر کی ہدایات کو اپنے مخصوص معنی و مفاہم پہنانے والوں کو اپنے مفادات کو فریم میں ڈھالنے والوں کو عارضی دنیاوی متاع حاصل کرنے والوں کو یا امیر کے حکم کو عملی طور پر غلط ثابت کرنے والوں کو اللہ سے ڈر جانا چاہئے کہ ایسے معاملات زیادہ دیر تک نہیں چلا کرتے۔ اللہ رب العزت خود ہی ایسے لوگوں کو دنیا میں ذلیل و رسوا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے جماعت سے برکتیں اٹھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ قربانیاں ضائع ہوتی نظر آتی ہیں۔ جبکہ امیر کی اطاعت کرنے والوں، اس پر اپنی تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلاحیتوں کو خرچ کر کے ہدایات کو بالعمل نافذ کرنے والوں اور اس کی خاطر قربانیاں دینے والوں کی وجہ سے جماعتیں اتنی تیزی سے ترقی کی طرف پرواز کرتی ہیں کہ دنیا دیکھتی رہ جاتی ہے۔ یوں اللہ کی مدد اور رحمت نازل ہوتی ہے کہ اس کا شکر ادا کرنے کے لیے سرِتسلیم سجدے سے اٹھایا ہی نہیں جاتا، یہی بہترین نظم ہے۔ تنظیم سازی امیر کی اطاعت ہی کا نام ہے۔ باقی سب نظری فریب ہے یا دل کا بہلانا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افراد کو لڑی میں کیسے پرویا جائے؟

اور کہتے ہیں نظم یہ ہے کہ افراد کو ایک لڑی میں پرویا جائے۔ آپس میں اس طرح مضبوط کر دیا جائے جیسے زنجیر کی کڑیاں ایک دوسرے میں پیوست ہوتی ہیں۔ ایک آواز دی جائے تو سب کھنچے چلے آئیں۔ کارکنان کا رابطہ آپس میں اس انداز کا ہو کہ اوپر سے دیئے جانے والا پیغام یا ہدایات فوراً سینکڑوں میل تک منتقل ہو جائیں۔ اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ جونیئر اور سینیئر کارکنان کی گروہ بندی کی جاتی ہے۔ جونیئر کارکنان کو سینیئر کارکنان کا حکم ماننے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ یا پھر اس طرح کی درجہ بندی کر کے نام رکھ دیئے جاتے ہیں کہ پتہ چلے فلاں کارکن نیا ہے۔ فلاں پرانا ہے۔ فلاں نے فلاں منزل طے کر لی ہے۔ فلاں کارکن فلاں سٹیج پر ہے۔ پھر ہر ایک کے لیے الگ الگ معیار مقرر کیے جاتے ہیں تاکہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح چل سکیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے باوجود افراد لڑی میں پروئے نہیں جا پاتے۔ انتشار باقی رہتا ہے۔ ہم آہنگی ہو نہیں پاتی بس زبردستی والا معاملہ چل رہا ہوتا ہے۔ بامر مجبوری افراد ایک دوسرے کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ جس کے تحت باہم ملنا ملانا ضروری ہوتا ہے۔ ایک ہی دفتر، مرکز یا جگہ پر کام کرنے کیوجہ سے رسمی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ مصنوعی مسکراہٹوں سے گزرہ کیا جاتا ہے۔ بس ایک روٹین چل پڑتی ہے کہ جس کیساتھ افراد کی ایڈجسٹمنٹ ہوتی چلی جاتی ہے۔ لیکن جیسے ہی مفادات کو دھچکا لگے۔ کوئی امتحان آن پڑے۔ کسی کے ساتھ اونچ نیچ ہو جائے۔ کسی کو کسی کا حق نہ مل سکے تو یہ سب دانے بکھرے پڑے ہوتے ہیں۔ تب احساس ہوتا ہے بظاہر ایک نظر آنے والے کتنے ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنظیمیں اور پارٹیاں ایسے ہی حادثات کا شکار ہو کر ختم ہونے لگتی ہیں۔ ایک عرصے سے عروج کی طرف بڑھنے والی جماعتیں یوں دھڑام سے گر جاتی ہیں کہ کوئی اس حادثے پر افسوس کرنے والا بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ سبب اس کا یہی ہے کہ ظاہری طور پر اکٹھے اور ایک ہی جماعت میں کام کرنے والے اور ایک ہی پروگرام مشن کو لے کر چلنے والوں کے دل آپس میں جڑے نہیں ہوتے۔ ایک دوسرے سے قلبی لگاؤ نہیں ہوتا۔ آپس میں دل جوڑنے کے لیے کتنے ہی مصنوعی طریقے اختیار کیے جائیں۔ کتنا ہی پیسہ خرچ کیا جائے، کتنے ہی تکلّف کے انداز اپنائے جائیں اور کتنا ہی زبردستی والا معاملہ کیا جائے تمام طریقے فیل ہیں۔ مسئلے کا حل قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے:

﴿ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ [الانفال : ٦٣]

"اور (اللہ نے) ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔ اگر آپ ﷺ زمین میں موجود سب کچھ بھی خرچ کر دیتے تو پھر بھی تم ان کے دلوں میں الفت نہیں ڈال سکتے تھے۔ لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈال دی بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔"

یعنی مسلمانوں مومنوں کے درمیان محبت و الفت دنیاوی اور قیمتی مادی اشیاء کے خرچ کرنے سے نہیں ڈالی جا سکتی۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی ہوتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کے دل آپس میں ملا دیتا ہے۔ اور اخوت ومحبت کے جذبات پیدا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا کب کرتے ہیں؟ کیا جب کسی کو حقیر سمجھا جائے؟ اسے اپنے سے کم تر، کم فہم اور کم صلاحیت سمجھ کر اس کی توہین کی جائے؟ اپنے ساتھی کی عزت اچھال کر محظوظ ہونا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا مذاق اڑانا، مجلس میں اس کے وقار کو ختم کرنا، اشاروں کنایوں میں اس کی بات کا وزن کم کرنا یا اہمیت گھٹانا، اپنی اہمیت، اپنی کارکردگی، اپنی صلاحیتوں کا اعتراف کروانے کے لیے' دوسروں سے اپنی ذات کے بارے میں تعریفی کلمات سننے کے لیے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا،س اللہ کے لیے محبت کرنے کی بجائے، ساتھیوں کے عہدوں پر مسئولیتو ں سے محبت کرنا، جو جتنے بڑے عہدے یا مسئولیت پر ہے اس سے اتنی زیادہ محبت ثابت کرنا جو جتنے کم عہدے یا مسئولیت پر ہو یا بے چارہ عام کارکن ہو، اس سے اتنی ہی کم محبت کرنا، یا نہ کرنا۔نہیں میرے بھائیو! یہ وہ حرکتیں ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ شدید ناراض ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوں گے تو اس کی محبت دوسروں کے دلوں میں کیسے ڈالیں گے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ فرشتے زمین پر پھیل کر زمین والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے فلاں فلاں سے محبت کرتے ہیں تم بھی زمین والو! اس سے محبت کرو۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایمان والوں کی محبتیں ان کے ایمان کے مطابق آپس میں شدید ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جتنی ایمان کی کمی ہو محبتیں اتنی ہی کم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور ایمان اعمال صالحہ سے بنتا ہے۔ اور اعمال صالحہ وہ کام ہیں جنہیں کرنے کا اللہ ورسول نے حکم دیا ہو۔ جن کے متضاد سے منع فرمادیا ہو۔ ہم ایک غلطی یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے کچھ ساتھیوں سے بہت محبت کرنا شروع کردیتے ہیں اور کچھ کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے۔ جس سے ہمارے مزاج ملتے ہوں، جو ہماری رائے سے اتفاق کرتے ہوں، ہماری ہر بری اچھی عادت کو سراہتے ہوں، جگہ جگہ ہمارا ساتھ دیتے ہوں، جن سے ہماری انڈرسٹینڈنگ ہو، ہمارے علاقے یا برادری کے ہوں۔ ہماری عقل دانش کے معترف ہوں یا جن کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹھ کر ہم دل کی بھڑاس نکال سکتے ہوں اور وہ ہماری تمام قسم کی باتوں کو تحمل سے سن کر ہماری حمایت کر سکتے ہوں۔ یا ہم جتنے ہی دکھ درد رکھنے والے ہوں تو ایسے ساتھی ہمارے بھائی ہوتے ہیں۔ ہماری محبتیں اور مجلسیں ان کے ساتھ ہوتی ہیں اور جو ہمارے مزاج ہماری خاص سطح یا معیار کے ساتھی نہ ہوں اور مذکورہ بالا صفات کے حامل نہ ہوں تو ایسے کارکنان ہمارے بھائی تو کیا ساتھی بھی نہیں بن پاتے۔ ایسی صورتحال میں بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ گروپنگ یا گروہ بندی یا ٹولیوں کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ پہلے پہل تو اتنا محسوس نہیں ہوتا لیکن حالات اور وقت کیساتھ ان میں مضبوطی آتی چلی جاتی ہے۔ اگر دو یا تین یا چار بھائی مل کر کسی بڑے کام کے کرنے کا بیڑہ اٹھائیں وہ بہترین ورکنگ ٹیم کیساتھ اللہ کے دین کا کوئی فرض نبھائیں، دین کی خدمت کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب غیر اعلانیہ گروپ بنا کر کسی کو گرانا مقصود ہو۔ اپنے مطالبات تسلیم کرائے جائیں۔ پریشر گروپ بنایا جائے۔ خاص مفاد حاصل کیے جائیں۔ امیر یا مسئول کے احکامات یا ہدایات کو غیر مؤثر بنایا جائے۔ فیصلوں کے نفاذ یا تکمیل میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ اپنی حیثیت کو منوایا جائے۔ گروپ کے ذریعے اپنی ذات کو مجبوری بنایا جائے۔ خود ساختہ حقوق کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔ امیر یا مسئول کے فیصلوں پر تنقید کے لیے زبان کے چٹخاروں، مباحث کی لذتوں، ہنسی مذاق کے چسکوں کے لیے ایسی مجالس برپا کی جائیں کہ جس میں بیٹھنے والے کام سے دور ہوتے چلے جائیں۔ دل اچاٹ ہوتا جائے۔ دین کے عظیم کام کی اہمیت کم ہوتی جائے۔ مایوسی پھیل جائے۔ دنیا سے محبت بڑھنے لگے۔ آخرت کی باتوں اور کام کی لذت ختم ہونے لگے تو یہ گروپ یا گروہ یا ٹیم نہایت خطرناک ہے۔ یہ جماعت کو دیمک کی طرح چاٹ جائے گی کہ بظاہر تو منقش لکڑی ہے لیکن اندر سے کھوکھلی ہے۔ ذرا سی سرسراہٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔

دوسری غلطی اللہ کو ناراض کرنے والی جس سے بھائیوں کے دل میں کدورتیں جنم لیتی ہیں، وہ ہے حسد کی بیماری۔ جماعتی زندگی میں آنے سے پہلے اس حدیث کی سمجھ نہیں آتی کہ فقط حسد سے تمام نیکیاں کس طرح برباد ہو جاتی ہیں۔ لیکن اب احساس ہوا کہ واقعی جب ایک ساتھی دوسرے سے حسد کرنے لگے تو کس طرح ایک ایک کر کے تمام نیکیاں ضائع ہوتی چلی جاتی ہیں۔ وہ مجھ سے فلاں شعبے میں آگے کیوں نکل گیا؟ اب اس کی ٹانگیں کھینچنے کے لیے چغلیاں کرنا، تہمت لگا دینا، جھوٹی بات منسوب کر دینا، اس کی معمولی غلطی کا علم ہو جانے پر چھپانے یا پردہ ڈالنے کی بجائے خوب تشہیر کرنا، تبصرے کرنا تا کہ اس کی جگ ہنسائی ہو۔ بات بات پر چوٹ کرنا، ایسی بات کہنا کہ جس سے دوسرا بھائی ردعمل کا شکار ہو کر لڑائی جھگڑا شروع کر دے۔ اس سے ملنے جلنے والوں کے ذہنوں میں تشکیک پیدا کرنا، بدگمانیاں ڈالنا باصلاحیت اور کام کرنے والے ساتھیوں کو آگے آنے کا موقع فراہم نہ کرنا۔ اس کے تاثر کو زائل کرنے کی کوشش کرنا۔ ان تمام مقاصد کے لیے ہر وقت منصوبے سوچتے رہنا۔ بالآخر آدمی گرتا گرتا اتنا نیچے گر جاتا ہے کہ اسے احساس ہی نہیں رہتا کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟ اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ اور اسے کتنی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا تھا اور اب اس کی باتوں اور کردار کا معیار کتنا سطحی اور سستا ہو گیا ہے۔ یوں اچھے بھلے دین دار داعی ومجاہد بھائیوں کو شیطان دور کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ جب کبھی ایسی صورتحال ہو تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم اور دیگر اذکار کے ذریعے شیطانی خیالات کو بھگانا چاہیے۔ اور جس بھائی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلق دل میں کسک پیدا ہو رہی ہو اس کی اور اپنی مغفرت کی دعا کرنی چاہیے اور ان خیالات کو جھٹک کر اللہ کے دین کے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ قرآن مجید نے ایسے موقعوں کے لیے دعا بھی سکھلائی ہے۔

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [الحشر : ١٠]

"اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال اے ہمارے رب بے شک تو شفقت مہربانی کرنے والا ہے۔

قرآن کریم نے مزید تربیت یوں کی۔

﴿ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝﴾

[آل عمران : ١٠٣]

"اور اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا اور تم آگ کے گھڑے کے کنارے پر پہنچ چکے تھے (قریب تھا کہ اس میں گر جاتے) پس تمہیں اس نے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیات کو واضح کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔"

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب تم اللہ کے دین سے دور جہالت کی زندگی گزار رہے تھے۔ گناہوں میں لتھڑے ہوئے تھے۔ برائیوں کے دل دادہ تھے۔ کفر و شرک میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈوبے ہوئے تھے۔ شیطان کی پیروی میں تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔ اک دوسرے کے دشمن تھے دل نفرتوں کی آماجگاہ بن چکے تھے۔ برداشت کا مادہ مفقود تھا انتقام اور دشمنیاں پال رہے تھے۔ ان بدنما اعمال کیوجہ سے تم جہنم کے کناروں تک پہنچ چکے تھے اور قریب تھا کہ کسی بھی لمحے تم اس میں گر جاتے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلت و خواری تمہارے مقدر میں لکھ دی جاتی۔ تم ہمیشہ کے لیے جہنم کی خوفناک اور دردناک آگ کا ایندھن بن جاتے۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ کرم ہوا۔ اس نے اپنے عظیم فضل واحسان سے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ تمہارے اذہان وقلوب اسلام کی روشنی سے جگمگا اٹھے اور تم آپس میں ایک دوسرے کے شناسا بن گئے۔ اسلام کیوجہ سے بھائی بھائی بن گئے۔ دشمنیاں مٹ گئیں اور مودت والفت کی فضا قائم ہوگئی۔ اس نعمت کو یاد دلانے کا مقصد یہ ہے کہ اب جبکہ تم آپس میں جھگڑنے لگے اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے۔ تمہاری آن ناراضگیوں کو جنم دینے لگی تو ذرا یاد کرو اپنے رب کی رحمت کو۔ وہ اگر تمہیں اسلام کی نعمت سے نہ نوازتا تو آج تم بھی دیگر لوگوں کی طرح اللہ کے دین سے دور جہالت کی حرام زندگی گزار رہے ہوتے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا شکر یہ یہ ہے کہ تم آپس میں محبتوں کی وہ اعلیٰ مثالیں قائم کرو کہ اللہ خوش ہو کر تمہیں مزید ہدایت سے نوازے، تمہیں مزید اپنے قریب کرلے اور جنتوں میں داخلہ دے دے۔ اور اگر تم اس نعمت کی ناشکری کرو گے یعنی آپس میں محبت نہیں رکھو گے اور لڑائی جھگڑے کرو گے تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر تمہیں اپنے دین سے دور کر دے۔ جنتوں سے دور کر دے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زائد قطع تعلق رکھے اور اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال آسمانوں پر آنے سے روک دیتا ہے کہ جب تک وہ صلح نہ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیں باہمی یگانگت والفت کا مظاہرہ نہ کریں، دلوں کو صاف نہ کرلیں، دلوں کو کدورتوں سے پاک نہ کرلیں، اس وقت تک ان کے اعمال اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتے۔ حقیقت میں یہی وہ بیماری ہے کہ جو محاذ جنگ پر شکست کا سبب بن جاتی ہے۔ اگر چہ عددی قوت بہت زیادہ ہو، اسلحے کی فراوانی ہو اور حق پر لڑا جا رہا ہو۔

اس لئے فرمایا:

﴿ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ☆﴾ [الانفال : ٤٦]

"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جھگڑا نہ کرو۔ پس تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

یہ وہ کمزوری ہے جو دعوت کے میدان میں اللہ کی مدد کو دور کر دیتی ہے اور دعوت کی تاثیر کو زہر آلود کر دیتی ہے۔ مزید اللہ نے واضح تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴾

[المائدہ : ٥٤]

"اے ایمان والو! (یاد رکھو) تم میں سے جو کوئی اللہ کے دین سے پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے باوصف لوگوں کو لے آئے گا (جن میں تم جیسی خامیاں نہ ہوں گی) اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے (دوسری صفت یہ ہوگی کہ) مومنوں کے لیے بڑے نرم اور کافروں کے لیے بڑے سخت ہوں گے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو پھر ان بھائیوں کا کیا خیال ہے جو دعوت و جہاد کے لیے رات دن خون پسینہ بہاتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں اور اس اعلیٰ ترین عمل صالح کو سرانجام دے کر اللہ کی جنتوں کے امیدوار ہیں۔ لیکن اگر کل قیامت کے دن صرف اس وجہ سے جنت کے دروازوں سے واپس کر دیئے گئے کہ ہمارے آپس میں تعلقات خراب تھے۔ اللہ کو پسند نہ تھے تو پھر بتایئے ہم کہاں جائیں گے؟ ساری محنتیں کر کے بھی کچھ نہ پایا تو کیا فائدہ ہوا؟

بھائیو! اگر شہادتیں حاصل کرنی ہیں، اللہ کو راضی کرنا ہے اور میدان جہاد میں کافروں کو ناکوں چنے چبوانے ہیں تو پھر اپنے ساتھیوں کو راضی کر لیجئے۔ بھائیوں کی طرف سے زیادتی ہو جائے تو برداشت کر لیجئے۔ انہیں معاف کر دیجئے۔ اگر وہ معافی نہ بھی مانگیں تب بھی اللہ کی رضا کے لیے خود بخود معاف کر دیجئے۔ بھائیوں کی دل آزار باتوں پر صبر کیجئے۔ اس نیت کے ساتھ کہ بس چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ جلد ہی اللہ کے پاس پہنچ جانا ہے تو سارے دکھ درد بھول جائیں گے۔ چھوٹا ہو تو اس کی تربیت کے لیے معاف کر دیجئے۔ کوئی بڑا ہو تو اس کی عمر کا لحاظ کر لیں اور اگر ہم عمر ساتھی ہو تو معاف کر کے، صبر کر کے خود بڑا بن کر دکھا دیجئے۔ پھر دیکھئے عزتیں بھی ملیں گی اور شہادتیں بھی اللہ تعالیٰ نصیب کرے گا۔

﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

[الشعراء : ٢١٥]

”کہ جو مومن تمہارے متبع ہو گئے ہیں ان کے لیے اپنے بازو (محبت سے) پھیلا دیجئے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

((وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ))

''اور جوکوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے گا تو اللہ اس کو اونچا کر دے گا۔''

اس محبت سے افراد لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ زنجیریں ایسے ہی بنتی ہیں۔ جماعت کی مضبوطی اسی کے ساتھ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے تیرے ساتھیوں نے تیری قدر نہیں کی!

ہوتا یوں ہے کہ جب جماعت ترقی کرتی ہے، کامیابیوں کے زینے طے کرنے لگتی ہے۔ افرادی حجم میں بڑھنے لگتی ہے، وسائل میں اضافہ، شہرت میں بلندی، کام میں تیزی، تنظیمی پھیلاؤ اور تحریک عروج کی طرف جانے لگتی ہے تو پھر کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہونا شروع ہو جاتے ہیں جو ان تمام کامیابیوں سے ذاتی مفاد حاصل کرنے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ کام کے پھیلاؤ کی وجہ سے ہر شعبے میں افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کا ایڈجسٹ ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔ جلد ہی بڑی ذمہ داریوں کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔ جماعت کے تنظیم کے کام کم کرنا اور اپنے ذاتی یا خاندانی کام زیادہ کرنا۔ ہر جگہ جماعت کا نام استعمال کرنا۔ اس کی شہرت سے فائدہ اٹھانا، اپنی ذمہ داری کو بہت ہی مشکل الفاظ میں پیش کرنا، کارکنان سے دور رہنا اور بڑے بڑے افراد، قائدین یا ذمہ داران سے تعلقات بنانے کی کوشش کرنا، جماعت کے کارڈ بنا کر جیب میں رکھنا، ہر وقت اپنی کارکردگی کے گن گانا، اپنی رپورٹ بہت ہی خوبصورت انداز میں مبالغہ سے پیش کرنا، جہاں محنت طلب کام ہو وہاں سے رفو چکر ہو جانا اور جہاں کام کم اور اظہار زیادہ ہو سکے تو وہاں کوئی نہ بھی بلائے یا ذمہ داری نہ دے تو خواہ مخواہ وہاں گھسنے کی کوشش کرنا۔ تنظیمی کام ذمے لینے کی سعی کرنا، جب تک مطلب رہے تو دفاتر آنا، روز چکر لگانا، ملاقاتیں کرنا اور جب مفادات ختم ہو جائیں یا کم ہو جائیں یا قربانیاں دینے کا وقت آئے تو مہینوں نظر نہ آنا۔ خاص موسم میں نکلنا اور پھر غائب ہو جانا۔ ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے دیتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ مخلص ساتھیوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے قرآن وسنت کے خالص ماحول کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو تبدیل کر لیتے ہیں اور جماعت سے مخلص ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ اور ڈھنگ ہی بدل جاتا ہے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ جب وہ آئے تھے تو کیسے تھے۔ اور اب ان کی ایمانی، اسلامی اور تحریکی حالت کیسی ہے۔ ان کے اعمال بتا رہے ہوتے ہیں کہ اللہ نے انہیں بدل دیا ہے۔ قربانیاں دینے لگتے ہیں۔ کارکنان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور خالصتاً اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا عزم کرنے والے مجاہدین کی جھلک ان میں نظر آنے لگتی ہے۔ الحمدللہ کچھ کافی دیر بعد سنبھلتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی کم نصیب ہوتے ہیں کہ اپنی بدنیتی کی بدولت اللہ کے دشمنوں کے ہاتھوں استعمال ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں ان کا انداز یہ ہوتا ہے کہ جماعت سے باصلاحیت اور قابل ساتھیوں کو نکال کر کوئی گروپ بنانے کی کوشش کریں گے۔ وہ گروپ جہاد یا جماعت کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ وہ یہ کہیں گے کہ ہم تو جماعت کی بہتری کی خاطر ایسا کر رہے ہیں۔ کوئی اصلاحی لائبریری ادارہ بنائیں گے یا فلاحی ٹرسٹ قائم کریں گے۔ اور بعض اچھے ساتھیوں کے ذہنوں میں بھی شیطان یہ بات ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ سوچنے لگتے ہیں کہ ہم تو جماعت پر بوجھ ہیں۔ ہم روٹی جماعت سے کھاتے ہیں ہماری دیگر ضروریات بھی جماعت پوری کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مجاہدین کے پاس وسائل تو پہلے ہی اتنے زیادہ نہیں ہوتے تو کیوں نہ میں کوئی نوکری کرلوں۔ کوئی کاروبار کرلوں میرا گزارہ بھی اچھا ہو جائے گا، جماعت پر بوجھ کم ہوگا بلکہ میں ہر ماہ جماعت کو کچھ فنڈ بھی ضرور دوں گا۔ ظاہری طور پر یہ سوچ کتنی مخلصانہ محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اس سے بڑھ کر جماعت کو افرادی لحاظ سے نقصان پہنچانے والی کوئی شئے نہیں ہے۔ بہترین ساتھی اس غلط فکر کا شکار ہو کر غیر محسوس طریقے سے اس گندی دنیا کی گود میں جا بیٹھتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نکالا تھا اور اپنے دین کے لیے منتخب کیا تھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک عظیم مشن کی ادائیگی کا اعزاز بخشا تھا۔ یوں ایک ساتھی ضائع ہو جاتا ہے۔ بظاہر تو نماز پڑھتا ہے، داڑھی پوری ہے لیکن اب اس کی صلاحیتیں دین کے لیے نہیں بلکہ چند ٹکوں کو کمانے کے لیے صرف ہو رہی ہیں۔ یاد رکھئے اس جماعت کو وسائل کی کم ضرورت ہے۔ سہولتوں کی کم ضرورت ہے لیکن سب سے زیادہ شدید ضرورت اللہ کے نیک اور مخلص بندوں کی ہے۔ داعی اور مجاہد ساتھی اگر موجود ہوں گے، پیٹوں پر پتھر باندھ کر بھی اللہ کے دین کو بچالیں گے۔ اس کو قائم کر لیں گے، کفر کو مٹا دیں گے لیکن اگر متقی اور باوصف ساتھیوں سے ہی جماعت یتیم ہو جائے گی پھر سونے اور ہیروں کے ڈھیر بھی غلامی کی زنجیروں کو نہیں کاٹ سکتے۔ اصل اہمیت افراد کی ہے، نہ کہ وسائل کی۔ اس لئے ایسے ساتھی جماعت کو بظاہر چند ہزار کا فائدہ دینے کی بات کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت جماعت کو ایک انمول ساتھی جس کی قیمت کروڑوں اور اربوں میں بھی نہ لگائی جا سکے، سے محروم کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی ساتھی کی شہادت میدان مقتل میں دشمن کی گولہ باری سے ہو جائے اس کے جسم کے ٹکڑے ہو جائیں تو اس کی رفاقت سے محرومی کے ساتھ ایک عظیم خوشی یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس سے نوازے گا، یہ کامیاب ہے ان شاء اللہ۔ لیکن مذکورہ ساتھی جو کہ دنیا کے جھمیلوں میں پڑ گیا، اب بتائیے اس پر افسوس کے آنسو بہانے کے علاوہ کوئی خوشی دل میں محسوس کی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں! اس موقع پر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا سبق آموز واقعہ یاد آ گیا کہ جب جہاد سے پیچھے رہ جانے کیوجہ سے رسول اللہ ﷺ نے سزا کے طور پر بول چال بند کر دی۔ اپنے ساتھیوں کو بھی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے یا کسی قسم کا تعاون کرنے سے روک دیا۔ اس نازک ترین مرحلے پر شاہ غسان کا نمائندہ خط لے کر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے کعب سنا ہے تیرے ساتھیوں نے تیری قدر نہیں کی حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ تو بہت باصلاحیت ہے۔ ہمارے پاس چلا آ حکومت میں حصہ بھی دیں گے اور شاہ کیساتھ رشتہ داری بھی۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے وہ خط لیا اور جلتے ہوئے تنور میں پھینک دیا۔ رونے لگے کہ یا اللہ یہ وقت بھی آنا تھا؟ اللہ کے دشمن مجھے دوستی کے پیغام بھیجیں اور رسول اللہ ﷺ سے میری جدائی ہو؟''

انہوں نے تکلیف برداشت کرنا گوارہ کر لی ساتھیوں کی وقتی بے التفاتی سہہ لی لیکن دین پر استقامت سے ڈٹے رہے۔ جماعت سے چمٹے رہے، دنیاداری کی طرف نہ گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان کی توبہ ایسے قبول کی کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک تھے۔ ایسی عزت دی کہ لوگ رشک کرتے تھے۔ آج کسی سے کوئی ذمہ داری واپس لے لی جائے تو وہ منہ بسور کر بیٹھ جاتا ہے۔ کہ جماعت یا امیر نے میری صلاحیتوں کی قدر نہیں کی۔ مجھے وہ مقام اور مرتبہ نہیں دیا جو میرا حق تھا۔ میں نے اتنی قربانیاں دیں میں نے یوں کیا۔ میں نے یوں کیا، میں اتنا پرانا ساتھی میری خدمت کا اعتراف نہیں کیا گیا، میرا استحقاق مجروح ہو گیا، ڈھکے چھپے انداز میں علیحدہ ہونے کی دھمکیاں دینے لگے۔ اشارے کنائے میں اعتراضات بھی وارد کر دیئے۔ کوئی اور لائن اختیار کرنے کا عندیہ بھی دے دیا۔ کچھ اور نہیں تو دنیاداری کی طرف سوچنا شروع کر دیا کہ میں تو جماعت میں اپنی صلاحیتیں ضائع کر رہا تھا اگر میں فلاں جگہ پر کام کر رہا ہوتا تو اب تک اتنی دنیا کما چکا ہوتا۔ ایسے موقعوں پر کتنے ہی اللہ کے دین کے دشمن بڑی بڑی پرکشش پیش کشیں لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور ذہن خراب کر دیتے ہیں۔ دماغ ایسے شکوک وشبہات سے بھر دیتے ہیں کہ یقین ہی نہیں آتا کل تک وہ لوگوں کو درس دیا کرتا تھا تقریریں اور وعظ ونصیحت کیا کرتا تھا آج اس کے خیالات اور اعمال بالکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برعکس ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ جو لوگ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرح ہر حال میں جماعت سے وابستہ رہتے ہیں اور اللہ سے توبہ کرتے ہیں تو اللہ تھوڑی سی آزمائش کے بعد عزت ضرور عطا کرتا ہے۔ ورنہ آخرت میں تو ایسے لوگ ضرور اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں لیکن جو مفادات کے پیچھے پڑ جائیں اپنے حقوق کے لیے کام کریں اور جب ان کے پروٹوکول کا خیال نہ رکھا جائے ان کو وہ عزت نہ دی جائے جس کا وہ خود کو مستحق سمجھتے ہیں تو وہ شیطان کے ہتھکنڈوں کا شکار ہو کر جلد اپنے اعمال برباد کر بیٹھتے ہیں اور حدیث کے مفہوم کے مطابق ایسا آدمی جس کی دنیا کے لحاظ سے وقعت یہ ہو کہ وہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے وہ کسی طرف پیغام بھیجے تو اس کا جواب نہ آئے جبکہ وہ صالح آدمی ہے اس کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو تو وہ ایسا مخلص اور بے لوث شخص کہ اگر کسی بات پر اللہ کی قسم اٹھا دے تو اللہ اس کی لاج رکھتے ہوئے اسے پورا فرما دیتے ہیں۔ ایسے آدمی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خوشخبریاں ہیں، دعائیں ہیں۔

اب دوسری طرف ایک ایسا بدنصیب ہے جسے رحمت عالم ﷺ نے بددعا دی ہے۔

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَ إِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ)) [بخاری]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درہم و دینار اور چادر کا غلام برباد ہو گیا کہ اگر اسے عطا کیا جائے تو راضی رہتا ہے اگر کچھ نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔“

یعنی اس کی فرمائش پوری ہو جائے بات مان لی جائے تو بڑا راضی رہتا ہے۔ خوشی چہرے سے جھلکتی ہے کہ جو مانگا مل گیا، جیسی بات کہی پوری ہو گئی وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ اور اگر اسے کچھ نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائے، منہ بسورے، کام دل لگا کر نہ کرے، اس کی کارکردگی پہلے جیسی نہ رہے۔ غزوہ حنین و طائف سے واپسی پر مال غنیمت کی تقسیم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے مال ان لوگوں میں تقسیم کر دیا کہ جو اس وقت نئے مسلمان ہوئے تھے۔ اللہ نے اس غزوہ میں مال بھی بے تحاشا دیا تھا کچھ انصاری جوانوں کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ جہاد ہم نے کیا۔ زخم ہم نے کھائے۔ مصائب و آلام ہم نے برداشت کرکے۔ عرب کی تپتی ہوئی صحرائی ریت پر جوتے نہ ہونے کے باوجود پیروں پر کپڑے باندھ باندھ کر سفر کی صعوبتوں کو سہتے رہے۔ شہادتیں ہمارے بھائیوں نے پیش کیں۔ تنگی ترشی کے عالم میں دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا اور اب مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کو مال دے دیا جنھوں نے کچھ قربانیاں نہیں دیں اور نہ جہاد و قتال کیا۔

رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچ گئیں۔ (آخر یہ باتیں پہنچ ہی جاتی تھیں کیونکہ امیر سے کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں رہ سکتی جتنے ساتھی ہوں امیر کے اتنے ہی کان ہوتے ہیں اتنی ہی آنکھیں ہوتی ہیں۔)

آپ ﷺ نے تمام انصار کو ایک الگ مکان میں اکٹھا کیا اور کہا: میرے ساتھیو! تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ہمارا تم پر یہ احسان ہے کہ ہم نے تمہیں پناہ دی۔ تم مکہ سے ہجرت کر کے آئے تو ہم لوگوں نے رہنے کی جگہ دی اور ہر قسم کا تعاون پیش کیا۔ اس کے بدلے میں، میں بھی تمہیں کہہ سکتا ہوں کہ تم سب جہالت کی زندگی بسر کر رہے تھے کفر و شرک میں لتھڑے ہوئے تھے، گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے، اللہ نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت نصیب فرمائی اور تمہارے سینوں کو ایمان کے نور سے بھر دیا۔

اے میرے ساتھیو! اب بتاؤ کس بات کو پسند کرتے ہو؟ آج کی شام کچھ لوگ وہ ہوں گے کہ اپنے گھروں کو جائیں گے تو ان کے ساتھ اونٹ بکریاں اور دیگر مال غنیمت ہوگا اور جب تم اپنے گھروں کو پلٹو گے تو تمہارے ساتھ محمد ﷺ ہوں گے۔ انصاری صحابہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرام نے جب یہ بات سنی تو رونے لگے، گریہ وزاری کرنے لگے۔ کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ ہمیں معاف کر دیجئے! ہمیں کچھ نہ ملے ہمیں آپ کی رفاقت عزیز ہے، ہمیں اونٹ اور بکریاں نہیں چاہئیں۔ اسی طرح ایک بدری مجاہد کو مال غنیمت کا حصہ نبی ﷺ نے دیا تو کہنے لگا میں نے اس لئے جہاد تو نہیں کیا کہ مجھے دنیا کا مال ملے بلکہ میں نے تو اس لئے جہاد کیا تھا کہ دشمن کا تیر میری گردن پر اس جگہ آ کر لگے اور میں شہید ہو کر اللہ کی جنت کا حقدار بن جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے مال چھوڑا اور پھر میدان جہاد کی طرف چل پڑا۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر یہ اپنی بات میں سچا ہے تو اللہ ایسا ہی کرے گا۔ اللّٰہ اکبر! میدان جہاد میں تیر اس کی گردن پر اسی جگہ آ کر لگا کہ جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ اللہ نے اسے شہادت دے دی۔ کیونکہ وہ دنیا کا نہیں آخرت کا طلب گار تھا۔

اب بھائیو! اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے لوگوں سے، جماعت سے، امیر سے، اپنی لاج رکھوانی ہے یا اللہ تعالیٰ سے؟ جماعت کو تنگ کر کے لوگوں کو ناراض کر کے اپنی جھوٹی عزت بنانی ہے یا خاموشی سے اللہ کے دین کی خدمت کر کے اپنے گناہوں کو معاف کروانا ہے؟ اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے؟ مطالبے پیش کر کے جماعت یا امیر کو مجبور کر کے کام کرنا ہے؟ یا پرخلوص قربانیاں دے کر اللہ کی جنتوں کو پانا ہے؟ اللہ کے دشمنوں کے ہاتھوں استعمال ہو کر اپنا مزاج بگاڑنا ہے یا پھر اپنے مزاج اور طبیعت کو دین میں ڈھال کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کرنا ہے؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جو نقصان کرے گا اپنے اعمال کا کرے گا۔ اور جو فائدہ کرے گا اپنے اعمال کا کرے گا۔ جو فائدہ کرے گا خود کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے کرے گا۔ اللہ تو بے پرواہ ہے، بے نیاز ہے۔ اس نے اپنے دین کے لیے جماعت کو کھڑا رکھنا ہے۔ جو نہیں آئیں گے ان کی جگہ ان سے بہتر لے آئے گا۔ یہ اللہ کا قانون ہے۔ جو توبہ تائب ہو جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ان کے لئے رحمتوں کے دروازے کھول دے گا۔ ان شاء اللہ

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ

اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح طرح کے نہیں ہوں گے۔ (محمد۔ ۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب تجھے شہر بدر کیا جائے گا!

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دل میں غلبۂ دین کے لئے جذبے ہوں، امنگیں مچل رہی ہوں، خواہشات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہو، ہر آن یہی خواہش ہو کہ یااللہ اسلام کو پھیلا دے، اونچا کر دے، نصرت عطا فرما دے ...... لیکن اس کے لئے قربانی نہ دینی پڑے کاروبار کی، تعلیم کی، رشتے داری کی، تعلقات و دوستیوں کی۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ نقصان نہ ہو۔ جب عظیم مشن کی تکمیل کے لئے تیاری کرنی ہو تو پھر اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو بھی دور کرنا پڑے گا۔ روٹین کی زندگی سے ہٹ کر اپنی مرضی اور اپنی پسند کے بالکل برعکس ایک نئی دنیا میں جانا ہوگا اور وہ نئی دنیا کیا ہے؟

ہو سکتا ہے کہ کپڑے ڈھنگ کے نہ ملیں۔ ممکن ہے اپنوں کی طرف سے خلافِ طبع باتیں سننا پڑیں۔ کڑوی کسیلی، آگ لگا دینے والی، غصے کو جوش میں لانے والی، جذبات کو بے قابو کرنے والی، عزت نفس کو مجروح کر دینے والی، خیالات کو منتشر اور حقائق کے برعکس کاٹ والی باتیں...... یہ بھی چانس ہے کہ پہلے جیسی ٹھاٹھ باٹھ نہ رہے۔ وہ کروفر، وہ شان و شوکت، شخصیت اور پہلے جیسی سہولتیں نہ مل سکیں!!

ہو سکتا ہے کہ گھر سے نکال دیا جائے۔ شہر بدر کیا جائے۔ تعلیم ادھوری رہ جائے۔ دکان نقصان میں چلی جائے۔ جو مال ہے چھن جائے۔ جو دوست ہیں دشمن بن جائیں۔ محبتیں کرنے والے نفرت کا اظہار کرنے لگیں۔ لوگ بے رخی اختیار کر لیں۔ ہر طرف سے بے وفائیاں ملنے لگیں!!

یقیناً اس دنیا میں آنے والوں کو اپنی عادات، خصائل، لباس، شکل، دل، دماغ، غرض ہر شے بدلنی پڑتی ہے کیونکہ یہ دین کی دنیا ہے۔ یہاں آنے والے سوچ سمجھ کر آئیں۔ دوٹوک فیصلہ کر کے آئیں۔ موت پر بیعت کر کے آئیں۔ اپنی ہر شے داؤ پہ لگا کے آئیں...... کیوں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کوئی دین کی سچی راہ پر چلنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے' ذمہ داریاں اس پر ڈال دی جاتی ہیں تو پھر آزمائشوں کے سخت اور تلخ تجربات شروع ہو جاتے ہیں۔

یہ اصول ہے کہ ہمیشہ سے اللہ نے اپنے بندوں' پیغمبروں' نمائندوں اور اولیاء اللہ کو اس میں سے گزارا ہے اور جو جتنا زیادہ اس آزمائش کی بھٹی میں جلا ہے اتنا ہی کندن' ہیرا' سونا' خوبصورت اور دیرپا شخصیت بن کر نکلا ہے۔ ذمہ داریاں اٹھانے والا' دوسروں کو ساتھ لے کر چلنے والا...... اور جو آزمائشوں سے بھاگا' قربانیاں دینے سے ڈر گیا' چھپنے لگا' گھر بیٹھ گیا' میدان میں نہ نکلا' راہ فرار اختیار کی' دنیاداری کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی' وہ اتنا کمزور ثابت ہوتا ہے کہ نہ کسی بڑی ذمہ داری کو سنبھال سکتا ہے اور نہ اپنے آپ کو۔ ہر ٹھوکر والی جگہ پر گرتا ہے' بار بار لڑکھڑاتا ہے۔ دین کو فائدہ دینے کی بجائے الٹا بوجھ بن جاتا ہے۔

نبی ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کی زوجہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو عیسائی عالم ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ اس نے جب احوال سنے تو پکار اٹھا کہ یہ وہی وحی ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور پھر کہا کاش! میں اس وقت زندہ اور توانا ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم شہر بدر کر دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا! تو کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں! جب بھی کوئی آدمی اس طرح کا پیغام لایا جیسا تم لائے ہو تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی اور اگر میں نے تمہارا زمانہ پالیا تو تمہاری زبردست مدد کرونگا۔ (بخاری)

اور پھر نبوت پر وہ وقت بھی آیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنی تکلیفیں مجھے آئی ہیں اس سے پہلے کسی پیغمبر' رسول یا نبی کو نہیں آئیں......

قرآن نے بھی اعلان کر دیا

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (سورہ البقرہ۔۱۵۵)

"اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے خوف اور بھوک کے ذریعے 'مالوں 'جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ اور آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے"

یہی وجہ ہے کہ آزمائشوں سے گزر کر پختہ ہونے والے ہر دور میں' ہر مرحلے میں جماعت کے ساتھ 'اللہ کے دین کے ساتھ' چمٹے رہتے ہیں۔جماعت پر پابندیاں لگ جائیں' زمین تنگ ہونے لگے' سہولتیں چھن جائیں' یہ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی بلکہ مشکلات کو ہنس کر سہنے والے! کسمپرسی میں بھی اپنا نہیں دین کا' اجتماعیت کا خیال رکھنے والے!!

اور جو لوگ بغیر قربانیوں کے 'آزمائشوں کی گرم ہواؤں سے گزرے بغیر چلتے رہتے ہیں تو یہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جیسے درخت پر لگے سوکھے پتے کہ ذرا سی تیز ہوا چلی یا مشکل آئی تو ہوا کے دوش پر' درخت سے الگ' کسی نالے' نیچی یا گندی جگہ پر پڑے ہوئے۔

میٹھی چوری کھانے والے اور نرم ونازک لوگ جماعت کی تعداد میں اضافے کا باعث تو بن سکتے ہیں لیکن ان پر آشیانہ تعمیر نہیں کیا جاسکتا۔ان پر تکیہ کرکے اہم معاملات کو سپرد نہیں کیا جاسکتا

غزوہ خندق کے موقع پہ سخت سردی' اندھیرے اور خوف کے عالم میں مجاہد صحابہ کی جماعت میں سے زبیر رضی اللہ عنہ کافروں کی جاسوسی کرکے آئے۔جان جوکھوں میں ڈال کر معلومات لاکر سالار لشکر نبی ﷺ کو دیں تو نبی ﷺ کی طرف سے حواری کا لقب پایا۔جماعت زندہ ہی ایسے لوگوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمزور دل' دنیا سے محبت کرنے 'بات بات پر ڈر جانے والے اور عارضی خواہشات کی تکمیل کے لئے دین کی جدوجہد سے پیچھے رہ جانے والے 'روز بروز جماعت کی' اللہ کے دین کی تنزلی کا باعث بنتے ہیں۔ مشورے ایسے دیں گے کہ جیسے سارے جہاں کا درد ان کے جگر میں ہے اور جب کہا جائے اب اس کے لئے کچھ وقت نکالو' ساتھ چلو' قربانی دو' خرچ کرو' عملی نمونہ بن کر دکھاؤ یا کم از کم جو کچھ کر سکتے ہو کرو تو پھر سو مجبوریاں' ہزار بہانے......

تحفظات کا شکار ہو کر کام کرنا' اپنا مال' جان' مستقبل اور ہر شے کی سکیورٹی حاصل کرنے کے بعد آگے بڑھنے کا ارادہ کرنے والے کسی دنیاوی سیاسی پارٹی کے جیالے تو ہو سکتے ہیں مجاہدین فی سبیل اللہ کے دست و بازو نہیں۔

کم سے کم ذمہ داری اٹھانے 'کم سے کم ہدف لینے 'کم سے کم قربانی دینے اور "کم سے کم" کی راہیں اور گنجائشیں تلاش کرنے والے کسی سرکاری گروپ کے تنخواہ دار کام چور اور نکھٹو ملازم تو ہو سکتے ہیں لیکن عالم کفر کو زیر کرنے والی جماعت' دعوت و جہاد کے بے لوث رضاکار اور فی سبیل اللہ داعی و مجاہد تو ہمیشہ زیادہ سے زیادہ 'اعلیٰ سے اعلیٰ' بہتر سے بہتر کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ وہ کم کام کو' کم محنت کو توہین سمجھتے ہیں۔ شرمندگی محسوس کرتے ہیں اور زیادہ پسینہ گرانے' زیادہ خون بہانے اور زیادہ مشقت کو اعزاز سمجھتے ہیں۔ البتہ ان میں ایک چیز کی کمی ہمیشہ رہتی ہے۔ ناموری' شہرت' ریاکاری' تعریف سازی' دنیاداری اور تکلفات ہمیشہ ان میں کم دکھائی دیں گے۔

دنیا کی بہترین جماعت کے لوگ یعنی صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کرتے تھے۔

افضل اعمال کون سے ہیں؟ افضل انسان کون ہے؟ افضل ایمان کیا ہے؟ اعلیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت کون سی ہے؟

اور پھر جب پتہ چلتا کہ یہ سب سے بہتر عمل ہے' اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے تو پھر اس کے حصول کے لئے ٹوٹ پڑتے۔ پیچھے مڑ کر یہ بھی نہ دیکھتے کہ ان کا اپنا ذاتی دنیاوی کتنا نقصان ہو رہا ہے اور وہ جب تک اس اعلیٰ اور افضل کو پا نہ لیتے' ان کے دن کا آرام اور رات کی نیند حرام ہو جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اللہ کے لئے آگے بڑھتے تو اللہ ان کا استقبال کرتا وہ ایک قدم بڑھاتے' اللہ دو قدم بڑھاتا۔ وہ ایک ہاتھ بڑھاتے' اللہ دو ہاتھ بڑھاتا۔ وہ اللہ کی طرف چل کر آتے اللہ ان کی طرف دوڑ کر آتا ......(بخاری)

وہ اللہ کے لئے سب کچھ لے کر آجاتے تو اللہ ان کے لئے رحمت کے خزانے لٹادیتا پھر وہ بولے تو اللہ نے ان کی آواز ساری دنیا میں پہنچا دی۔ قیامت تک آنے والوں کو سنادی۔ انہوں نے سننا چاہا تو اللہ نے انہیں وہ کچھ سنایا جس سے ان کے کان ناآشنا تھے۔ انہوں نے دیکھنا چاہا تو اللہ نے انہیں وہ کچھ دکھایا کہ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

وہ کھجوریں پھینک کر تلواروں کے سائے میں جاتے اور جنتوں کے پھل توڑ کر کھاتے۔ وہ احد پہاڑ کے پیچھے سے آنے والی جنت کی خوشبو محسوس کرتے۔

وہ جو کہتے کر دکھاتے۔ کرنے میں دیر بھی نہ لگاتے اور ایسا کرتے کہ مثال قائم ہو جاتی۔

غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ نے ہوا میں تلوار لہرائی اور کہا کون ہے جو اس کا حق ادا کرے گا؟

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہنے لگے! اللہ کے رسول ﷺ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا! کہ تو اس کو کافروں پر اتنا استعمال کرے کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو دجانہؓ نے تلوار تھام لی' پیشانی پر سرخ پٹی باندھ لی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے رسول ﷺ' اپنے آقا اور اپنے امیر کی بات کو سچ کر دکھایا......

کام کا حق اسی طرح ادا کیا جاتا ہے۔

یہ نہیں کہ اوّل تو کسی کام کی ذمہ داری لینی نہیں۔ گھر جا کر بیٹھ جانا ہے' پہلے مناؤ' معززین کو ساتھ لے کر جاؤ' منتیں سماجتیں کرو' قائل کرو' اللہ کا خوف دلاؤ' گڑگڑاؤ...... اور اگر دھکا لگا کر سٹارٹ کر بھی دیا جائے' دو ہاتھ کندھے پر چار سر پر رکھ دیئے جائیں تو پھر اسے بھی اسی طرح کرنا کہ پہلے والے کام کا بھی ستیاناس ہو جائے۔ ادھورا کام' درمیان سے بھاگ جانا۔ تھوڑی سی مشکلات آئیں' کسی نے بات نہ مانی تو پھر منہ بسور لیا اور اگر اللہ اللہ کر کے کام مکمل کر بھی دیا تو پھر اس بات کی خواہش کہ اس کا کریڈٹ اس کی ذات کو ملے۔ اس کی تعریفیں ہوں۔ ان کے گن گائے جائیں۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ۔ (آل عمران ۱۴۲)

"تمہارا کیا خیال ہے کہ یونہی (بغیر آزمائش کے) جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے اور جب کہ اللہ نے تمہارا امتحان نہیں لیا ہے کہ کون تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور کون صبر کرنے والے ہیں۔"

بعض ساتھی کہتے ہیں کہ فلاں ساتھی نہایت دینی' منہجی' پختہ ذہن اور اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک ہے۔ لیکن گھر سے نکلنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ کام میں ہاتھ نہیں بٹاتا لیکن ہمارا بڑا مضبوط ساتھی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

رسول اللہ ﷺ کا آخری وقت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے ساتھیو! مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے' شیطان کی پوجا کرو گے بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ میرے بعد تم پر دنیا فراخ ہو جائے گی اور تم دنیا کی محبت میں ڈوب جاؤ گے۔ یہ دنیا کی محبت ہی ہے کہ جو بڑوں بڑوں کو ڈبو دیتی ہے۔ اگر مذکورہ ساتھی اتنا ہی منہجی اور دینی ہوتا تو یقیناً دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر گھر نہ بیٹھتا کام کے لئے نکلتا۔ لہٰذا اس کی دینی تربیت کر کے دنیا کی محبتوں کو اس کے دل سے نکال کر ہی کام کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔

میرے بھائیو! جب اس عظیم راستے پر چلنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پھر صحیح معنوں میں اس کا حق ادا کیا جائے۔ رک رک کر چلنے سے آدمی خود بھی خراب ہوتا ہے اور دوسرے ساتھیوں کی پریشانی اور خرابی کا باعث بھی بنتا ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ بھائی کہ جنہیں اللہ نے دعوت و جہاد کی کی سمجھ 'استطاعت اور موقع عطا فرمایا ہے لہٰذا دنیا کی حرص کر کے 'آزمائشوں سے بچ کے 'محنت سے جی چرا کے اور سہولتوں کی طلب میں ہم اللہ کی ناشکری نہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ نعمت چھین لے۔

کسی کی غلطی کو بنیاد بنا کر ہم اس راستے کو نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ یہ کام اللہ کے لئے کیا جا رہا ہے۔ انسانوں کے لئے نہیں !! کسی بڑے کی غلطی کو 'کسی چھوٹے کی جہالت کو سامنے رکھ کر شکوک و شبہات کا شکار ہونا یا کام سے ہاتھ کھینچ لینا شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔ ہم پہ اصلاح کرنا فرض ہے۔ ہر حال میں۔ ہر طریقے سے 'کسی کی غلطی پر 'بد عملی' پر سستی پر 'جماعت سے نکال دینا' دنیا کا آسان ترین کام ہے اور دنیا دار لوگ ایسے ہی کرتے ہیں۔ لیکن متعلقہ ساتھی کی اصلاح کرنا' تربیت کرنا' سمجھانا اور ساتھ لے کر چلنا یا جہاں اس کی ضرورت ہو وہاں اسے لگا دینا' نبوی طریقہ کار ہے ۔جس سے وقتی پریشانی تو ہوتی ہے لیکن مستقبل قریب یا بعید میں اس کے نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائیو! جوانی کے یہ لمحات بڑے قیمتی ہیں۔اس دور میں آدمی بڑے سے بڑا اور حیران کن کام کر سکتا ہے۔اس وقت جس نے رات دن لگا کے 'جسم' ذہن اور صلاحیت کو کھپا کے 'اللہ کے دین میں محنت کر لی' یوں سمجھ لو کہ اس نے آخرت کی راحتوں کو گلے لگا لیا۔ قیامت کا دن ہو گا جس شخص نے ساری زندگی تکلیفیں برداشت کی ہونگی ہمیشہ دکھوں میں رہا۔دین کے لئے مصائب برداشت کرتا رہا۔اپنے جسم ودماغ کو تھکاتا رہا۔راحت و آرام نصیب نہ ہوا۔ایک ایک عضو' ایک ایک لمحہ آزمائشوں کے دور سے گزرتا رہا لیکن دین اللہ کو آنچ نہ آنے دی۔ ایسا تھکا ماندہ 'کٹا پھٹا' داعی اور مجاہد جب اللہ کے سامنے پیش ہو گا تو جنت کی ہوا کا فقط ایک جھونکا ہی اس کی تمام تکالیف اور تھکاوٹ کو دور کر دے گا۔اب اللہ تعالیٰ اپنے اس پیارے بندے سے پوچھے گا کہ تجھے یاد ہے کوئی پریشانی؟ وہ جواب دے گا۔اے میرے اللہ! پریشانی تو کبھی مجھے آئی ہی نہیں! اللہ اکبر! اللہ اکبر!

تمام زندگی کے دکھ جنت کے صرف ایک جھونکے سے دور ہو جائیں گے' باقی جنتوں کا کیا کہنا۔

میرے بھائیو! تو پھر کیا خیال ہے یہ سودا کوئی مہنگا تو نہیں؟ اللہ کی قسم نہایت سستا ہے۔کہاں چند سالوں کی عارضی تکلیف اور کہاں عیش و آرام کی لامتناہی زندگی! کہاں چند مہینوں کی کٹھن آزمائش اور کہاں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتیں' نوازشیں' برکتیں' ہمیشہ ہمیشہ کی بہاریں اور لطف و کرم!

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کسی سے محبت کرتا ہے تو پھر اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔(ترمذی) تاکہ اس کے ذریعے اللہ اسے اپنی جنت میں داخل کرے۔

یا اللہ ہم سب کو آزمائشوں میں ثابت قدم رکھ۔استقامت نصیب فرما۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزمائش مال کی ہو' دنیا کی ہو' بیوی بچوں کی ہو یا دکان کی' دوستیوں یا مفادات کی' عارضی یا دنیاوی مستقبل کی ہو! یااللہ ہم آزمائش طلب نہیں کرتے لیکن اگر آجائے تو ہمیں سرخروئی عطا فرما۔ ہم کمزور' ناتواں' گناہ گار' نادان' کمزور ایمان' بے صلاحیت ہیں لیکن تیرے بندے ہیں۔ ہمیں شہادت کی موت ایمان' اخلاص اور اطاعت میں عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غلطیوں کو تسلیم کرنا رسوائی نہیں

الجھے معاملات خود بخود ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ نظر انداز کرنے' وقت گزارنے یا ٹال مٹول سے کام لینے سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ کچھ وقت تو ایسے گزارہ جا سکتا ہے لیکن جس طرح کھڑے پانی کو صاف نہ کیا جائے تو وہ بدبودار اور بد ذائقہ ہو جاتا ہے اسی طرح زیادہ وقت گزرنے پر بھی مسائل شدید پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں۔ لہذا معاملات کو ساتھ ساتھ صاف کرتے رہنا چاہیئے ورنہ شیطان نازک وقت میں ایسی ضرب لگاتا ہے کہ ناقابل تلافی نقصان ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو خیر کی بات سننے کا حوصلہ ہو اور دوسرا خیر کی بات کہنے یا کرنے کی جرأت ہو۔ دوسروں پر تنقید کرنا آسان ہے لیکن اپنی غلطی کو سننا' ماننا اور پھر دل بڑا کر کے اللہ کے خوف سے اسے ترک کرنا خال خال لوگوں کا ہی شیوہ ہے۔ اس لئے خیر کی بات یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کام' طریقہ کار کے حوالے سے ہونے والی تنقید کو سنے۔ ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ اگر چہ وقتی پشیمانی' پریشانی اور خجالت تو ہو گی' ماتھے پر بل بھی پڑیں گے' پسینے بھی آئیں گے اور شیطان وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرے گا کہ تیری عزت' تیری انا' تیری شخصیت اور تیرا احترام ہر شے مجروح ہو جائے گی۔ تیری ساری محنت پر پانی پھر جائے گا۔ لوگ کیا کہیں گے۔ لوگوں کا اعتماد اٹھ جائے گا۔ تیری رسوائی سے دین کا کام متاثر ہو جائے گا حالانکہ جسے وہ رسوائی سمجھ رہا ہوتا ہے۔ وہ رسوائی نہیں بلکہ اس کی اصلاح کے لئے ایک نشتر ہے کہ جس سے فاسد اور گندے مادے بہہ نکلیں گے اور اس کا بقایا تمام جسم آئندہ کے لئے محفوظ و مامون ہو جائے گا۔ وہ جسے عزت اور انا کا مسئلہ بنا رہا ہوتا ہے وہ تو اس کے لئے عزت و وقار کے راستے کھولنے کا باعث بن رہا ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

"جو اللہ کے لئے جھک گیا اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتے ہیں۔"

بھائیوں کے سامنے جھک جانے میں' نرم رویّہ اختیار کرنے' غلطی مان لینے میں یا اپنا حق چھوڑ کر اپنے بھائی کا حق تسلیم کر لینے سے جو عزتیں اور رفعتیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے' ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ جو محبت دوسرے بھائی کے دل میں پیدا فرما دیتے ہیں وہ اکڑ جانے' اڑ جانے' سخت اور درشت رویہ اختیار کرنے میں کبھی نصیب نہیں ہوتیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی سے محو گفتگو ہیں کوئی صحابی قریب سے گزرے تو نبی ﷺ نے اس گزر کر جانے والے صحابی کو بلا لیا اور کہا دیکھو یہ میری زوجہ ہے' جس سے میں باتیں کر رہا تھا۔ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں کیسے شک کر سکتا ہوں کہ آپ کسی دوسری عورت سے ملاقات کر رہے ہوں۔ آپ نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

ایک داعی اور مجاہد کو اتنی احتیاط کی ضرورت ہے کہ جتنی نبی ﷺ نے برتی۔ اگر اسے شک پڑ جائے کہ لوگ اس کے بارے میں فلاں بات سوچ رہے ہیں یا کسی ایسے عمل کی وجہ سے کوئی بات سوچی جا سکتی ہے تو اسے چاہئے کہ فوراً لوگوں کے کہے بغیر اپنی صفائی پیش کرے۔ اتنی وضاحت اور صفائی کہ دلوں میں شائبہ تک نہ رہے اور لوگ پہلے سے زیادہ محبت کرنے لگیں اور اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو پھر اللہ کے سامنے معافی مانگے' روئے' گڑگڑائے' اسے راضی کرے۔ یہ تقویٰ کا نہایت اعلیٰ معیار ہے کہ آدمی گناہ سرزرد ہونے کے بعد خود کو دنیا میں سزا کے لئے تیار کر لے۔ امیر کے سامنے اعترافِ جرم کر لے اور خود کو گناہ سے صاف کرنے کی کوشش کرے۔

رسول اللہ ﷺ کے کتنے ہی صحابہ کرام آپ کے سامنے آئے اور انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی غلطی کا خود اعتراف کیا۔ نبی ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ وہ یوں اعتراف کریں۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ وہ اپنا معاملہ اللہ سے ہی درست کرلیں لیکن اللہ کا خوف' خشیت' عذاب سے ڈر اور جنتوں کا شوق انہیں بے چین رکھتا اور وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہو کر سزا لے لیں تاکہ کل قیامت کے دن بچ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ عزتیں دیں' ان کے وقار کو بلند کیا' ان کی توبہ قبول کی بلکہ یوں بھی ہوا کہ جن سے غلطی ہوئی تو انہوں نے اللہ سے ایسے معافی مانگی' اس طرح راضی کیا اور اس کا قرب حاصل کیا کہ وہ دیگر صحابہ کرام سے بخشش میں آگے نکل گئے۔

میرے بھائیو! کیا ہم اپنے امیر کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر سکتے ہیں؟ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم سے غلطیاں نہ ہوتی ہوں۔ آخر ہم بھی انسان ہیں۔ آدمی ایک غلطی کرتا ہے اس کی پکڑ اور اصلاح نہ ہو تو وہ دوسری کرتا ہے اسی طرح وہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ دل سخت ہو جاتا ہے۔ پہلی دوسری تیسری غلطی پر اگر ندامت ہو بھی تو آئندہ غلطیوں کا اعادہ اسے شیر کر دیتا ہے اور پھر ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ وہ اپنی غلطی کو غلطی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا' اس کے نزدیک یہ نہایت معمولی بات بن جاتی ہے اور یہی وہ سٹیج ہے کہ جہاں سے جماعتوں کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔

اور اگر ایسا ہو کہ کسی بھائی سے کوئی غلطی ہوئی مثلاً بغیر امیر کی اجازت لئے اس نے اپنے اختیارات کا استعمال زیادہ کیا۔ اجتماعی مال سے خرچ کرتے ہوئے فضول خرچی کی۔ جو کام سو روپے میں ہو سکتا تھا اسے ڈیڑھ سو روپے میں کروایا۔ جہاں خرچ کیے بغیر گزارہ ہو سکتا تھا وہاں جان بوجھ کر خرچ کیا یا اموال کا صحیح استعمال نہ کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔
اب اگر غلطی کو فوراً پکڑ کر بھائی پیار محبت اور رازداری سے اسے سمجھا دیں گے'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے اللہ کا خوف دلا کر اس کی اصلاح کر کے ساتھ چلالیں گے تو ان شاء اللہ مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا اور اس کے اثرات دیگر بھائیوں پر بھی اچھے پڑیں گے۔

امیر کو تو اللہ نے نرمی کرنے کا حکم دیا ہے۔اب اگر امیر ایک ایک کے پیچھے پڑ کر سخت رویہ اختیار کرے گا یا بھائی سے زبردستی بات منوائے گا تو اسی سے معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے۔ بھائی اس سے متنفر بھی ہو سکتے ہیں۔لہٰذا امیر تو اللہ کے حکم کے مطابق بھائیوں کی غلطی کو نظر انداز کر سکتا ہے۔ مگر یہ کہ جب اس کے سامنے باقاعدہ کوئی کیس آ جائے اور مسئلہ ایسا ہو کہ اس سے اجتماعی نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر امیر سزا دے سکتا ہے تاکہ نرمیوں سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جا سکے۔

لیکن میرے بھائیو! اس کا بہترین طریقہ یہ ہے ہم خود اپنے آپ کو اس حد تک تیار کریں' اتنا حوصلہ اور تقویٰ پیدا کریں۔اس سے پہلے کہ لوگ باتیں کریں' امیر کے پاس شکایت پہنچے اور وہ پریشان ہو اور عالم کفر کے خلاف منصوبہ بندی کرنے والا امیر صرف ہمارے معاملات میں الجھ جائے!

ہمارا حال تو یہ ہونا چاہئے کہ اپنی اصلاح کے لئے' جنت کو حاصل کرنے کے لئے' شہادت کے حصول کے لئے خود چل کر امیر کے پاس جائیں اپنی غلطی کا اعتراف کریں جہاں جہاں امیر کی نافرمانی ہے یا اجتماعی معاملات یا اموال میں ناجائز تصرف کیا ہے۔ معمولی سا ہے یا زیادہ' امیر سے کہیں کہ مجھے نصیحت کریں۔ مجھے سزا دیں' مجھے ٹھیک کریں۔ میری ذمہ داری بدل دیں۔ میں نااہل ہوں' کمزور ہوں۔جب ہم خود کو پیش کر دیں گے تو امیر کو بھی فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گی۔ وہ بھی دینی اور جماعتی مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے بلا تکلف فیصلہ کر سکے گا جس سے ان شاء اللہ خیر و برکت نازل ہو گی ۔جماعت زوال سے بچ جائے گی' اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ جائے گی اور قربانیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ان شاء اللہ

xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ زہر آگے نہ پھیلائیں

یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم جن لوگوں کی وجہ سے دین کے قریب آتے ہیں' جن کی وجہ سے ہم اسلام کو بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں' جدوجہد پر تیار ہوتے ہیں' جماعت اور جہاد کا حصہ بنتے ہیں' جاہلانہ زندگی چھوڑ کر پاکیزہ زندگی کی طرف آتے ہیں' کفر و گمراہی سے نکل کر راہ ہدایت پر گامزن ہوتے ہیں۔ جن احباب و شخصیات کی وجہ سے ہماری زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے' فکر و نظر میں واضح تبدیلی آتی ہے' رہن سہن' انداز گفتگو بدلتا ہے' ایسے لوگ' ایسی شخصیات ہماری محبوب بن جاتی ہیں۔ ان سے انس و محبت گہری ہو جاتی ہے۔ تعلقات میں گرمجوشی محسوس ہوتی ہے۔ ان کا ایک ایک انداز' ایک ایک بات بھلی لگتی ہے۔ دل پر اثر کرتی ہے۔ ہم انہی کی طرح بننے' سنورنے' ٹھیک ہونے' نشوونما پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ نظر نہ آئیں تو دل بے چین ہو جاتا ہے' ان کی ملاقات اطمینان و فرحت کا باعث بنتی ہے۔ ان کی نصیحت روح تک اترتی محسوس ہوتی ہے۔ مجلس میں ان کا تذکرہ اچھا لگتا ہے' پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ہم گہرائی میں' نزدیک جا کر ان کی زندگیوں میں جھانکتے ہیں تو ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ ان میں بھی کچھ غلطیاں موجود ہیں۔ کچھ کمزوریاں' کچھ کوتاہیاں' کچھ غفلتیں ان کے ہاں بھی پرورش پا رہی ہیں' کچھ زہد و تقویٰ کی کمی' کچھ دنیوی محبتیں' کچھ انسانی لغزشیں وہ بھی رکھتے ہیں۔ کہیں کہیں قدم ان کا بھی ڈگمگا جاتا ہے۔ کہیں وہ بھی بہک جاتے ہیں' وہ جو وعظ و نصیحت کرتے ہیں' اس کے برخلاف کبھی کبھی ان کا عمل بھی سامنے آ جاتا ہے۔ بس پھر کیا ہوتا ہے؟

یہ وہ بات ہے جس کا تصور کبھی ہم نے کیا ہی نہیں ہوتا' ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان لوگوں میں بھی کسی قسم کی کوئی غلطی' کوئی کوتاہی ہو سکتی ہے۔ یہ سوچ کر ہی ہمارا دماغ ماؤف' دل کی دھڑکن تیز' متحرک اعضاء ڈھیلے' آنکھوں کے سامنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندھیرا، قدموں میں لڑکھڑاہٹ اور آواز میں کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے۔ وہ لمحہ ہماری زندگی کا انتہائی اذیت ناک اور وہ دن بہت کربناک محسوس ہوتا ہے۔ خوابوں کے محل چکنا چور، خوش فہمیوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ اور امیدوں کے چراغ گل ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم اس بات کی قطعاً توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔ ہمارے آئیڈیل ہمیں دین کی طرف لانے والے ان سے بھی کوئی غلطی؟ ان کی زبان سے کوئی سختی؟ ان کے لہجے میں کوئی درشتگی؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

سوچا جاتا ہے کہ میں کیا سوچ کر آیا تھا، میرے کیا ارادے تھے، میرے تو کتنے اعلیٰ خیالات تھے ان کے بارے میں...... یہ کیا ہوا؟

اس سب کا ردّ عمل کیا ہوتا ہے؟

غصے اور طیش میں آکر، مایوسیوں میں ڈوب کر تکلیف میں مبتلا ہو کر انتہائی منفی فیصلے ہونے لگتے ہیں، خوفناک فیصلے، جس کے ردّ عمل کے طور پر دین سے دوری کے فیصلے، جماعت سے دوری، جہاد سے ترک تعلق، داڑھی صاف، لباس داغدار، وہی پرانی جاہلانہ گمراہ شیطانی زندگی کی طرف گھٹیا سفر شروع......اوجی میں نے سب دیکھ لیا، میں سب جانتا ہوں، مجھے سب پتہ چل گیا ہے، میں تو ان کی ایک ایک رگ سے واقف ہوں، بدتمیزی کا طوفان، گالیوں کا سیلاب، پروپیگنڈے کی وباء شروع ہو جاتی ہے۔ اچھا بھلا دین کا کام کرنے والا انتہائی بلندی سے گرتا ہے اور اتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے۔

میرے بھائیو! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم جن سے دین کی وجہ سے محبت کرتے ہیں کریں، ضرور کریں اللہ ہماری ان محبتوں کو مزید مہمیز کرے۔ آمین۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ آئیڈیل شخصیت، تمام غلطیوں لغزشوں سے پاک صاف اور اللہ ربّ العزت کی براہ راست نگرانی میں کام آنے والی اور ہمارے لئے ہر لحاظ سے مکمل، اکمل اور جامع ترین ضابطہ حیات رکھنے والی صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ' ایک ایک پہلو ہمارے لئے اتباع واطاعت اور حکم کا درجہ رکھتا ہے اور پھر آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باری آتی ہے۔ باقی دنیا بھر کے نیک لوگوں' اسلام کی جدوجہد کرنے والوں' دین کے لئے جانیں قربان کرنے والوں اور ظالموں کافروں سے ٹکرا کر غلبہ' اسلام کے لئے محنتیں کرنے والی شخصیت میں کسی غلطی کا پایا جانا' کسی غفلت کا موجود ہونا عین ممکن ہے بلکہ بعض اوقات تو عین ضروری ہے تاکہ ثابت ہو کہ یہ انسانوں کی جماعت ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تم کو دنیا سے لے جائے اور ایسی قوم کو لے آئے جو گناہ کریں اور اللہ سے بخشش مانگیں پھر اللہ انہیں معاف کردے۔ (مسلم)

اس کا معنی یہ نہیں کہ جان بوجھ کر گناہ یا اللہ کی نافرمانیاں کی جائیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ تو ہونے ہی ہیں غلطی سے سو فیصد تو بچا ہی نہیں جا سکتا لیکن بہترین لوگ وہ ہیں کہ جو اللہ کے لئے کچھ لٹانے کے باوجود اللہ ربّ العزت سے توبہ واستغفار کرتے رہیں گے۔ دانستہ یا نادانستہ غلطیوں پر معافیاں طلب کرتے رہیں گے۔ اس لئے ہمیں ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیئے اگر ہم کسی میں کوئی غلطی دیکھیں تو اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں چاہے یہ غلطی ہمارے بڑوں' بزرگوں' مربی حضرات' داعیان' واعظین' ذمہ داران' عہدیداران اور علماء کرام سے ہی کیوں نہ ہو رہی ہو۔

یہ ہم سب پر فرض ہے۔ لیکن ہم اگر کسی ردّ عمل کا شکار ہو کر دین سے دور ہو جائیں کسی ایک انسان کی شخصیت سے بددل ہو کر اس کا غصہ اللہ ربّ العزت پر نکالنے کی کوشش کریں' دین کے احکامات کو پامال کرنے کی سعی کریں۔ اللہ سے جنگ لڑنے کی تیاریاں کرنے لگیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو بھائیو! یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہوگی؟ یہ شیطان کا کیسا دھوکہ ہے؟ یہ ایسے ہی کہ جیسے کسی کو نوکری سے نکالا جائے تو وہ خودکشی کرلے۔ اس نے کسی کا کیا نقصان کیا؟اس کی دنیا بھی برباد اور آخرت بھی تباہ!

اس لئے میرے بھائیو! چھوٹی چھوٹی باتوں پر ردّ عمل کا شکار ہوکر خوفناک فیصلے کرنے سے جماعت کا بھی نقصان اور اپنی ذات کا بھی۔ خسر الدنیا والآخرہ۔ احتجاج کا یہ منفی طریقہ کافروں کا تو ہو سکتا ہے دین کے لئے قربانیاں پیش کرنے والوں کا نہیں!!

کوئی شخص اگر اللہ پر غصہ نکالنا چاہے گا تو وہ اللہ کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اللہ ظلم نہیں کرتا یہ انسان ہی ہیں جو ایک دوسرے پر یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ آیئے اپنی بھی اصلاح کرتے رہیں اور دوسروں کی اصلاح کا فریضہ بھی سرانجام دیتے ہیں۔ ہمیں اپنی تربیت بھی کرنی ہے۔ ان کی بھی جو ہمیں بہت پیارے ہیں اور ان کی بھی جو ہماری وجہ سے' ہماری دعوت سے' ہماری کوشش سے اسلام کی طرف آئے۔ ہمیں انسانوں کی طرف نہیں اللہ رب العزت کے دین' اس کے وعدوں' اس کی جنت کی طرف دیکھنا ہے' ہمیں محمد ﷺ کی سیرت کو سامنے رکھنا ہے اگر ہماری نظریں' دل اور دماغ اس طرف لگا ہوا ہے تو پھر مرتے دم تک ہمیں شیطان گمراہ نہیں کرسکے گا۔ اپنے ذلیل مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ ان شاءاللہ

اگر ہم ایسی ویسی حرکتیں کریں گے تو یاد رکھئے آپ اکیلے برباد نہیں ہوں گے بلکہ وہ سب بھی ہوں گے جو آپ کو اپنا آئیڈیل سمجھتے ہیں' جو آپ کو اپنا مربّی سمجھتے ہیں' اس لئے ہم یہ زہر آگے سے آگے اور آئندہ نسلوں میں گھولنے کی کوشش نہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روز قیامت انہی لمحات کی قیمت ہو گی جو اللہ کے لئے صرف کئے گئے ہوں گے

اللہ کا دین جہد مسلسل ہے' عمل پیہم ہے۔ ایک ایسا سلسلہ جو قبول ایمان سے شروع ہو کر زندگی کی آخری سانسوں تک جاری رہتا ہے۔ جس طرح دن میں پانچ وقت نماز فرض ہے۔ اور ہر روز فرض ہے۔ کوئی چھٹی نہیں۔ رمضان کے روزے ہر سال مہینہ بھر فرض ہیں اور ہر سال فرض ہیں۔ کوئی چھٹی کوئی تعطل نہیں ہے اسی طرح دین کی سربلندی کے لئے کی جانے والی محنتوں' کوششوں' جدوجہد میں بھی کوئی چھٹی کوئی ناغہ نہیں ہے۔ اس سمندر میں کوئی جزیرہ نہیں کہ رک کر' ٹھہر کر قیام کر لیا جائے بلکہ یہ تو اک دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں آرام کرنے کے لئے نہیں بلکہ کام کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ بھاری ذمہ داریاں تفویض کر کے قیادتِ انسانی کے لئے روانہ کیا ہے۔ ہمارے آرام کرنے کی جگہ تو اللہ نے خود تیار کر کے بنا سجا کے رکھی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ جو میرے راستے میں خون پسینہ بہا کے قربانیاں دے کر اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو میری خاطر صرف کر کے' اعضا و جوارح کو میری رضا کے لئے استعمال کر کے آئے گا تو میں نے اس کے لئے نعمتوں والی خوبصورت وحسین' عالی شان جنتیں تیار کر رکھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے کبھی بھی راحت کا کوئی لمحہ نہ گزارا ہو گا ہمیشہ تکالیف ومصائب میں اللہ کی خاطر زندگی گزاری ہو گی لیکن جب جنت کی طرف سے آنے والا خوشگوار ہوا کا پہلا جھونکا اس سے مس ہو گا تو وہ تمام زندگی کی تکالیف ایسے بھول جائے گا کہ جیسے ان سے کبھی واسطہ ہی نہ رہا ہو۔ اطمینان وسکون کی ایسی لذت محسوس ہو گی کہ کبھی بھی اس امتحان گاہ یعنی دنیا میں آنے کے لئے تیار نہ ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس جگہ ایک پل کی خبر نہیں اب بتایئے کہ وہاں کیا ہمارے لئے اتنی گنجائش موجود ہے کہ اپنا وقت ضائع کرنے کی کوشش کریں؟ کیا اپنے بے شمار گناہوں کا کفارہ ادا کرنے اور ربّ کے ہاں اعلیٰ مقام بنانے کیلئے سستی یا تغافل کی کوئی سبیل نکل سکتی ہے؟ باطل قوتیں جس سرعت سے شیطانی جال میں تمام دنیا کے انسانوں کو جکڑ رہی ہیں اور جتنی تیزی سے برائیاں جڑ پکڑ رہی ہیں تو کیا ان حالات میں ہمیں غیر معمولی کارکردگی نہیں دکھانی چاہئے تاکہ ہم ان کے مقابلے میں کھڑے ہو سکیں۔ صدیوں کی غلامی یونہی تو نہیں ٹوٹ جائے گی۔ اہل طاغوت اگر وسائل کی فراوانی سے حملہ آور ہیں تو اس کے مقابلے میں ایمان اور وقت کا صحیح استعمال ہی موثر توڑ ہے۔

حق وباطل کے اس معرکے میں معمولی لاپروائی یقیناً خوفناک نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ لمحوں کی خطا صدیوں کو سزا دے جاتی ہے۔ آج اس موقعہ پر جبکہ عالم کفر کے چہرے سے تمام پردے ہٹ چکے ہیں' وہ بے نقاب ہو رہا ہے تو کیا عالم اسلام کے پروانوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ تھوڑی سی حرکت کے بعد جواب دے جائیں۔ جن کی منزلیں بلند ہوں' جن کے مقاصد اعلیٰ ہوں' جن کے پروگرام بڑے ہوں' وہ چند ساعتوں کی پرواز سے تھک نہیں جایا کرتے۔ جن کی منزل آسمانوں میں ہو وہ زمین سے کچھ فاصلے طے کر کے گر نہیں جایا کرتے۔ ابھی تو اس عظیم کام کا آغاز کئے جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے اور چہروں سے تھکاوٹ کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو گئے یقیناً یہ کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے۔ ایمان جتنا زیادہ پختہ ہو تھکاوٹ بھی اتنی ہی دیر کے بعد ہوتی ہے۔ اور کمزور ایمان والے تو دو چار قدم کے بعد ہی بوجھل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ بے شک انسان کو جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔ (خلق الانسان عجولا)

انسان یہ خیال کرتا ہے کہ بس قدم اٹھائے تو دنیا بدل جائے۔ آنکھ جھپکے تو منظر پلٹ جائے۔ دھڑکنوں کے وقفے سے موسم بدل جائے۔ لیکن ابھی تو اس وادیٔ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرخار کا یہ پہلا سفر ہے۔ اگرچہ یہ مشکل اور کٹھن نظر آتا ہے۔ راستے کی تکالیف شدید محسوس ہوتی ہیں۔ تھوڑی سی چڑھائی پر سانس پھول جاتا ہے۔ یہ سانس اتنی جلدی کیوں پھول جاتی ہے؟ اس لئے کہ ہمیں یہ عظیم دینی فرائض سرانجام دینے کی عادت نہیں ہے۔ ہمیں یہ کام کرنے سکھائے نہیں گئے' بس چند ایک فرائض کی ادائیگی تک زندگی محدود تھی لیکن اب دین اللہ کی سربلندی کے لئے رات دن دوڑ دھوپ کرنے کا وقت آیا ہے تو اب یہ کام ذرا پریشان کرتے ہیں' لیکن مسلمان ان پریشانیوں سے گھبرایا نہیں کرتے بلکہ ان رکاوٹوں اور مصائب کو دیکھ کر ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ زیادہ دعائیں کر کے زیادہ مدد طلب کر کے ان تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی ہماری جیت ہے' رسول اللہ ﷺ کو طائف کے لوگوں نے پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا لیکن واپسی پر جبکہ آپ نہایت آزردہ خاطر تھے۔ تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے' بستی سے باہر صرف ایک غلام جس کی اس وقت کے معاشرے میں حیثیت ہی کیا تھی' نے رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ حق قبول کر لی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی اتنی خوشی ہوئی کہ تمام دکھ درد بھول گئے۔

تو میرے بھائیو! کیا ہمیں اتنی سی کامیابی بھی نہیں مل رہی! نہیں...... یقیناً ہمیں کہیں زیادہ رفتار سے کامیابیاں مل رہی ہیں۔ لوگ قریب ہو رہے ہیں۔ دعوت حقہ اپنا رستہ بنا رہی ہے تو پھر کیوں نہ ان بشارتوں سے ہمارے چہرے کھل اٹھیں' دل باغ باغ ہو جائیں کام کی رفتار سبک ہو جائے۔ لیکن پھر شیطان کہتا ہے کہ دیکھو! اتنی نیکیاں کر لیں' اتنا زیادہ کام کیا ہے' محنت ومشقت کی ہے' اس سے تمہارے سارے گناہ معاف ہو گئے ہوں گے' درجات بلند ہو گئے ہوں گے' اب اتنی زیادہ نیکیوں کا خزانہ جمع ہو گیا ہے تو کیوں نہ اب اپنی دنیا کی طرف بھی کچھ توجہ کر لی جائے' اسے بنا سنوار لیا جائے' آخر دنیا میں رہتے ہوئے کچھ تو دنیا داری کا بھی خیال کرنا پڑتا ہے' تمہارا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرض تھا تم نے ادا کر دیا۔ اب دوسرے لوگوں کو بھی کچھ کام کرنا چاہئے۔ اپنے بچوں کی طرف توجہ کرو۔ کاروبار دیکھو۔ نوکری کا خیال کرو وغیرہ وغیرہ چلو دین کا کام بالکل ترک نہ کرو ساتھ ساتھ کرتے رہنا۔ Part Time یہ سلسلہ بھی چلتا رہے گا۔ یوں شیطان داؤ لگا کر چکمہ دے کر سبز باغ دکھا کر یا خوش فہمیوں میں مبتلا کر کے سیدھے رستے سے ہٹا دیتا ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اللہ کے دین کے لئے اپنی صلاحیتوں کا ایک ایک جزو وقف کرنے والا آہستہ آہستہ دنیا کی دلدل میں پاؤں رکھنا شروع کرتا ہے۔ اور پھر غیر محسوس طریقے سے دھنستا چلا جاتا ہے' ہوش اس وقت آتا ہے کہ جب گردن تک پھنس چکا ہوتا ہے واپسی کی کوئی راہ اور ترکیب نہیں رہتی اور بعض کو تو اس حالت میں پہنچ کر بھی خیال نہیں آتا۔ حسنات کے دریا رکھنے والے یوں کنارے پر رہ کر پیاسے مر جاتے ہیں۔ (وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ) اور بعض اوقات تو شیطان یوں بھی چکر دیتا ہے کہ دیکھو! تم اتنی محنت کرتے ہو۔ جہاد کے ہر کام میں آگے آگے ہو۔ سارے کاموں کا بوجھ تمہارے سر پر ہے۔ اپنے ذاتی معاملات کا نقصان کر کے بھی اس کا نقصان نہیں ہونے دیتے۔ کتنے کتنے گھنٹے مسلسل جدوجہد کرتے ہو لیکن ان سارے کاموں کا کیا صلہ ہے؟ تمہیں شاباش دی جاتی ہے اور نہ تمہاری حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ کسی مجلس یا محفل میں اس کا کوئی تذکرہ تک نہیں ہوتا۔ بلکہ تمہارے بڑوں کو اس کی کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی۔ تمہیں کوئی بڑا منصب یا عہدہ نہیں دیا گیا ہے حتیٰ کہ جن کے لئے کام کرتے ہو انہوں نے آج تک تمہیں کوئی سہولت وغیرہ بھی فراہم نہیں کی۔ جیب سے کرائے خرچ کر کے' ذاتی اشیاء استعمال کر کے یہ تمام کام کر رہے ہو۔ تعریف و توصیف تو دور کی بات چلو کم از کم دو چار بول شکریے کے ہی سننے کو مل جائیں......

انسان کی یہی وہ کمزوری ہے کہ جس پر شیطان ایسی ضرب لگاتا ہے کہ وہ کٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے رہ جاتا ہے...... اللہ کے دین کے سپاہی اگر یونہی ان گھٹیا اور حقیر سوچوں کے حصار میں قید ہو کر رہ جائیں بتایئے پھر دنیا میں غلامی کی زنجیروں کو کیونکر توڑا جا سکے گا۔ جن کے خیالات کی بلندی ان بے قیمت جھاڑیوں میں الجھ کر رہ جائے وہ ظلم و کفر کے گھنے جنگلات کو کیسے کاٹ سکیں گے۔ جو لوگ ان پگڈنڈیوں پر چلنے لگیں ان سے کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ عظیم شاہراہ دعوت و جہاد کے راہی بن کے تمام طاغوتی و شیطانی راستوں کو مسدود کر کے رکھ دیں گے؟ خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ سے آنے والے قاصد نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ یا امیر المومنین! فلاں اور فلاں شہید ہوگئے جنہیں آپ جانتے ہیں اس کے علاوہ بھی کچھ لوگ شہید ہوگئے ہیں لیکن آپ انہیں نہیں جانتے! امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم کیسی بات کرتے ہو؟ عمر کسی کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے جس ربّ کی خاطر انہوں نے جان دی ہے وہ رب تو انہیں خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ انہیں خوب خوب صلہ دینے والا ہے...... ربّ کی یہی وہ پہچان ہے کہ جو چہروں پر نقاب ڈال کر مقتل میں جانے کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ چراغ بجھا کر خود بھوکا رہ کر اللہ کے مہمان کی خدمت کروا دیتی ہے۔ اپنے رب سے صلہ لینے کا یہی وہ جذبہ ہے کہ جو اندھیروں میں کھڑے ہو کر سخت ترین فرائض جہاد سر انجام دینے کا کارنامہ کروا ڈالتی ہے۔

شکریئے کے دو بول کے لئے۔ لوگوں سے اس عظیم دینی کام کا بدلہ لینے کیلئے ہم کام نہیں کرتے۔

(لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا)

تم سے بدلے کے طلبگار نہیں نہ شکر گزاری کے۔ (الدھر ۹)

دین اللہ کے شیدائی اپنے ہر کام کا اجر اور بدلہ صرف اپنے رب سے طلب کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہی وہ خوبی ہے جو انہیں دیگر تنظیموں اور پارٹیوں سے ممتاز کرتی ہے۔ یہی وہ صفت ہے کہ جو انہیں دیگر لادین اور سیکولر گروپوں کے کارکنان پر حاوی رکھتی ہے۔ بے دین لوگوں کے ہاں کام کرنے والوں کے ایک ایک منٹ کا حساب رکھا جاتا ہے۔ گھنٹوں کو نوٹ کیا جاتا ہے۔ چھٹیوں پر الاونس کٹ جاتا ہے۔ اوور ٹائم لگانے پر مزید کچھ مل جاتا ہے جبکہ دین اللہ کے فدائیوں کے ہاں گھنٹوں اور ہفتوں تو کیا زندگی کا کوئی حساب نہیں یہ تو اپنی ساری زندگی اللہ کے نام پر وقف کرنے والے ہیں اوور ٹائم کیا؟ اور اِن ٹائم کیا؟ دن کیا اور رات کیا؟ جب ان کے سودے اللہ تعالیٰ سے ہو چکے' جب ان کی جانیں اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے خرید لیں تو پھر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا حساب کیا؟ جب جہاد فی سبیل اللہ میں جان دینے کا ارادہ کرڈالا ہے شہادت کی تمنا اور آرزو دل میں مچلتی ہے تو پھر زندگی کے مہ وسال اس میں خرچ ہونے کا کیا غم؟ جب اللہ کی جنتوں اور اس کے چہرے کے دیدار کا شوق تڑپاتا ہے تو پھر دنیا کے انسانوں سے کس بات کی امید؟ جو لوگ بڑے بڑے سودے اور بڑی بڑی تجارتیں کرتے ہیں تو پھر انہیں معمولی اور عارضی نقصان کہاں کھٹکتا ہے؟ بلکہ روز قیامت انہی لمحات کی قیمت ہوگی جو اللہ کے راستے میں صرف کیے گئے ہوں گے۔ جنتوں کے سوداگر دنیا کے کھوٹے سکے تو یونہی اپنے پیروں تلے روندتے چلے جاتے ہیں۔ آؤ آگے بڑھو! اس جہد مسلسل میں کوئی وسوسہ کوئی برا خیال ہماری رفتار میں کمی پیدا نہ کردے ہمارے اعلیٰ وارفع کام میں کج روی پیدا نہ کردے...... بڑھو کہ وقت کم ہے۔ زندگی قلیل ہے۔ کافروں سے ابھی ہماری جنگ بڑی طویل ہے۔ اور جب کبھی بیماریاں دل میں گھر کرنے لگیں' کام سے جی اچاٹ ہونے لگے' دل بھرنے لگے' تھکاوٹ محسوس ہونے لگے تو قرآن نے فارمولہ سمجھادیا۔

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنْ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس جب کبھی شیطان وسوسے ڈالنے لگے تو فوراً اللہ کی پناہ طلب کر لیا کرو۔ اس کے ہاں حاضری دو۔ گناہوں سے معافی طلب کرو۔ کمیوں کوتاہیوں کا اعتراف کرو۔ استغفار کرتے ہوئے روتے ہوئے اپنے ربّ کو مناؤ' اپنے کاموں میں جو غیر شرعی افعال ہیں ان سے بچنے کا تہیہ کرو۔ اس سے توفیق و نصرت طلب کرتے ہوئے اسی سے دل لگانے کی کوشش کرو گے تو وہ اللہ ایک بار پھر دل میں اپنی محبت بیدار کر کے تمہیں دین اللہ کے لئے کھڑا کر دے گا سستیوں' کوتاہیوں کو بھگا دے گا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہم واقعی ایسے ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے

ابو عمر شبیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز درس

محترم! اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاد کا عمل سب سے بڑا عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ذِرْوَةُ سَنَامِ الْإِسْلَامِ الْجِهَادُ))

''اسلام کی کوہان، اسلام کی چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔''

لیکن ان چوٹیوں پر اس عمل کے لیے انتخاب کے لحاظ سے وہ کون سے لوگ ہیں وہ کون سی خوبیاں ہیں جو انسان کو اس کلائمیکس (Climax) پر اس بہت اونچی جگہ پر چڑھنے میں کامیابی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اس حد تک لے آتی ہیں؟ جہاد کا معاملہ بڑا احساس ہے۔ اُحد اور حُنین میں ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگوں سے امیر کی نافرمانی ہوئی۔ صرف دل میں اتنی سی بات آئی کہ کل ہم تھوڑے تھے آج ہم بہت زیادہ ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ درمیان میں موجود ہیں اس کے باوجود میدان اور میدان کے نتائج بھی تبدیل ہوئے۔ مشکلات اور بہت زیادہ مشکلات درپیش ہوئیں۔ جہاد میں چلتے ہوئے دونوں چیزیں ہیں۔ کون کون سے ہم عمل کر لیں کہ اللہ کے قریب ہو جائیں اور ہم کن کن سوچوں سے بچ جائیں کہ جس سے اللہ کا قرب متاثر ہو؟ آج دنیا کا کفر اور اس کی قوتیں، اس کی سازشیں اتنی گہری ہیں کہ اگر افراد کے لحاظ سے، قوتوں کے اعتبار سے، کوئی اس سے موازنہ کرنا چاہے تو بھائیو! افراد بھی، قوتیں بھی، ٹیکنالوجی میں بھی، ہر لحاظ سے ہم لوگ پیچھے نظر آتے ہیں۔ بالخصوص وہ لوگ جو میدانوں میں کھڑے ہوئے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہ حکومتوں کی قوتیں ہیں۔ نہ وسائل ہیں، نہ کوئی خاص ٹیکنالوجی ہے لیکن ان کے مدّ مقابل ظاہری، مادی بڑی بڑی قوتیں نظر آتی ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ آگے بڑھتے رہیں، منزلیں ہمارے قریب ہوتی رہیں تو صرف ایک ہی صورت نظر آتی ہے کہ ہمارا اس قوت سے تعلق اتنا گہرا ہو کہ جس سے بڑی کوئی قوت نہیں ہے۔ جس کا توڑ کسی کے پاس نہیں۔ ہم ہر اس عمل سے بچتے رہیں کہ جس سے اللہ کا تعلق اور اس کی دوستی متاثر ہوتی ہو اور قرآن نے اس بات کو مجاہدین کی فکری تربیت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

﴿ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْرَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ﴾ [الانفال : ١٧]

"قتل تم نہیں کر رہے تھے۔ قتل تو اللہ کر رہا تھا اور تم دور پھینکنے والی چیزیں یا تیر نہیں چلاتے بلکہ وہ تو اللہ چلاتا ہے۔"

بھائیو! سارا کام اللہ کرتا ہے۔ میدانوں میں ساری فتوحات اللہ دیتا ہے۔ کتنی بڑی بڑی قوتوں کو اللہ تہس نہس کرتا ہے لیکن ہم دیکھیں کہ اس اللہ سے ہماری کتنی پکی دوستی ہے۔ ہمارا کتنا گہرا تعلق ہے؟ ہم اپنے ذہن کو دیکھیں بھائیو! اپنے اعمال کو دیکھیں۔ اپنی عبادات کو دیکھیں۔ اپنے کردار کو دیکھیں۔ اپنے گھروں کے معاملات کو دیکھیں۔ اپنے معاملات کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھیں۔ کیا واقعی ہم وہی بندے ہیں کہ جن پر اللہ یہ انداز اختیار کرے:

﴿ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ ﴾

[صحيح البخاري ، كتاب الصلح : ٢٧٠٣]

"اللہ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہمارا وہی حال ہے کہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں کریں اور ہمیں یقین ہو کہ میں اپنے رب سے، ایک ایسے دوست سے مانگنے جار ہا ہوں کہ وہ میری بات کو ان شاء اللہ نہیں موڑے گا۔

بھائیو! ہم کتنے کمزور ہیں۔ واللہ! ہم اپنی زندگیوں پر نظر دوڑا کر دیکھیں کہ ہم کیا ہیں؟ وہ لوگ جو تھے صحابہ کرام، انہوں نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں؟ کتنی ماریں کھائیں؟ کیا کچھ نہیں۔ لیکن ہم دیکھیں بھائیو! کہ ہم نے وہ قربانیاں نہیں دیں۔ وہ عزیمتیں اختیار نہیں کیں۔ لوگ تو پہلے ہی ہمیں کہتے ہیں کہ مجاہد آئے ہیں۔ لوگ استقبال کرتے ہیں۔ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جب ہم دعوت لے کر جاتے ہیں، لوگ نظریں بچھا دیتے ہیں۔ لوگ شاباش دیتے ہیں۔ حوصلہ بڑھاتے ہیں۔ بھائیو! وہ قربانیاں، وہ عزیمتیں، وہ پتھر کھانے والی باتیں، وَاللہ! وہ تو ابھی بہت دور کا مرحلہ ہے۔ ہم اپنے آپ پر نظر دوڑائیں۔ اتنی آسائشیں، اتنی آسانیاں، اتنی تعریف و توصیف کا ماحول ہونے کے باوجود پھر بھی ہمارے اندر کیا خوبیاں ہیں؟ ہم نے ابھی تک کیا کیا ہے؟ یقین کریں کہ جب ہماری ساری زندگی جو جہاد میں گزری، اس پر نظر دوڑائیں تو صحیح بات ہے کہ ہمیں معاملہ اس انداز کا نظر آتا ہے، جہاد کرنے والے تو بہت عظیم لوگ ہوتے ہیں اور اللہ جہاد کرنے کے لیے انہی لوگوں کو منتخب کرتا ہے جو ساری دنیا سے اعلیٰ ترین ہوں۔ یہ نہ ہو کہ ہم جہاد میں آ جائیں اور جہاد میں آنے کے بعد ہمارے گھر اور گھروں کا ماحول، ہماری رشتہ داریاں اور برادریاں دنیا کی ساری جکڑ بندیاں تو اسی انداز سے چلتی رہیں، مجاہدین کی زندگیوں میں، ان کے ذہنوں میں، ان کی سوچوں میں، ان کے عملوں میں، ان کے لباس میں اور ان کی ایک ایک چیز میں اللہ کی قسم! واضح فرق نظر آتا ہے۔ ایک وہ اللہ کا بندہ ہے جو جہاد میں کھڑا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربانیاں دے کر، عزیمتیں سہہ کر، ساری دنیا کو چھوڑ کر، ہجرتیں کر کے، شہادتوں کی راہ پر چلا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ کل کو میرے چند بھائی شہید ہوئے تھے، آج میں بھی ان کی راہ میں ان کے خون کا قرض چکانے چلا ہوں۔

ہم دیکھیں کہ ہماری حالت کیا ہے؟ اتنے روز گزر گئے، کبھی یہ کیفیت ہوا کرتی تھی کہ ہم اپنے شہید بھائیوں کو یاد کیا کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی شہادت کی خبر آیا کرتی تھی تو چند منٹ یا گھنٹے نہیں بلکہ کئی کئی دن اس کی یاد شدت کے ساتھ ستاتی تھی۔ کچھ افسوس کا عالم رہتا تھا۔ کچھ افسوس ہی نہیں بلکہ ایک عزم دل میں ہوتا تھا کہ بدلہ چکانا ہے۔ میں بھی اسی راہ پر ہوں مجھے بھی ان شاء اللہ بدلہ چکانا ہے، ہر شہادت پر ایک نیا عزم بیدار ہوتا تھا۔ ایک نیا جذبہ زندہ ہوتا تھا۔ لیکن اب ہم سوچیں، اپنے آپ کو دیکھیں، واللہ! اپنے گراف کا اندازہ کریں کہ اس وقت کیا کیفیت ہے؟ بہت اچھا ہوتا ہے وہ انسان جو اپنا جائزہ خود لیتا ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آج سے ایک دو سال پہلے جب میں جہاد میں نیا نیا آیا تھا تو اس وقت میرا لیول (level) کیا تھا؟ میری عبادات، میری نمازیں، نمازوں کا خشوع وخضوع، میرے سجدے، میرا رکوع، میرے پچھلی رات کو رب کے حضور آنسو، میری دعائیں، ان سب کی کیا کیفیات تھیں اور اب ان کی کیا کیفیت ہے؟ میرے اندر جہاد کی تمنا اور شہادت کے لیے تڑپ کتنی تھی؟ میں کس طرح مارا مارا پھرتا تھا؟ اپنے امیر کے پیچھے پیچھے رہتا تھا کہ مجھے اجازت چاہئے۔ گھروں میں دل نہیں لگتا تھا۔ رشتہ داروں کی محبتیں کبھی دل میں بھی نہیں آتی تھیں۔ دنیا اچھی نہیں لگتی تھی۔ یہ ساری چیزیں کبھی تصور میں بھی نہیں آتی تھیں۔ بس آخرت، جنت، جہاد شہادت کے تذکرے، یہی چیزیں تھیں۔ لیکن آج ایک سال بعد ہی میں اپنے آپ پر نظر دوڑا کر دیکھوں کہ اب میری نمازوں کا کیا سلسلہ ہے؟ میری عبادات، میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع، سجدے، میری دعائیں، میرا پچھلی راتوں کو کھڑا ہونا، اللہ کے سامنے رونا، دھونا اور دعائیں کرنا، میری سنتیں، نوافل، میرا بہت زیادہ تلاوت کرنا، بلکہ قرآن کی تلاوت میری عادت ہو جانا، ہر وقت قرآن کا جیب میں ہونا، جہاں وقت ملے قرآن پڑھنا۔
بھائیو! اب میری کیا کیفیت ہے؟ اگر کچھ معاملہ بہتری کی طرف ہے تو اس معاملے میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ﴾

یعنی شکر کا طریقہ بھی یہی ہے کہ مزید آگے بڑھیں۔ اگر ہم شکر کریں گے اور زیادہ اللہ کے قریب ہونگے تو میرے بھائیو! اللہ ہمیں اور زیادہ دے گا۔ اور دروازے کھولے گا۔ اللہ خیر کے اور نیکیوں کے دروازے کھولے گا۔

لیکن بھائیو! اپنا جائزہ لے کر اگر ہم دیکھیں کہ کہیں معاملہ اس کے الٹ تو نہیں ہے۔ میری نمازیں وہ نمازیں نہیں رہیں۔ میرے دل کی حالت وہ حالت نہیں رہی۔ کون کون سی خبر ملتی تھی کہ جب میری آنسوؤں کی لڑی لگ جاتی تھی۔ جب میرا دل رو پڑتا تھا۔ ادھر نماز میں تلاوت شروع ہوتی تھی، ادھر میری آنکھوں میں آنسو بہنا شروع ہو جاتے تھے اب کیا حالت ہے؟

اب کیا حالت ہے؟ اب تو اذانیں ہو رہی ہیں۔ نمازیں ہو رہی ہیں۔ تکبیریں اولیٰ فوت ہو گئی۔ کیا کچھ نہیں ہو گیا۔ لیکن میں اپنی باتوں میں، اپنی محفلوں میں، اپنے مرکز کی مجلسوں میں، وہیں بیٹھا رہا۔ کسی کو فکر نہیں۔ نہ کوئی یاد کرنے والا، نہ کوئی یاد کروانے والا کہ تیری تکبیر اولیٰ گئی۔ تو کبھی تحیۃ المسجد مس (miss) نہیں کرتا تھا' اب تیری تکبیر اولیٰ بھی رہ گئی۔ اب تیری رکعتیں بھی رہ گئیں۔ اب تیری نماز بھی رہ گئی، تلاوت کتنے ہی روز گزر گئے، کبھی قرآن کو پڑھا، کبھی نہیں، جیسے کبھی خلوت میں جا کر، تنہائی میں جا کر،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب سے باتیں کیا کرتا تھا کہ اس قرآن سے مجھے کچھ لینا ہے۔ لیکن اب تو بڑے بہانے ہیں، مصروفیات ہیں، مجبوریاں ہیں، بہت کچھ ہے۔ لیکن بھائیو! کیا مصروفیت ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی مصروفیات سے بڑی کوئی مصروفیت تو نہیں آن پڑی؟ ساری دنیا کا بوجھ اللہ کے نبی کے کندھوں پر تھا لیکن ہم دیکھیں کہ آپ کی عبادات، آپ کا قیام، ساری ساری رات آپ کی دعائیں، یہ کتنی زیادہ تھیں؟ کیا ہمیں اس سے بھی زیادہ فکر ہے؟ اس سے بھی زیادہ بوجھ آن پڑے ہیں؟

اب وہ کیفیت نہیں، شہیدوں کی وصیت، ان کے تذکرے، پہلے ہوتا تھا کہ بھائی جو شہید ہوتے تھے ان کے وصیت اپنی جیب میں رکھتے تھے۔ جب کسی معاملے میں گراف نیچے گرتا نظر آتا تو شہید بھائی کی وصیت جیب سے نکالتے اور اسے پڑھ کر ایمان کو تازہ کر لیتے تھے۔ اس سارے انداز کو تو ہم بالکل بھول چکے ہیں۔

کتنی غفلتیں، کتنی سستیاں، مسئولیتوں کو اٹھانے میں، رابطہ کرنے میں، بھائیوں کی تربیت کرنے میں، اس منہج کو عام کرنے میں، ایک ایک گھر تک پہنچانے میں، آپ سے بہت تساہل ہوا۔ میرے بھائیو! واللہ! یہ سستی بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ نے ایک خالص دعوت دی۔ اتنا عظیم منہج دیا، جہاد جیسا عظیم عمل دیا، اتنا کچھ کہ مجاہدین لشکر طیبہ اور اس قافلے کا ساتھ دیا، اس کے باوجود سستیاں ویسے ہی رہیں۔ دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی دکانوں پر بیٹھتا ہوں۔ میرے دل میں بھی دکانیں بستی ہیں۔ وہ بھی دکان مکان کے چکر میں رہنا چاہتا ہے۔ ہم بھی دکان اور مکان کے چکر میں رہتے ہیں۔ وہ بھی دنیا اور دنیا کے چکر چاہتا ہے۔ ہم بھی دنیا میں رہنا چاہتے ہیں۔ یہ ساری مجبوریاں ہماری بھی بن جائیں؟ بہانہ کوئی بھی ہو، تسلی کوئی بھی ہو، یقین کریں ہمارے اور ان کے درمیان بہت فرق ہے۔ پھر نتائج میں بہت زیادہ فرق آئے گا۔ زنگ اسی طرح لگتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے گا بالآخر ہم بھی اس لیول پر چلے آئیں گے۔ بھائیو! ہم لوگ اللہ کے فضل سے جہاد کرنے والے ہیں۔ ہمارا پہلا دستہ شہید۔ اس کے بعد ان شاء اللہ ہم کھڑے ہیں۔ ہماری گردنیں اور ہمارا خون...... اس لئے بھائیو! یہ باتیں کہنے کو تو بڑی آسان ہیں کہ ہم شہیدوں کے وارث ہیں۔ ہم خون دینے والے ہیں۔ ہم جان دینے والے ہیں۔ لشکر طیبہ فدائیوں کا قافلہ ہے۔ اپنی جانیں قربان کرنے والے لوگوں کا قافلہ ہے۔ موت کو موت کی جگہوں پر تلاش کرنے والوں کا قافلہ ہے۔ موت اور شہادت سے پیار کرنے والے زندگی سے پیار نہیں کرتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا ہماری نہیں۔ ہم تو اس دنیا میں جتنا عرصہ زندہ ہیں اس کو بدلنے آئے ہیں۔ ہم تو اس دنیا کو تبدیل کرنے، دعوت و جہاد کے عمل کو تیز کرنے، جب تک امیر یہاں رکھے، اس کے بعد شہادتوں کے سفر پر روانہ ہونے کے لیے آئے ہیں۔ ان کا دل ادھر لگتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں بھائیو! کہ ہمارا دل دنیا میں لگ گیا ہو۔ ہمیں بھی ڈرائنگ روم، ڈائننگ ہال، بیڈروم کے بغیر نیند نہ آتی ہو؟ یہ سارے تکلفات اور یہ ساری چیزیں ہمیں بھی بھاتی ہوں؟ بھائیو! جہاد کرنے والے لوگ یقین کریں بڑے عجیب ہوتے ہیں۔ وَاللّٰہ! وہی حدیث

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَ سَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ))

ان کو لوگ خبطی سمجھیں۔ ان پر اشارے کریں کہ دیکھو یہ وہ جا رہے ہیں۔ بال ان کے بکھرے، پاؤں ان کے غبار آلود، کپڑے ان کے وہ نہیں۔ گھر ان کے وہ نہیں کہ جنہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ آخر کوئی تو معیار زندگی ہونا چاہیئے۔ آخر دنیا میں جینا، دنیا میں رہنا ہے۔ دنیا والوں میں جب تک رہنا ہے، دنیا والوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ حتیٰ کہ یہ سارے لوگ اس قابل ہوں کہ اس جہاد پر کھڑے ہوسکیں اور ان کو عزیمتوں اور قربانیوں کی راہوں کا تعارف کروانا ہے۔ اپنی نظر، اپنی نگاہ، اپنا ہدف وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا کہ نہیں...... میں تو قربانیاں دینے والا ہوں۔ میں تو آگے بڑھنے والا ہوں۔ کوئی چیز میرے قدموں کو نہیں روک سکتی۔ کوئی چیز بھی دنیا کی مجھے متاثر نہیں کر سکے گی۔ دنیا کی رنگینی اور یہاں کی چاشنی اور روشنی میری نظروں کو خیرہ نہیں کر سکتی کہ میں یہاں رہ کر ٹوٹ جاؤں؟ نہیں بھائیو! ہم لوگ صرف روٹی کے تعاقب میں نہیں جیتے۔ ہم لوگ دنیا کے سٹیٹس کی بلندیوں کے خواب نہیں دیکھتے۔ ہاں ہم تو جنتوں کے متلاشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا جان مال بیچ چکے۔ اس لیے کہ وہ رب ہمیں جنت دے گا۔ اب اس جان پر اپنا کوئی حق نہیں۔ اب اس جان کے بارے میں کوئی فیصلہ میرا نہیں۔ کہیں کوئی اپنی مجبوریوں کو دیکھ کر جو اپنی خودساختہ مجبوریاں ہیں، اپنی زندگی کا اپنا معیار لئے کھڑے ہیں۔ اس معیار کو ہم ماڈل کی صورت میں سامنے رکھتے ہیں۔ اور اس ماڈل لائف کو ڈھونڈنا ہم اپنی مجبوری کہتے ہیں۔ جیسے دنیا والوں سے غلطی ہوئی، ہم سے بھی بہت غلطی ہوئی۔ کسی کا معیار اس کی ماڈل لائف بہت بلند تھی۔ اس کا وژن (Vision) اور اس نے اپنی صلاحیتوں کو بہت زیادہ assess کیا تھا لہٰذا اس نے اپنی ماڈل لائف والی جگہوں پر اپنی زندگی اتنی زیادہ ڈیزائن کی کہ اب کروڑوں کے گھر میں رہنا اس کی مجبوری ہے۔ اس کے علاوہ کتنی ہی اس کی مجبوریاں بن گئیں۔ گاڑیاں اس کی مجبوریاں بن گئیں اور بہت زیادہ اس دنیا کیساتھ چلنا اس کے ساتھ رہنا، اس کی مجبوری بن گئی۔ ہم نے بھی اپنی بساط دیکھی اتنا علم ہے۔ اتنی صلاحیت ہے۔ چلو اتنا فیملی بیک گراؤنڈ ہے۔ آخر میری ماڈل لائف اتنی تو ہونی چاہیے؟ اتنا فرنیچر ہو۔ اتنا اس میں سامان ہو۔ اتنا اس میں بزنس ہو۔ اتنی میری کلاس ہو۔ چلو آخر یہ بھی تو میری مجبوری ہے نا۔ یہ ماڈل لائف جو ہم میں سے ہر شخص نے ڈیزائن کر رکھی ہے۔ اللہ کی قسم یہ ہماری مجبوری بنی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ تو مجبوری نہیں ہے کیونکہ ہم یہاں رہنے کے لیے نہیں آئے۔ ہم تو یہاں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے کے لیے آئے ہیں۔ ہاں جب تک اللہ یہاں رکھے گا تو رہیں گے۔ کیسے؟ جیسے رسول اللہ ﷺ اوران کے صحابہ رہتے تھے سارے تکلفات سے آزاد لوگ ان کی زبانیں ان کے الفاظ، ان کی باتیں، غیبتوں سے پاک، طعن وتشنیع سے پاک، ان کی گفتگو کسی کی دل آزاری سے پاک، کسی کی پگڑی اچھالنے سے پاک، زبان ہر وقت اللہ کی یاد میں مصروف، ان کے ذہن، ان کی ذہنی اپروچ (Approach)، ان کے ذہنوں کا لیول، ان کی سوچوں کی سطح بہت بلند تھی۔ وہ صرف روٹی کپڑا اور مکان کی فکر نہیں رکھیں تھے ان کی سوچ بہت اعلیٰ تھی۔ اس دنیا کے کافروں کو مغلوب اور اسلام کو غالب کرنے والی۔ اگر ہم اپنے گھروں کو دیکھیں، اگر ہم تھوڑے بہت ذمہ دار ہیں کہ کیا ہم واقعی ایسے لوگ ہیں جن سے اللہ محبت کرتے ہیں۔ اللہ جس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ میں...... اولاد اور اس کی تربیت دیکھوں۔ اپنی صبحیں دیکھوں۔ اپنی شامیں دیکھوں' دنیا والوں کو تو میں بڑے دھوکے دے سکتا ہوں۔ بڑی باتیں کہہ سکتا ہوں...... اگر بندہ خود غور کرے کہ میں ہوں کیا؟ جہاد کرتا ہوں اور میرا عمل، میرا کردار، میرا ذہن اور میری مجبوریوں کے سلسلے، میری جکڑ بندیاں اور وہ چیزیں جو میرے راستے کی دیوار بنتی ہیں وہ کون کون سی ہیں۔ اتنا کمزور ہوں میں جہاد کرنے والا اور جہاد کا نام لینے والا؟

جو ایمان والے ہوتے ہیں انہوں نے دلوں میں بہت سے بت نہیں بسائے ہوتے۔ کہیں خاندانوں کا بت ہے۔ کہیں کوئی برادریوں کا بت موجود ہے۔ کہیں اولادوں کی محبتیں، کہیں بیویوں کی محبتیں کہیں عارضی مفادات کے چکر۔ اس سینے میں تو ایک ہی دل دھڑکتا ہے جو کہ سارے کا سارا اُس خالق کائنات کی رضا کے لیے دھڑکنا چاہئے۔ جہاد والے لوگ ہجرتوں والے ہوتے ہیں۔ یہ کل کی شہادتوں والے ہوتے ہیں۔ انہوں نے باقی لوگوں کے لیے دعوت بننا ہوتا ہے۔ اگر یہ رخصتیں ڈھونڈنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیں تو ان کو دیکھنے والے لوگ کیا کریں گے؟ کیسے اٹھیں گے وہ لوگ جن کے لیے انہوں نے نمونہ بننا ہے۔ بھائیو! یاد رکھو اگر ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں تو یاد رکھیے کہ جہاد سے پہلے ہجرت کا مرحلہ ہوتا ہے۔ ہم سارے لوگ دیکھیں کہ ہم جہاد کے لیے کس حد تک مخلص ہیں۔ اپنی مصروفیات کو دیکھیں۔ اپنے مفادات اور دنیا کو دیکھیں کہ ہم سارے لوگ جہاد اور ہجرتوں کے لیے تیار ہیں؟ کہیں کوئی چیز میرے پاؤں کی بیڑی تو نہیں؟ کہیں کوئی محبت میرے راستے کی دیوار تو نہیں بنی ہوئی؟ ہم جائزہ لیں کہ کیا ہم واقعی ہجرتیں کرنے والے ہیں؟ کہیں کوئی دکان مجھے روک تو نہیں لے گی؟ میرا عہدہ، میری ڈگری، میرا سٹیٹس، مجھے روک تو نہیں لے گا؟ کوئی یہاں کی محبت، کوئی چیز جہاد کے راستے کی دیوار تو نہیں بن جائے گی؟ کہیں میں نے اتنی انوسٹمنٹ، اتنی محنت تو نہیں کر لی کہ کل کو یہ مجھے جہاد کے راستے سے روک دے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے اکیلے کا گناہ پورے لشکر کو لے ڈوبے۔ ایک آدمی سارے سارے قافلوں، لشکروں کی منزلوں کو دور کر دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو، اللہ نہ کرے کہ میں اپنے قافلے میں ایسا انسان بن جاؤں کہ جس کا گناہ پورے لشکر کو روک لے۔

بھائیو! ہم نے ایسے عمل کرنے ہیں جن سے اس لشکر کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو بلکہ سکون اور ترقی کا باعث بنے۔ ہم تو اپنے رب سے مناجات اور دعائیں کریں گے اچھی اچھی اور ہم کبھی وہ کام نہیں کریں گے جس سے اللہ ناراض ہو جائے اور اگر کوئی غلطی ہو گئی تو فوراً توبہ کریں گے اور عہد کریں گے کہ اے اللہ میں بھول گیا تھا۔ اب کی بار نہیں بھولوں گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ! ہمیں سچا پکا اور مخلص دین کا داعی بنا دے تا کہ قربانیاں ہمارے لئے مشکل نہ رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعوت و جہاد کے ساتھیوں کے نام

تحریر: حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تعالیٰ

محترم بھائیو! یقیناً آپ محسوس کررہے ہوں گے کہ حالات نے کیسا پلٹا کھایا ہے۔ دفاتر کی بندش' گرفتاریاں اور کریک ڈاؤن ملک کے اندر کیوں۔ پھر ہم نے تو کبھی امن و امان کا مسئلہ کھڑا ہی نہیں کیا تھا۔ ہمارا نام بھی دہشت گردوں میں شامل کردیا گیا۔ خبروں میں بے عزتی' لوگوں کی باتیں' حاسدین کا پراپیگنڈہ اور یہ جگ ہنسائی۔ بہت سے بھائی شدید مخمصے کا شکار ہوں گے۔ یقیناً غصہ بھی آتا ہوگا۔ افسوس بے انتہا۔ پھر یہ خدشات کہ آئندہ کیا ہوگا۔ کام کیسے کریں گے؟ تعاون کرنے والے لوگ ہمارے ساتھ کیا رویہ اختیار کریں گے؟ ہم انہیں مطمئن بھی کرپائیں گے؟ ابھی تک تو ایک دہشت کی کیفیت ہے۔ ہمارے رابطے مفید بھی رہیں گے یا انتظار کریں۔ معلوم نہیں کل کیا ہوجائے گا۔ یقیناً ان خیالات اور پریشانیوں کے ساتھ آپ بھائی بیٹھے ہوں گے۔ میں بھی آپ کی طرح بہت کچھ سوچتا ہوں' پریشان بھی ہوتا ہوں......

لیکن اطمینان دلانے والا اللہ کا قرآن ہے۔ جب بھی قرآن پڑھتا ہوں' آیتیں روک لیتی ہیں۔ اتنی تسلیاں اور صبر و استقامت کی تلقین۔ اللہ کے ہاں اجر کی نوید۔ کبھی جھنجھوڑنا' سخت محاسبے کی طرف توجہ دلانا' اصلاح پر آمادہ کرنا اور گناہوں سے استغفار اور غلطیوں کے ازالے کا بار بار تذکرہ' قرآن بہت سمجھاتا ہے۔ تربیت کرتا ہے۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ بندہ جب صحیح توجہ کے ساتھ اِدھر اُدھر سے توجہ ہٹا کر قرآن پڑھے۔ اس طرح کہ اللہ مجھ سے بات کررہا ہے میں اللہ سے پوچھ رہا ہوں۔ میں اللہ کا بندہ اور دعوت و جہاد میں اللہ کا کارکن...... میرے ساتھ زیادتی ہورہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ میں نے کسی کو ستایا نہیں ہے۔ میں نے لوگوں کی خیر خواہی کی ہے' انہیں مالک کا پیغام پہنچایا ہے۔ اللہ کے حکم پر عمل کر کے جہاد کی دعوت دی ہے۔ دنیا مجھ سے بگڑ گئی ہے۔ اپنے بیگانے ہو گئے ہیں۔ قریبی ساتھی بھی پریشان ہو کر فاصلہ اختیار کر رہے ہیں۔ محبت دل میں ضرور ہو گی لیکن بہت سے سوچ میں پڑ گئے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہم پر بھی تکلیف نہ آجائے۔ کاروبار کے مسئلے نہ کھڑے ہو جائیں۔ جیلوں میں نہ جانا پڑ جائے۔ چلئے شہادت تو اچھی چیز ہے...... مر کر جان تو چھوٹ جاتی ہے لیکن یہ تو سلسلہ ہی کچھ اور شروع ہو گیا۔ اس کا ساتھ کیسے نبھایا جا سکتا ہے۔؟ سب سے ٹکر کیسے لی جا سکتی ہے۔؟ یہ لوگ جذباتی ہیں۔ ان کا مستقبل معلوم نہیں کیا ہو گا۔ ہم اپنا مستقبل کیسے تباہ کر لیں۔

محترم بھائیو! ان تمام سوالوں کا جواب چاہتے ہو تو قرآن پڑھئے۔ قرآن ہمارے لئے سب سے بڑی راہنمائی ہے۔ یہ داعی الی اللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ کا توشہ ہے۔ جہاں بھی جائیں قرآن کو ساتھ رکھئے۔ جب بھی گھبراہٹ ہو حالات کی سختی ہو۔ مخالفین کی طرف سے مشکلات اور امکانی خطرات ہوں۔ شکستہ دل لے کر بھی قرآن پڑھنا شروع کر دیجئے۔ قرآن آپ کو اللہ کے قریب کر دے گا۔ دل کھول کر اللہ سے باتیں کر لیجئے۔ اپنی ہر شکایت اور اپنی ہر حالت اللہ کے سامنے پیش کیجئے۔ بندہ اس قابل ہو کہ تکلیف اللہ کی وجہ سے' صرف اس کے دین کے سبب آئی ہو اور اللہ کے دشمنوں کی طرف سے اللہ کی وجہ سے مار پڑی ہو۔ اللہ کے دین کی عزت و عظمت کی وجہ سے اپنی بے عزتی کرائی ہو تو دیکھئے اللہ سے ہم کلام ہو کر کتنی لذت آتی ہے۔ قرآن آپ کو بتائے گا کہ زیادہ عزت والے لوگ اللہ کے نبی تھے۔ بہت اونچے اور پختہ کردار کے حامل۔ انہوں نے کبھی کسی سے بداخلاقی نہیں کی تھی۔ وہ انسانوں اور معاشروں کے کتنے خیر خواہ تھے۔ مخالف کی بھی خدمت کرتے۔ گالی دینے والے اور مذاق کرنے

www.KitaboSunnat.com

والوں سے کبھی نہ الجھتے۔ بلکہ ان کے لئے بھی دعائیں کرتے۔ لوگ ہر جگہ ان کی بے عزتی کرتے۔ ہر مجلس میں مخالفت کرتے۔ کسی کو پتھر مارتے کسی کو اٹھا کر کنویں میں پھینک دیتے۔ کسی پر آرا چلا دیتے اور دو ٹکڑے کر کے پھینک دیتے۔ انبیاء کا ساتھ دینے والوں کے ساتھ کیا ہوتا۔ برادریاں بائیکاٹ کرتیں۔ کسی کے ہاتھوں میں میخیں گاڑی جاتیں' کسی کے لئے آگ کی خندقیں تیار کی جاتیں۔ ہر قوم کے سب سے اچھے انسانوں کے ساتھ سب سے برا سلوک ہوتا۔ مسئلہ ذاتی نہ ہوتا۔ دشمنی ذاتی نہ ہوتی۔ کسی کو کبھی یہ کہنے کا موقع نہ ہوتا کہ سزائیں بھگتنے والے نے کبھی کسی کی چوری کی ہو۔ کسی کی عزت پر ہاتھ اٹھایا ہو۔ ہرگز نہیں...... اس جرم میں ان کو پکڑا جا رہا ہے کہ یہ لوگ معاشرے کا چلن چھوڑ کر پرانے رسم و رواج اور اپنے بزرگوں کے عقیدے چھوڑ کر اللہ کا دین مان کر اسی کے ہوگئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو انسانی نظاموں کا باغی قرار دے کر مقدمے بنائے جاتے ہیں۔ پھر ان کی کوئی بات' کوئی دلیل نہیں سنی جاتی۔ کہیں انہیں صفائی کا موقع نہیں دیا جاتا۔ انہیں طرح طرح سے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ ہر فرعون ایسے لوگوں کے انجام کو عبرت ناک بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ ایسے تمام بندوں کا ذکر بڑی محبت سے کرتا ہے اور ان کا جرم قرآن جگہ جگہ بتاتا ہے کہ انہوں نے اللہ کو رب کہہ دیا تھا۔ اسی بات پر جھگڑے ہوئے تھے' لڑائیاں چھڑ گئی تھیں' جیلیں اور پھانسیاں تھیں۔ ایک طرف انکار ہی انکار تھا اور ظلم ہی ظلم تھا اور دوسری طرف صبر تھا۔ عمل پر استقامت اور دعوت میں مداومت تھی۔ فرعونوں اور طاغوتوں نے ہمیشہ ہی اللہ کے داعی بندوں کو مارا ہے اور عبرت کے نشان چھوڑے ہیں۔

دعوت و جہاد کے ساتھیو! کئی بار قرآن میں ان بیانات کو پڑھا تھا۔ لیکن اب جب دیکھتے ہیں کہ ہجرتیں کر کے آنے والوں اور اللہ کے دین کے لئے جمع ہونے والوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ افغانستان میں کیا ہو رہا ہے۔ اس دور کے بپھرے ہوئے فرعونوں کا غصہ ٹھنڈا ہی نہیں ہو رہا۔ اتنی آگ برسائی ہزاروں معصوم بچے اور عورتیں سربریت کا نشانہ بن گئے۔ کتنے مجاہدین ان کے خاندان ان کی بیویاں اور بچے ہیں کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ صرف ان کا پتہ ہے جنہیں زنجیروں میں جکڑا گیا ہے...... پنجروں میں رکھا گیا ہے۔ گوانٹانا موکیوبا کے جزیرے میں بند کیا گیا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ یہ کہہ کر گھروں میں بیٹھے نہیں رہے۔ یہ بھی کاروبار کر سکتے تھے۔ ان کے پاس بھی شاندار گھر تھے۔ سارے آرام چھوڑ کر پہاڑوں اور غاروں میں رہنے لگے۔ فرعون پیچھے پہنچ گئے۔ پراپیگنڈا کیا کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ کوئی ثبوت نہیں دیا۔ بس چونکہ امریکہ کا صدر کہہ رہا ہے۔ اس پر مزید کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے۔ واللہ! قرآن پڑھئے! آپ کو پتہ چلے گا کہ ہر دور کے فرعون ایسا ہی کرتے رہے۔ اب سمجھ آ رہا ہے کہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے تو اس کہنے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ کون لوگ ہوتے ہیں جو اپنے عمل سے اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کا اعلان کرتے ہیں۔ کن لوگوں کی دعوت کی زد طاغوتوں پر پڑتی ہے۔ پنجروں میں بند یہ اللہ کے شیر ہیں۔ ان کی داڑھیاں مونڈھ دی گئیں...... آج جو مسلمان ہو کر داڑھیاں منڈاتے ہیں' ان کے لئے اس میں غور کرنے کا موقع ہے۔ حق اور باطل نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اے داڑھیاں مونڈھنے والو تمہیں پتہ چلا کہ اللہ کے بندوں کا چہرہ کیسا ہوتا ہے۔ ان کی داڑھیوں کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ طاغوتوں کے چہرے بنانا چھوڑ دو۔ آؤ اپنے ہر عمل کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع بنا کر سچے مسلمان بن جاؤ......

آج میرے سامنے مسلم معاشرے کے دو کردار ہیں۔ ایک کردار گوانٹانا مو کے پنجروں میں بند مسلمانوں کا ہے اور دوسرا کردار مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیاشیوں میں پڑے ہوئے اور اللہ کے دین سے غافل ہیں۔ کلمہ دونوں کا ایک ہے۔ قرآن بھی اور اسلام بھی ایک ہے۔ کہنے کو سب مسلمان ہیں لیکن فرعونوں کو کچھ مسلمانوں سے پیار ہے۔ ان کی مدد کے لئے وہ اربوں ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ بھاگ بھاگ کر ملنے آتے ہیں ۔ ان سے دوستیاں ہیں' اتحاد ہیں' باہمی دلچسپیاں ہیں اور مشترکہ مقاصد ہیں۔ دوسرے وہ مسلمان ہیں جن سے فرعونوں کو عداوت ہے اور یہ عداوت دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور اس کا دائرہ پھیلتا جارہا ہے۔ کشمیر بھی اس کی زد میں آچکا ہے۔ ہمارے ہاں بھی کریک ڈاؤن شروع ہوگئے ہیں۔ فلپائن میں امریکی اتر چکے ہیں۔ وہاں بھی کچھ اللہ کے بندے ہیں جن کا صفایا ضروری سمجھا گیا ہے۔ کشمیر میں انڈیا کی فوجوں سے لڑنے والوں اور فلپائن اور صومالیہ کے مجاہدین پر ورلڈ ٹریڈ سنٹر والا الزام تو نہیں ہے' پھر ان کا صفایا کیوں ضروری ہے؟ امریکہ کو ان سے کیا تکلیف ہے۔؟ اس سوال کا جواب کوئی نہیں دے گا۔ بس بات وہی ہے کہ اللہ کو رب ماننے والے اور اس دور کے باطل ارباب کا انکار کرنے والے کہاں کہاں ہیں؟ ان کو تلاش کیا جارہا ہے۔ اب سمجھ آنی چاہئے کہ دنیا ایک ویلج (village) بن گئی ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ مطلب یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں کوئی اور حکومت نہیں ہے اور اس ویلج کا حاکم امریکی صدر ہے۔ اسی کے سامنے جھکو اور اسی سے مدد مانگو۔ ذرا نافرمانی کی تو دھر لئے جاؤ گے۔ اپنا کھاؤ کماؤ۔ کوئی دعوت نہ دو۔ تمہارے اسلام کا کوئی حق نہیں ہے کہ پھیلے۔ اسے اپنے پاس اندر رکھو باہر ہماری دنیا ہے۔ یہی اس دور کا سیکولر دین ہے۔ اس دین کے تحت زندگی بسر کرتے رہو۔ اسلام' عیسائیت' ہندومت یا جو مذہب بھی ماننا ہے ...... بڑے شوق سے مانو۔ اپنے اپنے طریقے سے شادیاں کرو۔ اپنے طریقے سے مردے دفن کرو۔ چار دیواری میں نماز پڑھو یا جس مذہب کی چاہو عبادت کرو۔ لیکن ایوانوں' عدالتوں' چیمبروں' معاشروں اور ملکوں میں اللہ کی دعوت نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچے دی جائے گی۔ جہاد کو ٹارگٹ اس لئے بنالیا گیا ہے کہ یہ دعوت کو اٹھا کر چار دیواری سے باہر لے کر آتا ہے۔ایوانوں میں اس کی دھمک سنائی دیتی ہے۔ ملک اور معاشرے متاثر ہوتے ہیں۔ دعوت قوّت کے ساتھ بڑھنے لگتی ہے' اس لئے طاغوتوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس قصے کو ختم کرو۔ جہاد کا نام بھی کہیں نہ ہو۔ آج کی دنیا میں اس نام پر پابندی ہے اور ایسے لوگوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی۔ جہاں بھی ملیں گے' کسی کو پہلے کسی کو بعد میں' سب کو گھیر لیا جائے گا۔ یہ دنیا کے امن کو تباہ کرنے والے ہیں۔ انہیں ختم کرنا ضروری ہے تاکہ دنیا کا معاشی اور سیاسی عمل جاری رہے۔ اگر یہ لوگ زندہ رہ گئے تو طاغوت کے سیکولر دین کو خطرہ ہے۔

محترم بھائیو! طاغوت اور فرعون چاہتے ہیں کہ وہ اسلام کو مسخ کریں۔ مسلمانوں کو سیکولر بنائیں' مسلمان ملکوں' معاشروں میں بے حیائی اور بے دینی پھیلائیں۔ ان کے ادارے چلیں۔ مسلمان ان جیسے لباس پہنیں۔ ان کی زبانیں اور کلچر اپنے ملکوں میں چلا کر ان کی غلامیاں قبول کریں۔ مسلمانوں کے نوجوان ان کی کرکٹ کھیلیں۔ مسلم خواتین مغرب کے طرز پر ماڈرن بن جائیں۔ چار دیواری اور برقعے سے نکل کر بازاروں میں آجائیں۔ بھلے نام مسلمانوں کے رہ جائیں لیکن اندر باہر انفرادیت اور اجتماعیت کا ہر رنگ مغربی بن جائے۔ دشمنان اسلام صلیبی یہودی اداروں کو بڑا کھلا موقع ملے کہ مسلمان معاشروں کو تباہ کردیں۔ جیسے مصر' ترکی اور بیروت کو کر چکے' ایسے پاکستان کو بھی کرلیں۔ پھر سعودی عرب پر ہاتھ پھیریں۔ اس طرح اسلام کی عملی شکل دنیا سے مٹ جائے۔ اس مقصد کے لئے دشمنان دین کو پر امن حالات چاہئیں۔ امن سے ان کی مراد یہ ہے کہ ان کی کسی کارروائی پر کوئی نہ بولے۔ مسجد اور مدرسہ سے نکلنے والی آواز کو خاموش کرا دیا جائے۔ قرآن نہ سمجھنے دیا جائے۔ دینی مدرسہ میں بھی وہی ماحول پیدا کردیا جائے جو دنیاوی تعلیمی اداروں کا ہے۔ وہاں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ اور عبدالرحمٰن پڑھتے ہیں۔ لیکن بڑے شوق سے مغربی تمدن اختیار کرتے ہیں۔ وہاں بھی قرآن کی تلاوت ہوتی ہے لیکن ایسے ہی جیسے عیسائی پادری اپنی انجیل پڑھتے ہیں۔ لیکن مغربی ملکوں میں انجیل نے سیکولرزم کے راستے میں کوئی بند نہیں باندھا۔ بے حیائی پھیل رہی ہے اور انجیل مقدس بھی ہے۔ ایسے ہی قرآن کو مقدس مان کر اس کی تلاوت کرو، جس سے عملی زندگی پر کوئی اثر نہ ہو۔ فرعون چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دینی مدارس میں بھی ایسا نصاب لے آؤ جس سے نوکری کرنے والے تو تیار ہوں لیکن اسلام کے داعی نہ بن سکیں اور اسلام کو عملی شکل دینے والے لوگ نہ نکل سکیں جو معاشروں کو اللہ کا دین سمجھائیں اور دین کے غلبے کے لئے آگے بڑھیں۔ اگر دین کے داعی بولیں گے تو اس سے ملکوں کا امن تباہ ہوتا ہے اور مغربیت کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ آج فلاح و بہبود کے نام پر عالمی ادارے اور این جی اوز ملکوں میں اپنے تبلیغی ادارے قائم کر رہی ہیں اور وہی رپورٹیں بھی دیتے ہیں کہ دعوت و جہاد کو روکا جائے۔

دعوت و جہاد کے عظیم بھائیو! آپ کو میری باتوں سے اپنا جرم سمجھ آ گیا ہوگا۔ آج چور، ڈاکو، قاتل، مجرم نہیں رہے نہ ان کی کوئی تشہیر ہے۔ یہ سب جرائم تو مغرب کو پسند ہیں کہ مسلمان ملکوں میں ایسی تخریب کاری ہو اور بہتر ہو تاکہ وہ انہی طرز پر معاشروں کی تشکیل کر سکیں۔ آج کا جرم جہاد ہے اور اسلام کی دعوت ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ منہجِ دعوت و جہاد پر تھوڑا سا عمل بھی طاغوت کے لئے ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ وہ غصے میں بھڑک اٹھا ہے اور اسی کا صفایا کرنا چاہتا ہے۔ دیکھ لیجئے کہ اس کے خلاف کتنا پراپیگنڈہ ہے اور اس منہج پر چلنے والوں کو کس طرح بے عزت کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ دنیا کی نظروں سے گرانے کے لئے ذرائع ابلاغ کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم بھائیو! کیا دنیا ہمیں ان باتوں اور چالوں سے بے عزت کر لے گی؟ ہرگز نہیں۔ ہم اللہ سے تعلق رکھنے والے اور اس کے دین کی عظمت کے لئے لڑنے والے ہیں۔ یاد رکھیے جس کی دوستی اللہ سے ہو' اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ یہی بات تو ہم قنوت وتر میں کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزْنِ

''اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں ہم (ذاتی غم) سے اور حزن (دوسرے کے غم) سے''

سمجھنے والی بلکہ فکر کرنے والی بات یہ ہے کہ کیا ہمارا ''ھم'' اور ''غم'' اللہ کے لئے ہے۔ کیا کوئی ذاتی مسئلہ تو نہیں ہے؟ ہم نے محنت کر کے اپنی شخصیتیں اجاگر کی ہیں یا اللہ کے دین کی دعوت پہنچائی ہے۔ کہیں یہ حالت تو نہیں ہے کہ ہمارے سامنے اپنی ذاتوں کا مسئلہ ہو کہ اب ہمیں لوگ اپنے چیمبروں اور دفتروں میں نہیں بیٹھنے دیں گے۔ ہمیں بڑے بڑے دروازوں سے دھتکار دیا جائے گا۔ پھر یاد کر لیجئے ہم ان چیمبروں اور دفتروں میں اللہ کے دین کی دعوت کے لئے گئے تھے یا محض اپنے ذاتی میل ملاپ اور اپنے تنظیمی نام کی شہرت کے بل بوتے پر گئے تھے۔ دنیا کے بڑے لوگوں کے ساتھ تعلقات کس بنیاد پر تھے؟ اگر اللہ کے دین کی خاطر تھے تو آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئے کیا آپ کو نبی ﷺ کی وہ حدیث یاد نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کتنے اللہ کے بندے ہیں جنہیں دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کے نزدیک ان کا یہ مقام ہوتا ہے کہ وہ اگر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کو پورا کر دیتا ہے۔ ہمیں اللہ کی یہی محبت چاہئے۔ ہم دنیا میں جہاں بھی جائیں گے جس سے بھی ملیں گے اللہ کے لئے جائیں اور ملیں گے۔ ان شاء اللہ

دعوت ہمارا کام اور جہاد ہماری شان ہے۔ یہ اللہ کے کام ہیں اور ہم اللہ کے نوکر ہیں۔ یاد رکھیے ہماری کوئی ذاتی حیثیت نہیں ہے۔ ہماری عزت کو اگر بٹہ لگا ہے اور دنیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے باتیں کر رہے ہیں تو اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔ کہیں شیطان کے دھوکے میں نہ آ جانا یہ امتحان کا وقت ہے۔ ہماری عزتیں بھی اللہ کے لئے ہیں اور جانیں بھی اللہ کے لیے۔ جانیں دینے کا مزہ آئے گا لیکن اس کا پتہ مر کر ہی لگے گا۔ تاہم اپنی عزت نفس قربان کرنے کا مزہ دنیا میں لیجئے۔

میرے عزیز کارکن بھائیو! لوگ دنیا کا مال اللہ کے لئے ہمارے ہاتھوں میں دیتے ہیں۔ ہمارے پاس کیا ہے جو ہم دیں؟ اگر اللہ کی خاطر باتیں سن لیں اور ہم نے برداشت کر لیں تو اللہ اس قربانی کو قبول کرلے گا۔ ہماری عزتیں اللہ کے لئے قربان ہو گئیں اور اس کے عوض قیامت کی سختیوں سے نجات مل گئی تو نفع کا سودا ہے۔ اللہ قبول کرلے کہ بندے نے سب کچھ میرے لئے قربان کیا تھا۔ اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اٹھئے اور اپنے کاموں پر نکل جایئے۔ اسی اعتماد اور شان کے ساتھ اللہ کا دین پیش کیجئے۔ جہاد کی دعوت عام کیجئے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ حکومتوں کی پالیسیاں بدلتی رہتی ہیں۔ اللہ کی پالیسی نہیں بدلتی اور نہ ہی مسلمانوں کا منہج بدلتا ہے۔ ہاں حالات کی مناسبت سے تدبیر کرنا پڑتی ہے۔ غم نہ کیجئے کہ اب ہمارے بڑے بڑے اجتماعات نہیں' ہو رہے' اللہ بہت جلد آپ کو یہ سب کچھ لٹا دے گا بلکہ بہت زیادہ دے گا۔ اپنے آپ کو سنبھالئے۔ لوگ باتیں کریں تو کریں۔ خود کوئی ایسی ڈھیلی بات نہ کیجئے ۔ خاص کر بڑے اور چھوٹے کارکن فی الوقت اپنی دینی تربیت کا مظاہرہ کریں۔ پر وقار سنجیدگی ' بھائیوں کو صبر و استقامت کی تلقین اور سب سے بھرپور رابطے زیادہ تر انفرادی رابطے اور چھوٹے تربیتی پروگرام بہت زیادہ کریں۔ اللہ نے کام کرنے کے طریقے سمجھا دیئے ہیں اور یاد رکھئے تدبیر حالات کے اندر ہی ہوتی ہے۔ اس کے لئے مومنانہ بصیرت چاہئے اور اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کر کے مدد مانگنی چاہئے۔

محترم بھائیو! دعوت و جہاد کے منہج پر کام کرنے والوں کو جھٹکے ضرور لگتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔اللہ کی سنت کبھی نہیں بدلتی۔ یہ ایک چھوٹا سا جھٹکا ہے۔ آئندہ کے لئے تربیت کر لیجئے اور ذہن کو پختہ کر لیجئے۔ اگلے مرحلے کی تیاری کیجئے۔ ہم نے بفضلہ تعالیٰ و بعونہ کفر کے خلاف معرکہ لڑنا ہے۔ کچھ تیاری کی ہے اور بہت زیادہ تیاری کرنی ہے۔ اس معرکے کے لڑنے میں ہی بچت ہے اور کامیابی بھی' جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کو لڑے بغیر اسلام اور مسلمانوں کو کچھ مل جائے گا یہ اس کی بھول ہے۔ مادیت کے خدا' اسلام اور مسلمانوں کو للکار رہے ہیں' وہ باقی سب کو ٹھکانے لگا چکے ہیں۔ تمام مذاہب سرنڈر (surrender) ہو چکے ہیں۔ اسلام اللہ کا دین ہے جس سے دنیا کے طاغوت لڑتے ہیں۔ پہلے یہ سازشیں کرتے ہیں اور چھپ کر وار کرتے ہیں اور جب مسلمان ان کی سازشوں کو سمجھ کر ان کے خلاف میدان میں آ جائیں تو قوت استعمال کرتے ہیں۔ ان کے پاس بے پناہ وسائل ہیں۔ مادی قوتیں ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے پاس صحیح اسلام پر عمل اور اطاعت نہیں ہے جو مسلمانوں کی اصل قوت ہے۔ اسی وجہ سے مار کھا رہے ہیں۔ مسلمان بھی کفر کے ہتھیار تلاش کرتے پھرتے ہیں جو انہیں ملتے نہیں ہیں۔ اپنے ہتھیار استعمال نہیں کرتے۔ آج بڑا مسئلہ یہی ہے جو مسلمانوں کو سمجھ آنا چاہئے۔ معرکے کا میدان بہت وسیع ہو چکا ہے۔ چاروں طرف سے مار پڑ رہی ہے..... میرے بھائیو! صرف آسمان کا دروازہ کھلا ہے۔ وہی ایک راستہ مسلمانوں کے لئے رہ گیا ہے۔ اسی کی طرف متوجہ ہو جایئے۔ ادھر سے آنے والی دعوت کو غور سے سن لیجئے اور اس دعوت پر چل نکلئے۔ معرکہ لمبا بھی ہے اور خونریز بھی۔ آج اسلام کے خلاف تمام مذاہب و نظریات کا کفر جمع ہو چکا ہے اور ٹارگٹ (Target) اسلامی جہاد کو بنا لیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ پہلا مرحلہ تھا جس میں اللہ نے سچے مسلمانوں کو کامیابی دی ہے۔ میدان صحیح بن گیا ہے۔ جانیں تو جائیں گی۔ لیکن سب ان شاء اللہ صحیح کام آئیں گی۔ مسلمان قوتیں اور وسائل استعمال کریں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔لیکن صحیح سمت بڑھیں گے۔ بالآخر یہ معرکہ مسلمان جیتیں گے۔ پہلے میدان وہ تھے جن میں مسلمانوں نے بہت مار کھائی اور ناکام بھی ہوتے چلے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے میدان ہی نہیں تھے۔ مسلمانوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا گیا تھا کہ تم مغرب کا مقابلہ مادی ترقی کے ساتھ ہی کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ماڈی ترقی اور وسائل کے حصول اور ان کے استعمال کی بھی اسلام تلقین کرتا ہے۔ یہ رہبانیت یعنی ترک دنیا کا دین نہیں ہے۔ لیکن اس نام پر مسلمان دھوکے میں مبتلا ہو گئے۔ مغرب کے مقابلے میں ترقی تو نہ کر سکے۔ البتہ مادیت کی آلائشوں سے آلودہ ہو کر اسلام سے دور ہو گئے۔ یہی مغرب کا ہدف تھا کہ ان سے اسلام چھین لو۔ پھر یہ کسی کام کے نہیں رہیں گے۔ مسلمانوں کو برتری دلانے والا اسلام ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی امت کو اسلام پر عمل سمجھایا تھا۔ جب آپ کی جماعت تیار ہو گئی تو یہ دعوت پوری قوت سے اٹھی۔ جب انہوں نے مادیت کو ٹھوکر مار کر ہجرت کی اور جہاد کا' قربانی والا راستہ اختیار کیا یعنی جو کچھ پاس تھا' وہ جہاد میں پیش کر دیا تو اس دور کے مادیت کے سب خدا پاش پاش ہو گئے۔ ان کی دولتیں اور سلطنتیں مسلمانوں کے قدموں تلے آ گئیں۔ ہمارا اپنا منہج ہے۔ اسی کی ترویج ضروری ہے۔ آج بھی اسی بنیاد پر کھڑے ہونا ہے اور مسلمانوں کو کھڑے کرنا ہے اور اللہ سے مدد مانگنی ہے۔ بظاہر بڑے نقصان ہوں گے لیکن یہ ہمارے نقصان نہیں ہیں۔ یہاں گر گر کر اٹھنا ہو گا۔ قربانیاں دے کر آگے بڑھنا ہو گا۔ یہ معرکہ پھر سے شروع ہو چکا ہے۔ کفر بہت زیادہ دہشت زدہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس معرکے کے بنیادی قواعد اور اصول و ضوابط کو سمجھیں۔ علماء کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے فرقوں میں نہ الجھیں۔ فرقے دو ہی ہیں اسلام اور کفر۔ اسلام کی جنگ لڑنے کے لئے میدان میں نکلیں اور امت کی راہنمائی کریں۔ ورنہ ان سے مدرسے اور مسجدیں سب کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھین لیا جائے گا۔ امت میں عقیدہ و عمل کی یکجہتی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے صرف کتاب و سنت کی پابندی ضروری ہے۔ یہی خالص اسلام ہے۔ اسی کی ضرورت ہے اور یہی معرکے کے میدان میں کام دے گا۔ فرقوں والا بٹا ہوا اسلام کفر کے خلاف معرکہ نہیں لڑے گا۔ اہل کفر نے سارے رنگ ڈھنگ بدل لئے ہیں تو مسلمانوں کے قائدین کو بھی چاہیے کہ وہ ذاتیات' سیاسی مفادات اور فرقہ وارانہ سلسلوں سے باہر نکل کر خالص اسلام کی بنیاد پر کھڑے ہو جائیں۔ امت کو تیار کریں۔ الیکشن بازی سے ان کو کچھ نہیں ملے گا۔ حالات کے تقاضے کو سمجھیں اور بھرپور کردار ادا کریں۔

دعوت و جہاد کے عزیز ساتھیو! کوئی نہ بھی اٹھے اور چلے' آپ اس کے لئے محنت ضرور کیجئے۔ پریشان نہیں ہونا۔ جتنا کچھ بھی جمع کر پائے' وہی اللہ کے سامنے پیش کریں گے۔ حوصلے مضبوط رکھئے۔ اللہ راہنمائی فرمائے گا۔ اللہ قبول فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تعالیٰ کا دوران قید

مسئولین کے نام ایک اہم اور نصیحت آموز خط

محترم بھائیو! ہم دعوت کے میدانوں میں کام کرتے کرتے سہولتوں اور آرام طلبی کے عادی بن جاتے ہیں۔ لوگ ہمیں بہت کچھ دیتے ہیں اچھے کھانے کھلاتے ہیں عزت افزائی کرتے ہیں۔ ہم انہیں وہ محبتیں نہیں دیتے جس قدر وہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس دور میں نبوی منہج توحید کی زندہ جہادی دعوت لے کر چلنے والے ہیں۔ لوگوں کے التفات اور شدید رغبت و محبت کا یہی سبب ہے۔ ہمیں سوچنا چاہئے کیا ہم نبوی منہج کے کامیاب کارکن ہیں؟ ہمیں اس منہج دعوت وجہاد سے کتنی عزت ملی؟ کس قدر ہم نے اس سے فائدے اٹھائے اور اس کے مقابلے میں کتنی قربانی دی؟ اس منہج پر کام کرنے والے حقیقت میں وہی کامیاب ہو سکتے ہیں جو دنیا کی زندگی کو قربانی والی زندگی بنادیں۔ جان کی قربانی شہادت کی شکل میں آخری قربانی ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ اللہ ہم سب کو شہادت کی موت نصیب فرمائے اور قبول کرلے۔ اصل معاملہ قبولیت پر مکمل ہوگا۔ بہت سی شہادتیں بھی قبولیت کی منزل نہ پاسکیں گی۔ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔ سو اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں شہادت کی موت ملے اور اللہ تعالیٰ قبول بھی فرمالے تو ہمیں پوری زندگی شہادت اور قربانی والی بنالینی چاہئے۔

جس نبی ﷺ کے منہج کو لے کر ہم چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی سیرت اور صحابہ کی سیرتوں پر غور کریں وہ کس قدر قربانی والی سیرتیں تھیں۔ ان کا رہنا سہنا کھانا پینا کیسا تھا؟۔ محنت و مشقت کی کیا کیفیت تھی؟ ان کی زبان شہادت حق کی دعوت دیتی تھی تو ان کے جسموں کا ہر عضو یہی شہادت پیش کرتا تھا۔ ان کے گھروں' ان کے میل جول اور دوستی دشمنی سے وہی شہادت ملتی تھی۔ دنیا ان کی دشمن بن گئی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں ہجرتیں کرنا پڑی تھیں' ماریں کھانا پڑی تھیں۔ رشتے چھوڑنے پڑے تھے۔ وہ غرباء تھے۔ دنیا ان کے لئے اجنبی بن گئی تھی۔ وہ تارک دنیا نہیں تھے۔ وہ اس دنیا میں رہ کر اللہ کے دین کے نمائندے تھے۔ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر تھے۔ علم کی گہرائی رکھتے تھے۔ عقیدہ کی پختگی اور عمل کی سچائی نے انہیں ممتاز بنا رکھا تھا۔ وہ اسی دنیا کے معاشروں میں رہ کر اللہ کی طرف رخ کر چکے تھے۔ سوچئے کیا ہم بھی دعوت میں یہ انداز رکھتے ہیں؟ یہ درست ہے کہ معاشرے اور حالات مختلف ہیں۔ تدبیریں بھی مختلف ہوں گی۔ لیکن عقیدہ و عمل تو وہی ہونا چاہئے جذبے اور حوصلے تو وہی کام دیں گے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آج کے حالات پہلے لوگوں سے نرم اور بہتر ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اصل میں ہماری سوچوں میں کوتاہی ہے۔ ہم اپنا وہ معیار بنانا نہیں چاہتے۔ محنتوں سے جی چراتے ہیں اس لئے حالات کا سہارا لیتے ہیں۔ ہمیں اپنی سوچ اور فکر کے زاویئے درست کرنے چاہئیں اور بہانے تلاش کرنے اور گنجائشوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے عزیمتوں کی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ ہاں اللہ سے ہر وقت عافیت مانگیے۔ ہم آزمائشوں اور امتحانوں کے قابل نہیں ہیں۔ اپنی کمزوری اپنے اللہ کے سامنے پیش کر کے اس سے عافیت طلب کیجئے۔ لیکن اسے بہانہ بنا کر دلوں کو تسلیاں نہ دیجئے اور غلطیوں پر پردے نہ ڈالئے اپنی اصلاح کے لئے اپنے نفسوں اور خواہشوں پر اللہ کے دین کو غالب کیجئے۔ سچے اور مخلص ہو جایئے۔ اللہ سے ہماری حالت اور باطن کی کوئی کیفیت چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ہمارا حساب اسی حوالے سے ہو گا کہ ہم نے لوگوں کو اس منہج پر دعوت دی۔ اگر ہم سچے ہوئے۔ دعوت و جہاد کی مسئولیت میں دھوکہ نہ کیا۔ جو کہا وہی کیا۔ اپنی ذات سے عدل اور جن پر مسئولیت تھی اور جس کام کی مسئولیت تھی اس سے عدل کیا تو ہماری نجات ہو جائے گی۔ ورنہ چھٹکارے کی کوئی شکل نہیں نظر آتی۔ اللہ سے ہمیں بہت زیادہ استغفار کرنا چاہئے اور مخلص ہو کر اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اصلاح کی توفیق مانگنی چاہئے اور جلد اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

محترم بھائیو! حالات دن بدن سخت ہو رہے ہیں۔ مشکلات بڑھ رہی ہیں ہمیں یہ سوچ کر بیٹھے نہیں رہنا کہ حالات جلد ٹھیک ہو جائیں گے' سختیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سوچ سے فائدہ نہیں ہوگا۔ حالات اللہ کے قبضے میں ہیں۔ اللہ ذوالجلال کب بدلے گا ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ ہمیں ان حالات اور شدّتوں کے لئے اپنے آپ کو اور جماعت کے تمام افراد کو تیار کرنا چاہئے۔ ہم حالات کو نہیں بدل سکتے نہ ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں حکم یہ ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔ اپنے آپ کو دین کے مطابق ڈھالیں۔ کس بَل نکال کر اپنے آپ کو اور جماعت کو سیدھا ہموار کرلیں۔ اگر گاڑی اندر سے مضبوط ہو تو ناہموار راستوں پر بھی چلتی رہتی ہے۔ اگرچہ رفتار کم ہو لیکن سفر طے کرتی رہتی ہے۔ جو اندر سے کمزور ہو ذرا جھٹکا لگے ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو جائے تو وہ گاڑی نہیں چلتی۔

ساتھیو! بڑے بڑے جھٹکے لگیں گے۔ ابھی تو آغاز ہے۔ جہاد نے دعوت اسلامی کو نیا رنگ دیا ہے۔ اسلام قربانیوں سے چمکنے لگا ہے۔ امت مسلمہ کے بحر کی موجوں میں پھر اضطراب پیدا ہوا ہے۔ سفینے تلاطم خیز موجوں میں چل پڑے ہیں۔ کفر گھبرا گیا ہے۔ صلیبیوں اور یہودیوں کو خطرات نظر آنے لگے ہیں۔ تاتاریوں کی طرح ہندو اور کمیونسٹ پریشان ہوگئے ہیں۔ سب نے مل کر مسلمانوں کو مارنے اور ان کی رفتار روکنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ زد اس منہج پر پڑ رہی ہے' مقابلے شروع ہوگئے ہیں۔ معرکوں کے میدان سج گئے ہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو موجوں سے لڑتے ہوئے سفینوں میں سوار اللہ کے سپاہی سمجھنا چاہئے۔ دنیا میں ہم بے یار ومددگار ہیں۔ وسائل سے خالی ہاتھ ہیں۔ صرف اللہ کا سہارا ہے۔ منافق کافروں سے مل چکے ہیں۔ جہاد میں ہمیشہ انہی راستوں سے قافلے گزرے ہیں۔ ہم بھی اس قافلے کے مسافر ہیں۔ ہمیں بہت پسند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہم وہی مسافر ہوں۔ ہمارا تعلق اپنے سلف سے ہو' ہمارے دشمن وہی پرانے تاتاری اور صلیبی ہوں اور ہم ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی ہوں۔ حالات کا سفر اسی سمت جاری ہے۔ ہمیں ان کا ادراک کرنا ہے۔ نئے سرے سے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔ یہ چومکھی لڑائی ہے۔ ہر طرف سے یلغاریں ہیں۔ بتائیے کیا ہم ان حالات میں گھبرا کر پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں یا اللہ کی رضامندی کے حصول کی خاطر آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا۔

محترم بھائیو! اگر فیصلہ کر چکے ہو۔ جانیں اللہ کے نام وقف کر چکے ہو تو پھر اسی سطح کی تیاری کیجیے۔ یہاں نفاق نہیں چلے گا۔ خالص ایمان چلے گا۔

﴿يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (النور۔۳۵)

یہ دعوت و جہاد کا سفر ہے اور ہم مسافر ہیں منزل جنت' اللہ کا دیدار اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جنت میں مستقل ساتھ ہے۔ کیا ہمیں یہ پسند ہے؟ پھر ہمیں مشکلات پر صبر کرنا ہوگا۔ قدم قدم پر جان نکلے گی۔ استقامت وہی اختیار کرے گا جو ہر وقت اللہ کی پناہ میں ہوگا اور جسے اللہ کی توفیق میسّر ہوگی۔ معلوم نہیں یہ سفر کتنا لمبا ہوگا کتنی نسلیں بیت جائیں گی؟ بس ہمارا کام تو اپنی موت تک ہے۔ اس عرصے میں ہمیں مستقیم رہنا چاہئے۔ ہم اپنے آپ کو بچا کر گزار لیں۔ باقی امور سب اللہ کی طرف لوٹتے ہیں وہی فیصلے کرتا ہے۔ نتیجے نکالتا ہے۔ فرعونوں کو نیچے کرتا ہے اور کمزوروں کو اوپر کرتا ہے۔ اس دنیا کی ایک تاریخ ہے جسے ہم جانتے ہیں قرآن میں وہ تاریخ پڑھتے ہیں۔ اللہ کے اصول پختہ ہیں۔ سب کچھ بدل جاتا ہے۔ اللہ کے کلمے نہیں بدلتے۔ ہمارے وہی کلمے ہیں۔ یہی ہمارا دین ہے' ہم اللہ کے بندے اور زمین پر اس کے دین کے نمائندے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں اسی کی نمائندگی کرنی ہے۔ ہم ملکوں اور عوام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نمائندے نہیں بلکہ ہم اور ہماری جماعت اللہ کے دین کے نمائندے ہیں۔ ہمیں اس دین کی دعوت کو پہنچانا ہے اور استطاعت پر دین کے غلبے کے لئے جہاد کرتا ہے۔

کفار کو آج کی دنیا میں غلبے حاصل ہیں ملک اور وسائل ان کے قبضے میں ہیں۔ وہ اس دعوت کے دشمن ہیں اور وہ جہاد پر پابندیاں لگاتے ہیں۔ اس مسئلے پر لڑائی ہے۔ اسی لڑائی میں ہماری بقاء اور دنیا و آخرت میں کامیابی ہے۔ لمبے عرصے سے اس منہج پر کام رکا ہوا تھا۔ اللہ نے خاص رحمت سے اس کو چلادیا اور ہمیں ان لوگوں میں سے کر دیا۔ آیئے ہم اس منہج کو سنجیدگی سے سمجھیں اور عمل کے لئے تیاری کریں۔ ہو سکتا ہے بعض بھائیوں کو محسوس ہو رہا ہو کہ بہت سی کوتاہیاں ہیں۔ یقیناً ہوں گی لیکن کارکن کو چاہئے کہ وہ جس کوتاہی کو محسوس کرے اس کے ازالے کی کوشش کرے ایک طریق یہ ہے کہ اپنے امیر سے علیحدگی میں بات کرے اور بہتر تجاویز پیش کرے۔ پھر بھی اگر دل محسوس کرنا نہ چھوڑے تو اپنے دل کی اصلاح کے لئے زیادہ کوشش کرے اور سب سے بہت بہتر کوشش یہ ہے کہ کوتاہیاں عام ساتھیوں میں بیان کرنے سے اپنے آپ کو روکے۔ اس کی زبان زبردستی بات کرنا چاہے گی کبھی کسی امیر کے خلاف اور کبھی ساتھیوں کے خلاف۔ اسے زبردستی روک دے۔ اس عادت کی اصلاح ضروری ہے۔ زبان گناہ کرتی ہے۔ غیبت' جھوٹ' الزام تراشی اور فضول باتیں عادت بن چکی ہیں اس کی جگہ اللہ کا ذکر تلاوت اور بھائیوں کو نصیحت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور روزانہ شام کو دن بھر کا محاسبہ کیجئے۔ نماز میں کوتاہی ہے یا لیٹ کر کے پڑھنا عادت ہے۔ یہ نفاق کی علامتیں ہیں۔ نماز تیز پڑھنا' دل کا اچاٹ ہونا' زیادہ ذکر نہ کرنا نماز کے بعد اور صبح و شام کے اذکار نہ کرنا یہ ذاتی کوتاہیاں ہیں۔ یہ کمی ایسی ہے جیسے کسی کے جسم میں خون کی کمی ہو گئی ہو۔ ایسے جسم پر بیماریوں کا جلد غلبہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے جسم ان بیماریوں سے لاغر ہو گئے ہیں۔ ہمارے ذائقے بدل گئے ہیں۔ غیبت اور الزام تراشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے اور کسی کی غلطیاں بیان کر کے لذت آتی ہے۔ اگر ذکر و تلاوت سے دلوں کا اطمینان نہ ہو اور نہ توجہ ہو تو سمجھ لیجئے شدید بیماری ہے۔ اس کا حل اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ دوائی کھانا شروع کر دی جائے وہ کتنی ہی کڑوی لگے۔ دل نہ چاہے پھر بھی دوائی کھائیے۔ دل نہیں مانتا پھر بھی پوری پابندی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ نبی حکیم ﷺ نے جو دوائیاں دی ہیں انہیں ہر صورت کھانا ہے۔ اپنی پسند سے نہیں حکیم کا حکم سمجھ کر کھانا ہے۔ اور جن چیزوں سے بڑے حکیم صاحب یعنی محمد رسول اللہ ﷺ نے پرہیز کا حکم دیا ہے سختی سے مکمل پرہیز کرنا ہے۔ کم از کم چالیس دن پہلی فرصت میں امام کے قریب تکبیر اولیٰ سے ملکر نمازیں ادا کیجئے۔ اس سے آپ بہتر ہوتے چلے جائیں گے۔ آنکھوں میں حیاء پیدا کیجئے اور جب فارغ وقت ملے تو الگ بیٹھ کر خشوع کے ساتھ تلاوت کیجئے اور تلاوت کے بعد پوری توجہ کے ساتھ دعا کیجئے۔ اور چلتے پھرتے ذکر کی عادت بنائیے۔ اس طرح چند ہفتے گزار کر آپ طبیعت میں فرق محسوس کریں گے۔ ان شاء اللہ فرق یہ ہوگا کہ پہلے اپنی شخصیت کا زیادہ خیال تھا اور مطالبات تھے۔ اب دین کا زیادہ خیال ہوگا۔ ذات کے لئے قربانی کا ذہن بن جائے گا۔ پہلے طبیعت تکبر کی طرف مائل تھی۔ یہ کام کرنے سے عاجزی زیادہ آئے گی۔ زیادہ باتوں سے طبیعت اچاٹ ہوگی۔ غیبت اور جھوٹ برا محسوس ہوں گے۔ دینی بھائیوں سے محبت زیادہ ہوگی۔ اعتراضات چھوڑ کر نصیحت اور اصلاح کا طریقہ اپنائیں گے۔ دوسرے کو گنہگار سمجھنا اور اپنے آپ کو پاکباز سمجھنا چھوڑ کر استغفار کی طرف توجہ ہوگی اور دوسرے بھائیوں کیلئے دعا کریں گے۔ تربیّت کا یہی مقصد ہے اور اصلاح کا یہی طریقہ ہے۔

محترم بھائیو! دعوت و اصلاح کیلئے انبیاء والے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا ہوں گے اور اخلاق کی اصلاح اعمال کی اصلاح سے ہوتی ہے۔ اخلاق نتیجہ ہوتے ہیں اعمال کا۔ یاد رکھیئے اعمال صالحہ سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور اخلاق حسنہ اللہ کے قرب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامت ہیں۔ انسان اللہ کی نافرمانی کرتا ہے گناہوں میں لت پت ہو جاتا ہے تو اس سے اس کے اخلاق برے ہو جاتے ہیں اور شیطان برے اخلاق سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنے کام لیتا ہے۔ ان چیزوں میں اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ نے فارغ وقت دیا ہے۔ ہر بھائی اپنی انفرادی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دے۔ اسی طرح ہم دوسروں کی اصلاح کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں اور مسئولیت کو کامیابی سے نبھا سکتے ہیں۔

محترم بھائیو! میری چند گزارشات ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالئے کم از کم ایک پارہ روزانہ پڑھنے کو معمول بنائیے۔ یہ معمول بعد میں بھی جاری رہے۔ اسی طرح حصن المسلم کو اچھی طرح یاد کر لیجئے ہر روز ایک دعا دہرانا کوئی مشکل نہیں۔ ہر بھائی ایک ساتھی کو ملا کر دور شروع کر دے۔ دعاؤں اور اذکار کا معمول بنالیا جائے تو بہت مفید ہوگا۔ ان شاء اللہ اس کے ساتھ محاسبہ نفس کی طرف توجہ کیجئے۔ اپنے باطن کو ہر شام ٹٹولئے اس کی کیا کیفیت ہے۔ دل میں کینہ اور بغض تو نہیں ہے۔ کیا دل ہر مسلمان کے لئے صاف ہے۔ جس بھائی نے زیادتی کی ہو اس سے دل صاف کر کے سونا اور اگر زیادتی کا مرتکب ہو جائے تو جلد معافی مانگ کر دل کی میل اتار لینا۔ یہ دل اللہ کے ذکر کے لئے اور دین کے علم اور فہم کیلئے ہونے چاہئیں۔ انہی صاف شفاف دلوں سے نکلنے والی تبلیغ لوگوں پر اثر کرے گی۔ صاف دلوں سے نکلی ہوئی دعائیں اللہ کے ہاں مقبول ہوں گی۔ اور یہی دل دوسرے بھائیوں سے جڑیں گے اور جماعت کا وجود مستحکم رہے گا۔ "اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ"

محترم بھائیو! مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد کیجئے۔ ایک ایک بھائی سے بہت زیادہ محبت ہے۔ اللہ ہماری محبتوں کو ایمان سے بھر دے اور آخرت کی نجات کا باعث بنادے۔ اللہ ہمیں جنت میں اکٹھا کر دے جہاں سے کبھی جدا نہیں ہونا۔ ہم اللہ کی جنتوں میں اللہ کا دیدار کریں اور نبی ﷺ اور صحابہ کی مجلسوں میں بیٹھیں اور باتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ ہماری انہی سے محبت ہونی چاہیئے اور آپس کی محبت دینی ہونی چاہیئے۔ اللہ اخلاص پیدا کرے اور تقویٰ کی زندگی عطا فرمائے۔ اپنے بھائیوں سے محبت اور کفار عدو اللہ سے عداوت کی توفیق بخشے اور دعوت وجہاد میں قبول فرمالے اور شہادت کی موت سے آخرت کی سختیاں آسان فرمادے۔ اللہ ہم سے حساب نہ لے اور ہمیں معاف کردے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئولیت اور اس کے تقاضے

مسئولیت کیا ہے؟

مسئولیت کوئی عہدہ، کرسی یا مفادات کا منصب نہیں ہے۔ جیسا کہ دُنیا دار عام تنظیموں، پارٹیوں، گروپوں، گروہوں کے صدر، ناظم، چیئرمین یا سربراہ ہوا کرتے ہیں۔

عرفِ عام میں دُنیا کے مختلف کاموں کو سرانجام دینے کے لیے جو ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں انہیں مسئولیت کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسے کام جن کے بارے سوال کیا جائے گا۔ اور دُنیا و آخرت دونوں میں اس کے بارے میں احتساب ہوگا۔ ان مسئولیتوں کو نبھانے والے مسئول کہلاتے ہیں۔ یعنی جن سے دُنیا کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے حوالے سے پوچھ ہوگی۔ انہیں اس کے متعلق جواب دینا ہوگا۔ دُنیا میں وہ اپنے سے بڑے مسئول یا امیر کے روبرو اور آخرت میں اللہ ربّ العزّت کے سامنے جوابدہ ہیں۔ جو مسئول اپنی ذمہ داریاں صحیح معنوں میں نبھائیں گے، دنیا و آخرت میں بہت زیادہ اجر و ثواب کے ساتھ سرخرو ہو جائیں گے اور جو اس سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ان ذمہ داریوں کو عہدے، کرسی، مناصب اور شہرت کا ذریعہ سمجھ لیں گے تو یہی مسئولیت ان کے گلے کا پھندہ بن جائے گی، وبال بن کر اسے برباد کر دے گی اور نیکیوں کو تباہ کر دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”یقیناً تم امارتوں کی حرص کرو گے لیکن وہ تمہارے لئے قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوں گی“۔ [بخاری]

اسی طرح آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اے ابوذر! تحقیق تو ضعیف ہے اور یہ امارت (مسئولیت) امانت ہے۔ اور تحقیق یہ مسئولیت قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی کا باعث ہوگی۔ مگر جس نے اس کو حق کے ساتھ قبول کیا اور اس ذمہ داری کا حق ادا کر دیا۔'' [مسلم]

مسئولیت کے دائرہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''خبردار تم سب رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیے جاؤ گے۔ پس حاکم جو لوگوں پر نگہبان ہے اس سے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں پر نگہبان ہے اور وہ ان کے حق کے متعلق پوچھی جائے گی اور غلام مرد اپنے مالک کے مال پر نگہبان ہے اور وہ اس کے متعلق پوچھا جائے گا.......... خبردار ہو جاؤ پس تم سب نگہبان ہو۔ [متفق علیہ]

مسئولیت کا لالچ:

ہمارے ساتھی دلوں میں اللہ کا خوف لئے احساس ذمہ داری کے بوجھ تلے دبے مسؤلیت کو کبھی بھی خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ چہ جائیکہ وہ اس کی خواہش کریں۔ اس کے لئے تگ و دو کریں۔ تحریکیں چلائیں اپنے حامی پیدا کریں۔ دوسروں کو گرانے یا ان کو خود سے کم ثابت کرنے کی کوشش کریں اور اپنی صفات وخصوصیات لوگوں کے سامنے علی الاعلان بیان کریں بلکہ دعوت و جہاد کا عظیم بوجھ اٹھانے والے جانتے ہیں کہ یہ ذمہ داری اللہ کی طرف سے عائد کی گئی ہے اور وہی اس کا حساب کتاب اچھی طرح لینا جانتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' جو شخص دس انسانوں پر امیر ہے اُسے قیامت کے دن گلے میں طوق ڈال دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا یہاں تک کہ اس کا عدل اسے نجات دلائے گا یا اُس کا ظلم اُسے تباہ کر دے گا۔''

[بیھقی]

اسی طرح ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''امراء کے لیے تباہی ہے۔ ذمہ دار لوگوں کے لئے تباہی ہے۔ خزانچیوں کے لئے تباہی و بربادی ہے۔ قیامت کے دن وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ ان کی پیشانیوں کے بال ثریا ستارے کے ساتھ لٹکا دیئے جاتے۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان حرکت کرتے لیکن انہیں اختیار نہ ملتا۔''

یہی وجہ ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں جن لوگوں کے نام ذمہ داریوں کیلئے لیے جاتے۔ وہ خود کو نااہل سمجھتے ہوئے دوسرے کا نام تجویز کرتے۔ اس کے مناقب اور خصوصیات بیان کرتے۔ ان کے دل اس ذمہ داری کے تصور سے ہی کانپ جاتے۔ کہنے کو وہ عظیم سلطنت کے امیر ہوتے۔ علاقوں میں ان کا حکم چلتا تھا۔ لیکن حقیقتاً وہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، اس کے حقوق وفرائض کا خیال رکھنے والے، اللہ کے بندوں کی ضروریات، ان کے اعمال، ان کے کردار کا حد درجہ احساس رکھنے والے ہوتے تھے۔ اللہ کے ایک حکم کی نافرمانی بھی ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہوتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے آسمانوں اور زمینوں سے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے تھے۔

تحریک دعوت و جہاد سے وابستہ افراد خود کو اپنے حلقوں، علاقوں، شہروں، تحصیلوں، ضلعوں، زونوں، صوبوں اور مختلف شعبہ جات کی ذمہ داریوں کے اہل نہیں سمجھتے۔ تاہم جب احساسِ ذمہ داری سے مزین افراد کو طوعاً وکرھاً مسؤولیت قبول کرنا پڑ جاتی ہے تو پھر وہ کمر کس لیتے ہیں۔ رات دن کے فرق کو ختم کر کے اس کا حق ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی جدو جہد میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ان کے دل و دماغ دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں۔اور پھر وہ قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہیں۔

ایسے مسئولین سے کبھی بھی اس بات کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے ذاتی کاموں کو دین پر ترجیح دیں گے۔یا وہ کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب ہوں گے۔سوم یہ کہ مسئولین ایسے افراد کی تلاش میں رہتے ہیں۔جو اس مسئولیت کے ان سے زیادہ حق دار ہوں۔جو ان سے زیادہ صلاحیتوں کے مالک، زیادہ محنتی، زیادہ جانی و مالی قربانیاں دینے کے متحمل ہوں۔وہ ایسے باصلاحیت افراد کو آگے لاتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے جگہ خالی کر کے یا جگہ بنوا کے انہیں کام کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ان کی عزت وتکریم کرتے ہیں۔ہم اس بات کو سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہمارے مسئولین اپنے سے بہتر خصوصیات اور صفات کے مالک افراد سے صرف اس وجہ سے حسد کرنے لگیں یا ان کے بارے میں یہ بغض رکھیں کہ کل یہی شخص اس کی جگہ ذمہ دار نہ بنا دیا جائے یا اسے زیادہ اہمیت نہ دی جانے لگے۔ یہ رذیل اور گھٹیا سوچیں تو جمہوری طریق پر کام کرنے والے عہدے داران یا کارکنان کی ہوا کرتی ہیں۔جنہیں عہدے کی طلب،شہرت کی ہوس، دولت کا لالچ، ہر پارٹی میں بلا امتیاز حق و باطل شریک ہونے پر مجبور کرتا ہے۔

بہترین مسئول کون؟

رسول اللہ ﷺ نے بہترین مسئولین کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا:

''تمہارے بہترین امراء (امام) وہ لوگ ہیں کہ تم ان سے محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور تم ان کے لئے دعائیں کرو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کریں اور تمہارے بدترین امراء (امام) وہ ہیں کہ تم ان سے بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔'' [مسلم]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے ساتھیوں کے دلوں میں اپنی اور جماعت کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اورکس طرح ساتھیوں کے دلوں سے دعائیں نکل سکتی ہیں؟

تو اس کیلئے عرض ہے کہ انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی دلوں کو جوڑتا ہے۔ اُلفت ومحبت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا دُنیا بھر کے خزانے خرچ کر کے بھی انسانوں کے دلوں کو کنٹرول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ نہ ان میں اپنے لیے جذبات ڈالے جاسکتے ہیں۔ البتہ لالچ دے کر یا مجبوریوں کے ساتھ مصنوعی محبتوں یا تعلقات کی بیل تو چڑھائی جاسکتی ہے لیکن ایسے تعلقات حالات کی معمولی سرسراہٹ بھی برداشت نہیں کر پاتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ﴾ [الانفال:٦٣]

”(اے نبی ﷺ) اگر آپ ﷺ جو کچھ زمین میں ہے سارے کا سارا بھی خرچ کر ڈالتے تب بھی آپ ان کے دلوں میں الفت نہیں پیدا کر سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں باہمی الفت ڈال دی۔“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جماعت کو ساتھ جوڑے رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت والفت کا تعلق مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اب یہ نسبت جتنی استوار اور پیوستہ ہوگی اتنا ہی لگاؤ جماعت کے ساتھیوں کا اپنے مسئول یا امیر کے ساتھ گہرا ہوگا۔ اور اللہ کے ساتھ مضبوط رابطے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اعمالِ صالحہ سرانجام دے۔ عقیدہ شرک و بدعات سے پاک ہو اور صرف وہی اعمال نہیں جو اللہ نے فرض قرار دیئے ہیں بلکہ نفلی عبادات اور اعمال کا اہتمام بھی اس رشتے سے نباہ کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ﴾ [النور : ٥٥]

''جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو ضرور زمین پر حکومت دے گا جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی۔ اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام کو) وہ ان کے لئے جما دے گا اور ان کو (جو دشمنوں سے اس وقت ڈر رہے) اس کے بعد ڈر کو امن سے بدل دے گا۔''

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ﴾ [المائدہ : ٩٦]

''مرد ہو یا عورت جو کوئی ایمان کے ساتھ نیک عمل کریں گے ان کو نہ ڈر ہو گا نہ غم۔''

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدہ : ٣٣]

''اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

علم کا حصول:

دعوت و جہاد کے مسئولین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت کتاب و سنت کے زیادہ سے زیادہ علم کے حصول کے لئے کوشاں رہیں۔ علم کی پختگی دین پر استقامت بخشتی ہے۔ علم کے نور سے منور، سینے اور دل شیطان کی چالوں کو کاٹ کر رکھ دینے کی صلاحیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں۔ علم وحی سے خالی لوگ جذباتی انداز میں جماعت کے ساتھ دوڑتے تو رہتے ہیں لیکن شکوک وشبہات کی آندھیاں ایسے لوگوں کو بہت جلد جلا کر تباہ کر دیتی ہیں۔ ذمہ داریاں سنبھالنے کے باوجود جب حصولِ علم پر توجہ نہیں دی جاتی اور بہت ہی محدود علم کے ساتھ علاقوں کو چلانے کی کوشش کی جاتی ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسئول کا علم ''ختم'' ہونے لگتا ہے اور وہ کسی اور علاقے کی طرف کوچ کرنے کے راستے تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم والے لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ [فاطر:۲۸]

''اللہ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں کہ جو اس کے بندوں میں سے علم رکھتے ہیں۔''

﴿ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴾ [یوسف:۷٦]

''ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور (دنیا میں) ہر ایک عالم سے بڑھ کر دوسرا عالم ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے علم عطا فرما کر اس کے درجے بلند کرتا ہے۔ اس لئے مسئولین بھائیوں سے گذارش ہے کہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ، حدیثِ رسول ﷺ کا مطالعہ، توحید اور جہاد کے دلائل کی طرف شوق و رغبت رکھیں کہ یہی وہ پناہ گاہ ہے جہاں مایوسیوں کے عالم میں تحفظ اور سکون میسر آتا ہے اور آدمی یقینِ محکم کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ کفر کی ہر سازش کو جان لیتا ہے۔ شیطان کے ہر وسوسے کو پہچان کر اس کا حل نکال لیتا ہے۔

قول وفعل:

لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے والے اگر خود عمل میں کمزور ہوں تو سمجھ لیجئے کہ ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی محنت اور کوشش کا عشر عشیر بھی ملنا مشکل ہے۔لوگوں کو جہاد کی طرف لانے والے خود میدانِ جہاد کی آتش میں جلنے کی تڑپ نہ رکھتے ہوں۔عبادات کی طرف توجہ دلانے والے خود لذت آشنائی سے دور ہوں۔دین کے لیے کھڑے کرنے والے خود گھروں میں چین کی بانسری بجاتے ہوں۔دعوت کے میدانوں میں نکالنے والے خود اس راہ کی مشکلات سے انجانے رہتے ہوں اور صرف سٹیج ،تقریر،تحریر یا نرم گرم گفتگو کے ذریعے ہی دل لبھانا چاہتے ہوں،تو یاد رکھئے ایسی جماعتوں ،افراد،داعیان یا مسئولین کرام کا ڈنکا چند روز تو بجتا ہے لیکن جلد ہی ڈھول کا پول کھلنے پر رسوائیاں مقدر ٹھہر جاتی ہیں۔لوگ جس تیزی سے ان کے قریب جمع ہوتے ہیں اتنی ہی تیزی سے بکھر جاتے ہیں۔اور تاریخ بھی ایسے لوگوں کو اپنے صفحات پر جگہ دیتے ہوئے شرماتی ہے۔

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ○﴾

[ھود : ۸۸]

”اور میں نہیں چاہتا کہ تم کو ایک کام سے منع کروں پھر خود اس کو کرنے لگوں۔میں تو چاہتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے تمہاری اصلاح کردوں اور اللہ ہی نے مجھے یہ توفیق دی۔اس پر میں بھروسا کرتا ہوں اور اسی کی طرف اپنا دل لگاتا ہوں۔“

حدیث میں ذکر ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے معراج کی رات جہنم میں ایسے شخص کو دیکھا کہ جو اپنے پیٹ سے نکلی ہوئی انتڑیوں کے گرد گھوم رہا ہے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو لوگوں کو تو نیکی کی طرف بلاتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا۔(استغفر اللہ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کے ساتھ تمسک:

بعض مسئولین کے ذہن میں یہ بات سمانا شروع ہو جاتی ہے کہ حالات و واقعات کی تبدیلیوں، سیاست کے طریقوں اور دُنیاداری کے مروجہ اُصولوں کے مطابق کیوں نہ ہم اپنے پروگرام میں کچھ تبدیلی پیدا کرلیں۔ جب ساری دُنیا ہی ایک بات کہہ رہی ہے تو ہم بھی اپنی جماعت چلانے کے لیے کچھ نہ کچھ خود کو معاملات کے رُخ پر لے آئیں۔ حشر اس ذہنیت کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی جماعتیں اپنی بربادی کی بنیاد رکھ بیٹھتی ہیں۔ کتاب و سنت سے دوری ہی ہماری مذہبی، دینی و سیاسی جماعتوں کی وجہ بربادی ہے۔ مسائل کا حل کتاب وسنت سے تلاش کرنے کی بجائے جب مجبوریاں، دباؤ، انانیت کے تحت کیا جانے لگے تو پھر اللہ کی رحمت و برکت اُٹھ جاتی ہے۔ حالات خواہ کیسے بھی ہوں ساری دُنیا ایک بات پر متفق ہو جائے۔ اربوں کھربوں کے نقصان کا اندیشہ ہو، لوگوں کی ناراضگیوں کا ڈر ہو، پروپیگنڈے کا اندیشہ ہو، وقتی اور عارضی نقصان کا خطرہ ہو لیکن ہر صورت، ہر جگہ اور ہر وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کے مطابق موقف اختیار کرنا، پالیسی ترتیب دینا ایک مدبر مسئول کی نشانی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا جو گروہ کتاب وسنت کے ساتھ چمٹا رہا، اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی کامیابیاں عطا کیں کہ اسلام کی حقانیت ثبت ہوتی چلی گئی۔ گمراہیوں سے اسے نجات مل گئی اور وہ کافروں کی گہری سازشوں کا شکار ہونے سے بچ گیا۔ آج کے حالات میں بھی جو لوگ کتاب وسنت ہی کو حرزِ جاں بنائیں گے وہی نشاۃ ثانیہ کا ہراول دستہ کہلائیں گے، وہی کفر کے نظاموں کو توڑ کر اسلام کو غالب کرسکیں گے۔ ان شاء اللہ

کتاب وسنت سے دور ہو کر فکری کج رویوں، فلسفی تحقیقات اور عقلی مباحث میں پڑ کر ایک دینی اور اسلامی جماعت کو کھڑا کرنا اور اس کے ذریعے انقلاب بپا کرنا ناممکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ایک سادہ اور فطری دین پر سیدھے سادھے طریقے سے چلنے والی جماعت اس تنظیم سے ہزار درجے بہتر ہے جس کے پاس اگرچہ لائبریریاں، بے شمار کتابیں، لاتعداد، دانشور اور مفکرین بے حساب ہوں لیکن وہ کتاب وسنت پر عمل کرنے سے کترائے یا اسے کوئی اہم یا ضروری شے نہ سمجھے۔ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ،ڈگریوں کی حامل، باصلاحیت ذہین وفطین قیادت کا ہونا ہی کافی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ کتاب وسنت کے سانچے میں ڈھل کر ایک ایک انسان کو اس جماعت کے مشابہ بنانے کی کوشش نہ کرے کہ جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تیار کی تھی۔فرمان رسول ﷺ ہے کہ:

''تم اس وقت تک گمراہ نہیں ہو سکتے جب تک دو چیزوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔''

[موطا امام مالك]

بداعمالیوں اور ظلم سے پرہیز:

آج کل دیکھا گیا ہے کہ کوئی بھی سیاسی دنیا دار تنظیم تھوڑی سی افرادی قوت جمع کرلے تو اس کا دماغ آسمان کو چھونے لگتا ہے۔دوسروں پر رُعب جمانا، دھمکیاں دینا، اپنی تنظیم کا ہوّا کھڑا کرنا۔لوگوں سے اس کے ذریعے مفادات حاصل کرنا، کمزوروں پر ظلم کرنا، مخالفت کرنے والے کو زدوکوب کرنا یا اس پر عرصۂ حیات تنگ کردینا، لوگوں کا مال ہڑپ کرنے کی کوشش کرنا، دوسروں کی مجبوریوں سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرنا، انہیں حقیر جاننا وغیرہ ایسی رذیل حرکتیں ہیں کہ جس کے ساتھ کبھی بھی دُنیا میں دیرپا اور پائیدار کامیابیاں حاصل نہیں کی جاسکتیں۔اس طرح اسلام تو قائم نہیں ہوسکتا البتہ لادینیت پھیلانی ہو تو الگ بات ہے۔ایسی مذکورہ تنظیموں کو ذراسی شہرت اور پھیلاؤ نصیب ہو جائے تو ان کے قائدین تو کیا عام کارکنان میں بھی ایسی بے دینیاں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی پناہ۔ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا، دھونس دھاندلی اختیار کرنا، عیاشیوں میں پڑ جانا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کر کے خوش ہونا اور شیطانی حرکتیں کر کے اترانا، شیخیاں بگھارنا، غرور و تکبر سے چہروں میں کرختگی پیدا کرنا، جگوں اور بدمعاشوں کے سٹائل میں بات کرنا، یہ ایسی بداعمالیاں ہیں کہ جن سے تنظیمیں تباہ و برباد ہوکر رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے قائدین اور خاص طور پہ دعوت و جہاد کے رہنما ایسے ظالمانہ طرزِعمل کا سوچ بھی نہیں سکتے کہ یہ تو خود ظلم کے خلاف لڑنے والے ہیں۔ اس لیے ہمارے مسئولین کو ہر وقت بداعمالیوں سے اپنے دامن کو پاک اور صاف کر کے رکھنا ہوگا کہ جماعت میں ایک فرد کی بداعمالی ایک فرد کی نہیں ہوتی بلکہ اس کا وبال پوری جماعت پر پڑتا ہے۔ اگر اس کا فوری بروقت اور مضبوط تدارک نہ کیا جائے تو دیکھتے ہی دیکھتے یہ بیماری ایک سے دوسرے فرد کو لگتی چلی جاتی ہے۔ اور بالآخر پوری جماعت کو داغدار کر دیتی ہے۔

ساتھیوں سے تعلقات کیسے ہوں:

ایک اسلامی جماعت میں فرد کی حفاظت کی مثال بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح ہے۔ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کو سنبھالنا بہت مشکل کام ہے۔ اور اس کے لئے نہایت صبر و تحمل، قوتِ برداشت اور حلم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا، ریوڑ سے بکریاں کس طرح نکل نکل کر بھاگنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اگر ایک طرف سے بکری کو اندر کریں تو دوسری طرف کی بکری باہر نکل جاتی ہے بکری اتنا نازک جانور ہے کہ اسے ڈنڈے بھی نہیں مارے جا سکتے۔ البتہ ڈرانے کے لئے ایک لمبی اور پتلی سی شاخ چرواہے کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جس سے وہ بکریوں کو گھیرتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کی جماعت کو بھی سنبھالنا بہت مشکل امر ہے کبھی ایک ناراض ہوتا ہے، اس کو مناؤ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا راضی نہیں ہوتا۔ کبھی کوئی بھاگنے کی کوشش کرتا ہے تو کبھی کسی کو شیطان ورغلانے لگتا ہے۔ غرض یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ انسانوں کو بھی ڈنڈوں کے زور پر جماعت میں شامل نہیں رکھا جا سکتا البتہ اللہ کا خوف، پرہیزگاری اور اللہ کے دین کی محبت ہی انسانوں کو جماعت میں چلائے رکھتی ہے۔ اور جس جماعت کے افراد میں جتنی خوبیاں اس حوالے سے ہوں گی وہ جماعت اتنا ہی کم پریشان اور تفرقے کا شکار ہوگی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ کے ہر نبی نے بکریاں چرائیں اور میں نے مکّہ والوں کی چند قیراطوں پر بکریاں چرائیں۔" [بخاری]

انبیاء و رسل کو بکریاں چرانے کا تجربہ غالباً اسی لئے کروایا جاتا تھا کہ کل انسانوں کی جماعت چلانے کے لئے جس صبر و تحمل، قوتِ برداشت اور محنت و ریاضت کی ضرورت ہوگی۔ وہ ابھی سے ان میں پیدا ہو جائے تاکہ وہ منظّم، منفرد اور شاندار اسلامی جماعت تیار کر کے حق کو حق اور باطل کا بطلان کر سکیں۔

لہٰذا مسئولین اس خوبی سے متصف ہونے کے لیے خود کو ایسے تربیتی مراحل سے گزاریں اور اپنے کارکنان کی بھی اس حوالے سے تربیت کریں کیونکہ کل یہی لوگ مسئولین ہوں گے۔

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ ○ ﴾

[حم سجدہ : ۳۴، ۳۵]

"آپ ان کے ساتھ بہترین طریقے سے بات چیت کریں کہ جس کے ساتھ تیری دشمنی ہے وہ تیرا گہرا دوست بن جائے گا مگر ایسے کام وہ لوگ کرتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوصبر کرنے والے اور بڑے صاحب قسمت ہیں۔"

یہاں بھی دشمنیوں کو دوستیوں میں تبدیل کرنے، دلوں سے بغض اور کینہ دور کرنے، آپس کے مزاجی اختلافات کو ختم کرنے، دلوں میں محبت والفت ڈالنے اور احباب کو قریب ترین رکھنے کا یہی فارمولا دیا گیا ہے۔ کہ احسن رویہ، بہترین انداز اختیار کیجئے۔ لیکن یہ کام صرف صبر وتحمل رکھنے والے ہی کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ ﴾

[الشوریٰ : ٤٣]

"اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں۔"

نبی ﷺ نے اشج عبدقیس سے فرمایا:

"تجھ میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے حوصلہ اور بردباری۔"

[مسلم]

ساتھیوں میں پیدا ہونے والے اختلاف میں اکثر اوقات کوئی خاص مسئلہ نہیں ہوتا۔ صرف ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی کمی ہوتی ہے اور یہ کمی کیسے پیدا ہوتی ہے؟ اس کا ذکر ہم آگے کر رہے ہیں۔

عفو ودرگزر:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آئیڈیل اسلامی جماعت کے افراد کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ﴾ [آل عمران : ٤٣]

"اور وہ لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک جگہ اپنے نبی ﷺ کو فرمایا:

﴿ خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝﴾ [اعراف : ۱۹۹]

''معاف کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو۔''

ایک اور جگہ پر اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا:

﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ ﴾ [آل عمران]

''پس ان (ساتھیوں) کو معاف کردو۔''

﴿ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَكُمْ ؕ ﴾

[النور : ۲۲]

''اور ان کو چاہیے کہ ایک دوسرے کو معاف کریں۔ اور درگزر کردیں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے؟''

غرض اس موضوع پر لاتعداد آیات و احادیث موجود ہیں، جو ایمان والوں کو حکم دیتی ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو معاف کردیں اور درگزر کریں۔ خاص طور پر نبی ﷺ کو بار بار یہ حکم اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت کے قائدین، مسئولین اور امراء کا فرض ہے کہ اپنے ساتھ چلنے والے ساتھیوں کی غلطیوں، کوتاہیوں، لغزشوں کو اکثر اوقات معاف کرتے رہیں۔ ہر غلطی پر پکڑ کرنا، ہر کوتاہی پر بے عزتی کرنا، ہر لغزش کو بنیاد بنا کر ناروا سلوک کرنا، دعوت و جہاد کے مسئول کے شایان شان نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح ساتھی آہستہ آہستہ حوصلہ چھوڑ دیتے ہیں۔ مایوس ہو کر دور رہنا شروع ہو جاتے ہیں۔ معافی، درگزر، صرف نظر اور غلطیوں کو نظرانداز کرنے کا عمل ایسا مستحسن عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی راضی اور اللہ کے بندے بھی خوش، جنتوں کا حصول آسان اور دنیا کا سکون بھی حاصل۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ساتھیوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر انہیں ڈانٹنے ڈپٹنے، ان سے سرزد ہونے والے جرم کی تشہیر کرنے سے دلوں میں نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔ دل اکتاہٹ اور اکساہٹ کا شکار ہو کر سخت ہو جاتے ہیں۔ جرم کی تشہیر ڈھٹائی پیدا کرتی ہے یا پھر احساس ندامت اتنا شدید ہوتا ہے کہ وہ مایوسی کا شکار ہو کر اپنے دین و ایمان کو خطرے میں ڈال لیتا ہے یا کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس عمل سے یہ اتنا شیر ہو جاتا ہے کہ آئندہ وہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں تو کیا بڑے بڑے جرائم کے لئے بھی ذہنی طور پر تیار ہو جاتا ہے نتیجتاً مسئول کی اس صفت سے محرومی کے باعث کتنے افراد نہ صرف جماعت سے الگ ہو کر کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں بلکہ بعض کم علم لوگ اسلام کے بارے میں بھی شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے خادم انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کبھی زندگی بھر رسول اللہ ﷺ نے نہیں ڈانٹا حتیٰ کہ جب مجھے کسی کام سے بھیجا جاتا اور جس گلی میں کھیلنے والے بچوں کے ساتھ مشغول ہو کر کام بھول جاتا تو اس پر بھی نبی ﷺ بجائے ڈانٹنے کے مسکرا دیتے۔

لیکن اس سلسلے میں دو باتوں کو لازمی سامنے رکھنا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ اگر غلطی کا تعلق اخلاقی برائیوں، گناہ یا غلط عقیدے سے ہو تو پھر متعلقہ بھائی کی اصلاح کرنا، اسے وعظ و نصیحت کرنا ضروری ہے۔ ایسے معاملات کو نظر انداز کرنا اس کی آخرت کے لیے خطرناک ہے اور اپنے بھائیوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا ہم پر فرض ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر غلطی کے اثرات کا تعلق دیگر ساتھیوں سے ہو یا اجتماعی نقصان ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں بھی غلطیوں کا ازالہ کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسئلے جلد حل کرنے چاہئیں ایسی صورت میں سرزنش کرنا، غلطی کرنے والے کے ہاتھ کو پکڑنا ضروری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔

مامورین سے نرمی:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

''اے اللہ! جو شخص میری امت کے معاملات کا امیر بنا اور اس نے ان پر مشقتوں کو لادا تو تو بھی اس پر مشقتوں کو نازل فرما اور جو شخص امت کے امور کا والی (یا امیر) بنا اور اس نے ان کے ساتھ نرمی کی تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔''

[مسلم]

یہاں نبی ﷺ نے نرمی کرنے والوں کو دعا دی ہے اور سختی کرنے والوں کو بد دعا دی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی ﷺ کے متعلق فرمایا:

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ﴾ [آل عمران : ۱۵۹]

''(اے نبی ﷺ)! یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان (اپنے ساتھیوں) کے لیے نرم خو ہوا اور اگر درشت اور سخت دل ہوتے تو تمہارے آس پاس جمع ہونے والے ساتھی تم سے بھاگ جاتے۔''

یعنی مسئول یا امیر کی نرمی سے لوگ قریب آتے ہیں جماعت بنتی ہے اور سختی کرنے سے جماعت بکھرتی ہے۔ لوگ دور بھاگتے ہیں لیکن یہ اعلیٰ خوبی جیسا کہ آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے، صرف اللہ کی رحمت سے ملتی ہے اور اللہ ان لوگوں پر رحمت کرتا ہے جو اس کے بندوں پر رحم کرتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ انسانوں پر رحم کرنے سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور اس کی رحمت کی وجہ سے آدمی نرم دل ہو جاتا ہے اور نرمی کی وجہ سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جماعت ترقی کرتی ہے اور لوگ قریب سے قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس سے الٹ یہ ہے کہ مامورین کے ساتھ چلنے والے بھائیوں پر رحم نہ کرنے سے اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی اور عدم رحمت کی وجہ سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ دلوں کی سختی زبان اور ہاتھ سے ظاہر ہو کے رہتی ہے۔ جس سے جماعت ٹوٹتی ہے افراد بکھرتے ہیں۔ جماعت کے افراد کا ایک لڑی میں نہ ہونا، مربوط ومنظم نہ ہونا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کو لے کر چلنے والے، اس کی قیادت کرنے والے، اس کے امراء ومسئولین اور ذمہ داران نرم خو نہیں ہوتے۔ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کی تصویر نہیں ہوتے۔ اَذِلَّةً عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کی تعبیر نہیں بنتے۔

بھائیوں کی مشکلات پر فکر مند ہونا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے کہ:

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ [التوبة]

"تمہاری تکلیف ان پر گراں گزرتی ہے۔"

یعنی نبی ﷺ کو صحابہ کرامؓ کی تکالیف بھاری محسوس ہوتی تھیں۔ جب ایک مسئول کو اپنے کارکنان، مامورین یا ماتحت ساتھیوں کی تکالیف کا احساس ہو اور یہ احساس اسے بے چین کر دے تو پھر یقیناً وہ اسے حل کرنے کی بھی کوشش کرے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ساتھیوں کی تمام تکالیف کا مداوا مسئول کر سکے اور ایسا ممکن بھی نہیں ہوتا لیکن ساتھیوں کے دکھ درد میں شریک ہونا، ہمدردی کے دو بول ادا کر دینا، حوصلہ...... کی بات کرنا بھی بعض اوقات بہت بڑی امداد سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ امیر، مسئول یا ذمہ دار مشکلات میں اپنے ساتھیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت کرتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے گلہ کیا اور کہا ان حالات میں آپ ہمارے لئے امداد کی کیوں دعانہیں کرتے؟ تو نبی ﷺ نے اس موقعہ پرفرمایا کہ میرے ساتھیو! تم ابھی سے گھبرا اٹھے؟ سنو تم سے اگلے مواحدوں کو پکڑ کر ان کے سروں پر آرے رکھ دیئے جاتے اور چیر کر ٹھیک دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے لیکن وہ توحید وسنت سے نہ ہٹتے تھے۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت پوست نوچے جاتے تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو نہیں چھوڑتے تھے۔

ساتھیوں کی خبر گیری:

ساتھیوں کی خبر گیری کرنا، ان کے حالات وواقعات کی معلومات رکھنا، یہ بھی اچھے مسئول کی نشانی ہے۔

نبی ﷺ نے دیکھا کہ مسجد کی صفائی کرنے والا مرد یا عورت آج کل نہیں آرہی تو اپنے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو فوت ہوگیا ہے تو آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں کی۔ آپ ﷺ اس کی قبر پر گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔

اس طرح ایک یہودی لڑکا جس کو آپ ﷺ دعوت اسلام دیتے رہتے تھے، جب بیمار ہوا تو آپ اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس نے مرنے سے قبل اسلام قبول کر لیا۔ ان دونوں واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اپنے اردگرد بھائیوں اور احباب سے متعلق معلومات رکھنی چاہئیں تاکہ بوقت ضرورت اگر ہو سکے تو ان کی مدد کی جا سکے۔ لیکن اس میں یہ بھی پیش نظر رہے کہ مسئول یا امیر کے لیے تمام لوگوں، سینکڑوں، ہزاروں افراد کے متعلق ہر وقت معلومات رکھنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ جتنی اللہ نے اسے ہمت اور توفیق دے رکھی ہو اس کے مطابق ساتھیوں کی خبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھنے کی کوشش کرے تاکہ اللہ کا دین تیزی سے غالب آ سکے۔ دلوں کا حال اللہ بہتر جانتا ہے اور وہی حالات کو درست اور معاملات کو ٹھیک کرنے والا ہے۔

جنگ قادسیہ سے واپس آنے والے قاصد نے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جنگ میں شہید ہونے والے کچھ تو وہ ہیں جنہیں آپ جانتے ہیں اور بہت سے وہ ہیں جنہیں آپ نہیں جانتے تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''انہوں نے جس رب کی خاطر جان دی ہے وہ انہیں بہتر جانتا ہے۔''

عام کارکنان سے محبت:

ایک مسئول اور خاص طور پر ایک داعی مسئول کی یہ مخلصانہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ بااثر، شخصیات، متمول گھرانوں، اعلیٰ نسب والے، سرداروں، عہدیداروں، معاشرے کی معروف شخصیات کو جماعت میں زیادہ سے زیادہ شامل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کی یہ سوچ اور فکر نیک نیتی اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہوتی ہے۔ لیکن اس میں قباحت اس وقت جنم لیتی ہے جب دین کے لیے جان لڑانے والوں، قربانیاں دینے والوں، متقی، زاہد، عابد کارکنان کو مسلسل نظر انداز کیا جانے لگتا ہے اور محض مادی وسائل اور دنیاوی عزت و جاہ اور دولت کے لیے اللہ کے دین سے غافلوں اور جاہلوں سے دوستی گانٹھی جانے لگے، اللہ کو یہ بات نہایت ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○﴾

[الکھف : ۲۸]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کے چہرے کے طلبگار ہیں، ان کے ساتھ صبر کرو (یعنی جمے رہو) اور تمہاری نگاہیں ان سے ہٹ کر اور طرف نہ جائیں کہ تم آرائش زندگی چاہتے ہو۔ اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ ماننا۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک مسئول کی مجلس اور محبت کا محور و مرکز وہ ساتھی ہونے چاہئیں جو اللہ کے ساتھ مخلص ہیں۔ متقی، عبادت کرنے والے، ذکر کرنے والے نیک لوگ ہیں اور اگر ان کو چھوڑ کر ایک مسئول تاجروں، سرکاری افسران، اعلیٰ عہدیداران اور دولت مند اور معروف شخصیات کے آگے پیچھے رہے جو کہ اللہ کے دین پر عمل کرنے والے نہیں، بے دینی اور نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں تو پھر اس کا نتیجہ لازمی یہ نکلے گا کہ جماعت مخلص لوگوں سے محروم ہوتی چلی جائے گی۔ مفاد پرست، دنیادار اور بے دین لوگوں کی اجارہ داری قائم ہو جائے گی جو کہ قربانیوں والی جماعت کو برباد کر کے رکھ دیں گے۔ اللہ کی رحمت دور ہو جائے گی آدمی سمجھتا ہے کہ وسائل صرف تاجروں سے تعلقات کی وجہ سے ملتے ہیں جبکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ))

''کہ تمہیں تو رزق تمہارے کمزوروں کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔''

یعنی عام کارکنان، کمزور، ضعیف، غیر معروف ساتھیوں کی وجہ سے، ان کے تقویٰ اور تعلق باللہ کی بدولت، اللہ تعالیٰ وسائل بھی فراہم کرتے ہیں اور مدد و نصرت کی ہوائیں بھی چلاتے ہیں۔ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ میرا بھائی آپ کے پاس بیٹھا رہتا ہے اور کوئی کام کاج نہیں کرتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کیا خبر کہ تجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رزق اس آدمی ہی کی وجہ سے دیا جاتا ہو جو دین کے کام میں مصروف ہے۔ اللہ کے دین کی دعوت و تعاون کے لیے ہر قسم کے لوگوں سے ملنا، ملاقات کرنا، تعلقات بنانا ضرورت کی حد تک ٹھیک ہیں۔ لیکن اصل اہمیت وفضیلت اور محبت ومجلس کے حقدار وہی لوگ ہیں کہ جو دین میں پورے پورے داخل ہو کر دعوت و جہاد کے لیے قربانیاں پیش کر رہے ہوں۔ چاہے وہ غریب ہوں یا امیر، پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ، باصلاحیت ہوں یا سادہ، کمزور ہوں یا طاقتور، جوان ہوں یا بوڑھے، عالم ہوں یا کم علم۔ اس سلسلے میں سورہ عبس کی آیات دیکھ لیجیے:

﴿ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ○ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ○ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ○ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ○ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ○ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ○ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ○ وَهُوَ يَخْشٰى ○ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ○﴾

[عبس: ۱-۱۰]

”(نبی ﷺ) ترش رو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا اور تم کو کیا خبر شائد وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا سوچتا تو سمجھانا اسے فائدہ دیتا (لیکن) جو پروانہیں کرتا، اس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تم پر کچھ (الزام) نہیں اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور (اللہ) سے ڈرتا ہے۔ اس سے تم بے رخی کرتے ہو۔“

مشورے کی عادت ڈالی جائے

کارکنان کو قریب لاتے ہوئے ان سے دوستیاں قائم کرتے ہوئے ضروری ہے کہ مسئول اوران کے درمیان اعتماد کی فضا بھی قائم ہو۔ حقیقت حال تو یہ ہے کہ افراد اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وقت تک آپس میں منظم ہو ہی نہیں سکتے ۔ جب تک کہ ان میں اعتماد کا ماحول نہ ہو، ان کا اپنے قائدین پر بھروسہ نہ ہو۔ وہ ادارے کے افراد پر اعتماد کرنے کی بجائے اپنے قوانین وضوابط پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں، جلد مار کھا جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ساتھیوں سے مشورہ کیا جائے اور خوب خوب کہا جائے ۔ قرآن مجید نے اس اہم نقطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا۔

﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴾ [آل عمران : ١٥٩]

''اوران سے امور میں مشورہ لو۔''

اور ایک پسندیدہ اسلامی جماعت کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ﴾ [الشوریٰ : ٣٨/٤٢]

''اوران کے معاملات باہمی مشاورت سے طے ہوتے ہیں۔''

مشورہ لینے سے کارکنان ، دعوت و جہاد کی حقیقی جماعت کے ساتھ گہری وابستگی محسوس کریں گے خود کو اس کا اہم جزء جان کر اس کا حق ادا کرنے کی سعی کریں گے۔ یہی باہمی اعتماد کا ماحول ذہنوں کو سکون مہیا کرتا ہے۔ دلوں سے اشکالات رفع کرتا ہے۔ کارکنان کو ہر نئے آنے والے مسئلے، نئے مصائب و آلام سے آگاہ رکھنا اور انہیں قبل از وقت ذہنی طور پر تیار رکھتا ہے۔ یہی ماحول دعوت پر پختہ رہنے کا سبق سکھلاتا ہے۔ جس جماعت میں مسئول یا افراد اپنے ساتھیوں سے قطعاً مشورہ نہیں کرتے، صرف اور صرف حکم اور صرف حکم پر افراد کو چلاتے ہیں۔ ان کے فیصلے ذلت و رسوائی کا سبب بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ فیصلوں میں ٹھوکر لگتی ہے۔ نفع ونقصان کے تمام پہلو واضح نہیں ہو پاتے۔ ظاہر ہے کہ ایک قائد چاہے کتنا ہی زرخیز ذہن والا کیوں نہ ہو آخر ایک خاص طرز یا فکر کا حامل بھی ہو گا جبکہ مختلف ساتھیوں سے مشورہ کرنے کی وجہ سے وہ پہلو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے آجاتے ہیں کہ جس کا اندازہ مشورے سے قبل نہیں ہوتا۔ مشورے کے سلسلے میں چند نقاط یاد رہنے چاہئیں:

(۱) مشورہ اللہ کا حکم اور خیر وفلاح کا موجب ہے۔

(۲) مشورے سے ساتھیوں میں اعتماد، یقین اور وابستگی بڑھتی ہے۔

(۳) جماعت کے ہر فرد سے مشورہ ضروری نہیں اور ایسا ممکن بھی نہیں ہوتا۔ کام کی نوعیت کے لحاظ سے مسئول جس سے مناسب سمجھے مشورہ کر لے۔ البتہ بعض اوقات وسیع مشورہ فائدہ مند ہوتا ہے۔

(۴) اگر کسی سے مشورہ کئے بغیر بھی کام کا حکم دیا جائے تو اطاعت کرنا ضروری ہے۔

(۵) ہر مشورے پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔

(۶) تمام مشاورت کو رد کر کے کسی ایک آدمی کے مشورے پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۷) ہر کام کے بارے میں مشورہ ضروری نہیں ہے۔

آخر میں نبی ﷺ کی ایک حدیث اللہ کے پسندیدہ مسئول اور مشورے کے حوالے سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے سچا معاون بناتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد دلاتا ہے۔ (اچھا مشورہ دیتا ہے) اور اس کی مدد کرتا ہے اور جس امیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ نہیں کرتے تو اس کے لیے ایسا معاون بناتے ہیں جو (کوئی کام) بھول جانے پر امیر کو یاد نہیں دلاتا اور نہ ہی اس کی (کاموں میں) مدد کرتا ہے۔

[ابوداؤد، نسائی]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائیوں کے لئے مغفرت کی دعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا: وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

''اور ان کے لئے مغفرت طلب کرو۔'' (سورہ آل عمران-159)

اپنے ساتھیوں کے لئے مغفرت طلب کرنا' دراصل ایسا شاندار فعل ہے کہ جس سے مذکورہ بالا تمام امور سرانجام دینے آسان ہو جاتے ہیں۔ آپ خود سوچیے کہ جو مسئول اپنے احباب وکارکنان کی آخرت کے بارے میں اتنا فکرمند ہو کہ اللہ سے ان کی مغفرت وبخشش کے لئے گڑگڑاتا ہو' اللہ سے ان کے لئے رحمت کا طالب ہو' اپنے ساتھیوں کو دعاؤں میں یاد رکھتا ہو کیا پھر وہ سخت مزاج' درشت لہجے والا' معمولی معمولی باتوں پر پکڑ کرنے والا' ساتھیوں پر بداعتمادی کرنے والا' بے صبرا' ساتھیوں کے حالات سے بے خبر اور ان سے صحیح تعلقات نہ رکھنے والا ہو سکتا ہے؟

یقیناً ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر لازم ہے کہ ایک مسئول اپنی مناجات اور دعاؤں میں خصوصیت کے ساتھ اپنے بھائیوں کو یاد کرے۔ انہیں سیدھے راستے پر رکھنے' ان کے دل آپس میں جوڑے رکھنے' ان سے دین کا زیادہ سے زیادہ کام لینے اور ان کی استقامت کے لئے دعائیں کرنے سے محبت ورأفت کی وہ سرشاری پیدا ہوتی ہے کہ دل جڑتے چلے جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئولیت برباد کرنے والے عناصر

نفلی عبادات سے دوری

مسئولیت ایک بوجھ ہے' بھاری ذمہ داری ہے۔ بھاری وزن اٹھانے کے لئے یقیناً زیادہ توانائی اور زیادہ قوّت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ قوّت اور توانائی کہاں سے حاصل ہوگی؟ لوگوں کے نعروں سے' پھولوں کے ہار گلے میں ڈالنے سے' بہت زیادہ افراد جمع کرنے سے' اسلحے کے ڈھیر لگانے سے' مال و دولت کی فراوانی سے' وسیع اختیارات کے مل جانے سے' بہترین تقریر کرنے سے...... نہیں نہیں...... جو لوگ قوت کا سرچشمہ ان چیزوں کو سمجھنے لگتے ہیں وہ اصل راہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے نبی ﷺ پر آغاز وحی میں جو آیات نازل فرمائیں' اگر ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو بات سمجھ آجاتی ہے کہ بھاری ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے ہمت و طاقت کہاں سے ملے گی؟ اس کی تیاری کیسے ہوگی؟ وہ کون سا عمل ہے کہ جس کے کرنے سے سرکش خواہشاتِ نفس کچلی جاتی ہیں اور مسئول کی زبان میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور اسے قلبی اطمینان' بصیرت و ہمت نصیب ہوتی ہے اور عبادت اور اللہ کے دین کے کام کی وہ لذت نصیب ہوتی ہے کہ یہ گوہر بڑے بڑے بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ملتا۔

وہ آیات یہ ہیں۔

اے (محمد!) جو کپڑا میں لپٹ رہے ہو۔ (1)

رات کو قیام کرو مگر تھوڑی سی رات۔ (2)

یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم۔ (3)

کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ (4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے۔(5)

کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس امّارہ کو) سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے۔(6)

دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے مشاغل ہوتے ہیں۔(7)

تو اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔(8)

(وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ(9)

اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کرتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو(10) (سورہ مزمل)

رات کا اٹھنا اگر چہ مشکل کام ہے۔مسئول تمام دن کا تھکا ہارا جب رات کو بستر پر گرتا ہے تو پھر کہاں کا ہوش؟ کہاں کی بیداری؟ لیکن مومن کی نیند ایسی بے ہوشی والی نہیں ہوتی کہ اللہ کے احکامات ہی ضائع کر بیٹھے۔ اس کی نیند بھی فکر مندی والی ہوتی ہے کہ ضروری نیند لے کر فوراً اٹھ کھڑا ہو اور جو شخص اپنی نیند کی اس خواہش پر کنٹرول کر لے گا' جسم کو تکلیف دے ڈالے گا' ذہن کو بیدار کر لے گا' دل پر قابو پا لے گا یقیناً وہی دن میں بڑی بھاری ذمہ داریاں ادا کر سکے گا۔عظیم کارنامے سرانجام دے سکے گا۔اس میں وہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی کہ مسلمانوں کی جماعت کو بہترین طریق سے چلا سکے گا۔جس نے رات میں دل و دماغ کو اللہ کے دین کے تابع کر دیا وہ دن میں اپنے ہاتھ' اپنی زبان' اپنے پاؤں اور دیگر صلاحیتوں پر بھی کنٹرول کر کے اس کا صحیح دینی استعمال کر لے گا۔یقین کر لیں کہ کسی انسان کو جو تجربہ بیسیوں سالوں کی ریاضت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد بھی حاصل نہیں ہوتا وہ تجربہ اللہ تعالیٰ اس مسئول یا کارکن کو سالوں یا مہینوں میں نہیں بلکہ دنوں میں رات کے اٹھنے اور تلاوت قرآن کی بدولت عطا فرما دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج نوجوانی کی ابتدائی عمر میں جسے کھلنڈری کی عمر کہا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ نے بعض مسئولین سے وہ وہ کام لئے ہیں یا لے رہے ہیں کہ جو شاید عمر رسیدہ اور تجربہ کاروں کے حصے میں بھی نہیں آ سکے ہیں۔

قوت برداشت سے محرومی:

نبی ﷺ نے فرمایا

مُحَرَّمٌ عَلٰی کُلِّ قَرِیْبٍ هَیِّنٍ لَیِّنٍ سَهْلٍ

کہ چار صفات والے پر جہنم کی آگ حرام ہے۔

(1) لوگوں کو قریب کرنے والا

(2) ساتھیوں پر آسانی کرنے والا

(3) بھائیوں پر نرمی کرنے والا

(4) ماموریں کے لئے سہولت پیدا کرنے والا

کبھی آپ نے مرغی اور اس کے چھوٹے چھوٹے چوزوں کو دیکھا ہوگا کہ کس طرح وہ اپنے چوزوں کو خطرے کے وقت پروں میں چھپا لیتی ہے۔ گرمی سردی سے بچا کر رکھتی ہے۔ ہمیشہ انہیں اپنے قریب قریب رکھتی ہے۔ دور نہیں جانے دیتی۔ خود بھوکی رہ لیتی ہے لیکن چوزوں کی خوراک کا بندوبست لازمی کرتی ہے۔ ایک دانہ بھی مل جائے تو فوراً آواز دے کر سب کو دعوت دیتی ہے جو دوڑ کر پہلے پہنچ جائے بلا امتیاز اسے دے دیتی ہے۔ کوئی اس کے چوزے کو ہاتھ لگانے یا پکڑنے کی کوشش کرے تو دوڑ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے بچانے کے لئے حملہ کر دیتی ہے۔ مشکل جگہوں سے چیزیں نکال نکال کر اپنے چوزوں کو دیتی ہے اور سب چوزوں کو ہمیشہ ساتھ ساتھ لے کر چلتی ہے کوئی ایک بھی پیچھے رہ جائے تو ٹھہر کر اس کا انتظار کر کے ساتھ ملاتی ہے۔ سمجھ لیں کہ قریب' آسانی' نرمی اور سہولت والی چاروں خوبیاں اس میں پائی جاتی ہیں تب ہی وہ اپنی اولاد کو احسن انداز سے پالتی پوستی ہے اور ان چوزوں کی پیدائش سے پہلے وہ اکیس دن تک انڈوں پر بیٹھ کر صبر وتحمل اور قوتِ برداشت کے دور سے گزرتی ہے۔

پس قریب قریب یہ خوبیاں ہمارے مسئول میں اپنے کارکنان کے حوالے سے ہونی چاہئیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کوئی کارکن ضائع ہو سکے یا خراب ہو جائے' جماعت سے دور نکل جائے منتشر ہو جائے یا شکایت کا موقع ملے۔

کام کم شہرت زیادہ:

کامیاب لوگ وہی ہوتے ہیں کہ جن کی نظر کام پر زیادہ اور شہرت پر کم ہو۔ آج کل کا جدید میڈیا کا دور نمود ونمائش کا دور ہے۔ ہر عمل ہر چیز جب تک لوگوں کی نظروں میں نہ آ جائے' واہ واہ وصول نہ ہو جائے' تحسین وتعریف کے ڈونگرے نہ بجنے لگیں' شہرتوں کی مسحور کن گونج سنائی نہ دینے لگے اس وقت تک لوگوں کو کام کرنے کا مزا ہی نہیں آتا۔ یہ موذی بیماری جو نیکیوں کو برباد اور کام کا بیڑہ غرق کر دیتی ہے' آہستہ آہستہ ہمارے ہاں بھی آنے لگی ہے۔ میں نے یہ کہا' میں نے ایسے کیا' میری وجہ سے یوں ہوا' میرے کہنے پر ایسا ہوا' میرے مشورے پر فیصلہ ہوا' میری بات سب پر چھا گئی' میری تقریر نے ماحول بدل دیا' میری تحریر نے ایسے تاثرات ڈالے' میری محنت کی وجہ سے کام کھڑا ہوا' میری شخصیت کی وجہ سے لوگ' جماعت یا جہاد کی طرف آئے' میں کام کی ابتداء کرنے والا' میری قربانیاں' میری جدوجہد...... یہ وہ جملے یا باتیں ہیں کہ جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے ان کا ورد ہونے لگے تو سمجھ لیجئے یہ آدمی مریض ہے اور اس کا علاج کرنے کی ضرورت ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبّ العبد التقی الغنی الخفی

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے کہ جو متقی' سخی اور پوشیدہ ہے''

یعنی ایسا متقی کہ جو اللہ کی راہ میں صدقہ بھی خوب کرتا ہے اور بتاتا بھی کسی کو نہیں۔ اس کی ذات نیکیوں کے حوالے سے چھپی رہتی ہے۔ وہ کام کے وقت آگے ہوتا ہے اور انعام کے وقت' مال لینے کے وقت' کریڈٹ حاصل کرنے کے وقت' کارکردگی رپورٹ کے وقت' میڈل یا کپ کی تقریب میں سب سے پیچھے ہوتا ہے کیونکہ اس کا اصل مقصد آخرت ہے۔ دنیا کی چند جھوٹی بے کار اور فضول نمود و نمائش نہیں۔ نہ وہ اس کے لئے کام کرتا ہے۔ بس جس کی نظر آخرت پر ہوگی اس کا آخرت کے حوالے سے کام بھی نہایت شاندار ہوگا اور جس کی نظر صرف دنیا پر نظر ہوگی اس کا دنیاوی کام تو اچھا ہوسکتا ہے لیکن آخرت برباد ہو جائے گی۔ (اللہ معاف فرمائے۔ آمین)

خصوصی بن کے رہنا:

یہ طریقہ کوئی اتنا اچھا نہیں ہے کہ مسئول اپنے کارکنان کے درمیان اس انداز سے رہے کہ صاف پہچانا جائے کہ مسئول یا امیر کون ہے؟

پروٹوکول کے ساتھ آنا جانا' نشست و برخاست کا خصوصی انداز' لباس کا نمایاں فرق' سلام دعا کے مخصوص پوز' آواز میں تحکمانہ لہجہ یا بلند آواز سے ماحول پر چھا جانے کی کوشش' ہاتھوں اور چہرے کے محسوس ہونے والے اسٹائل' اپنے ساتھ ہمیشہ رکھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ساتھیوں کا بھی خاص ماحول...... یہ سب علامات بے دین' جاہل' اجڈ' مروجہ سیاسی جمہوری اور دنیادارانہ نظاموں کے غلاموں کی تو ہوسکتی ہیں لیکن ایک جہادی تحریک جس کے قیام کا مقصد ہی باطل افکار و عوامل کو مٹانا ہو' کے ذمہ دار کو یہ باتیں ہرگز زیب نہیں دے سکتیں۔ چاہے وہ لاکھ مجبوریاں بیان کرے کہ دعوت کا کام کرنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ لوگ مرعوب نہیں ہوتے' دعوت اثر نہیں کرتی۔ میرے شعبے میں کام کا تقاضا یہی ہے۔ وہ لاکھ بہانے کرے کہ دنیا میں دین کی عزت کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ پس ایسے شخص نے نہ تو دین کے مزاج کو سمجھا ہے اور نہ ہی دعوت کی روح کو۔ دین یا دین داروں کی عزت ایسے اوچھے طریقوں سے کبھی ہوئی ہے اور نہ کبھی ہوگی۔

قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللهِ اَتْقَاكُمْ

"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہ ہے کہ جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔"

پس جس کی عزت اللہ کے ہاں ہوگی دنیا میں بھی اللہ اسکی عزت بنادے گا۔ کیونکہ عزت وذلت صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

نبی ﷺ کے بارے میں احادیث میں متعدد روایات اس حوالے سے موجود ہیں کہ آپ ﷺ جب صحابہ کے درمیان بیٹھے ہوتے تو نیا آنے والا پہچان نہیں سکتا تھا کہ اس مجلس میں اللہ کے رسول ﷺ کون ہیں اور صحابہ کرام کون۔ بلکہ بعض اوقات آنے والے پوچھا کرتے تھے کہ آپ میں محمد ﷺ کون ہیں؟

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر جب آپ فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو غرور وتکبر یا شیخی ونمائش کی بجائے صورتحال یہ تھی کہ عاجزی وانکساری کی وجہ سے آپ کی گردن اتنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھکی ہوئی تھی کہ آپ کی ٹھوڑی اس جانور سے ٹکراتی تھی کہ جس پر آپ سوار تھے۔

اور آج ہمارا فقط کوئی جلسہ یا کانفرنس کامیاب ہو جائے یا کسی مسجد پر اختیار مل جائے یا کہیں ہماری دعوت تیزی سے پھیلنے لگے تو ہمارے طور اطوار ہی بدلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

بھائیو! جب بھی کامیابی ملے یا خوشی کی بات نصیب ہو' دین اور جماعت ترقی کی طرف سفر طے کرے تو انکساری مزید انکساری...... عاجزی مزید عاجزی...... عام بن کے رہنا...... عام جینا...... عام زندگی...... مسئول یا ذمہ دار ہوں تب بھی...... اور جہاد اور دین کے کارکن ہوں تب بھی۔

کانوں کا کچا ہونا:

جماعت کو بہتر طریقے سے چلانا مسئول کی ذمہ داری ہے۔ جماعت میں رہتے ہوئے ایک مسئول کو رات دن اپنے کارکنان سے واسطہ رہتا ہے۔ ان کارکنان میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ کچھ مسئول یا امیر کے زیادہ قریب ہونا چاہتے ہیں' کچھ کو اس سے غرض نہیں' بس جو حکم یا ہدایت اوپر سے ملی اس پر محبت اور خلوص کے ساتھ عمل درآمد کا آغاز کر دیا۔

کچھ لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ امیر یا مسئول کا راز دان بننے کے لئے' اس کی قربت کے حصول' اس کے اعتماد میں اضافے کی خاطر کچھ اس قسم کی رپورٹیں دیتے رہتے ہیں جس سے جماعت کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا البتہ کچھ ساتھیوں کے بارے میں غلط فہمی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔

امیر یا مسئول کے ساتھ نجی مجلس میں' سرگوشیوں کے انداز میں' ہمدرد بن کر' خیر خواہی کا اظہار کر کے کچھ تفکر اور پریشانی کے عالم میں کہ ''سارے جہاں کا درد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے جگر میں ہے'' کا مصداق بن کر کچھ کارکنان' ذمہ داران یا ساتھیوں کے کمزور پہلوؤں کی طرف' ان کی بشری غلطیوں کی جانب یا ان کے گناہ کی طرف بار بار اتنے ''خلوص'' سے امیر کو توجہ دلاتے رہتے ہیں کہ امیر یا مسئول کے دل میں بھی اپنے ان ساتھیوں کے متعلق رنجش' نفرت یا اکتاہٹ جنم لیتی ہے اور یوں شیطان اپنا وار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

امیر کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اسے اپنے تمام ساتھیوں کے تمام کمزور پہلوؤں' غلطیوں یا کوتاہیوں کا علم ہو۔ امیر یا مسئول نے آخر جماعت چلانا ہوتی ہے۔ جس کے لئے اسے ہر قسم کے ساتھیوں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے ہر کسی سے تعاون' محبت اور اخوت چاہئے تاکہ وہ کھلے دل اور سینے کے ساتھ ہر کسی کو گلے لگا کر جماعت سازی کر سکے۔ ساتھیوں کی بتدریج تربیت کر سکے اور اگر اس کا ہر دوسرے ساتھی کے متعلق یہ ذہن بنا دیا گیا ہو کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا یا اس سے کام نہیں لیا جا سکتا تو وہ یقیناً مایوس ہو کر اپنے دل کی اس کیفیت کا کہیں نہ کہیں اظہار کرے گا بلکہ ہو سکتا ہے اپنے انہی ساتھیوں کے سامنے...... تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ مامورین اور کارکنان اپنے مسئول سے بدگمان ہو نگے اور مسئول تو پہلے ہی بدگمان ہو چکا ہوگا۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

''میرا کوئی صحابی میرے کسی صحابی کے متعلق مجھے کچھ نہ پہنچائے اس لئے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ امیر کو تو ہر بات کا علم ہونا چاہئے لہٰذا ہم ہر قسم کی معلومات امیر تک پہنچائیں گے۔

میرے بھائیو! امیر یا مسئول کو اللہ کے دین کی جماعتی ترقی' مسلمانوں کی بھلائی'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت کی فلاح وغیرہ کے مشورے دینے چاہییں اس کے لئے ہر قسم کی معلومات بھی فراہم کرنا چاہئیں لیکن امیر یا مسئول کا دل ساتھیوں کے بارے میں تنگ کر دینا کوئی عقلمندی نہیں۔ مسئول بھی آخر انسان ہے اس میں بشری کمزوریاں موجود ہیں۔ حالات وواقعات کا' اپنے ساتھیوں کی غلطیوں کا اس کے ذہن پر سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے لہٰذا اس پہلو سے اسے پریشان رکھنا قطعی مناسب نہیں ہے۔ اگر آپ کسی میں کوئی ایسا ویسا معاملہ دیکھیں' کوئی گڑبڑ محسوس کریں تو آپ اس کی خود اصلاح کریں۔

بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ساتھی کی دوسرے ساتھی کے ساتھ اَن بَن رہتی ہے اب وہ چاہتا ہے کہ مسئول صاحب بھی اس کے ساتھ ٹھیک طریقے سے بات نہ کریں' اس پر اعتماد نہ کریں' اسے کوئی اہم کام یا ذمہ داری نہ دیں' اس کی عزت نہ کریں......

اب وہ اپنی بے عزتی کا بدلہ امیر کے کان بھر کے نفرتوں کے بیج بوکر لے رہا ہوتا ہے۔ اگر کسی کی کسی کے ساتھ بنتی نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ' اللہ کے دین کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ بھی وفادار نہیں ہے۔

اس سلسلے میں امیر یا مسئول کی ذمہ داری ہے کہ وہ کان بھرنے والے ساتھیوں سے دور رہے یا ان کی حوصلہ شکنی کرے۔ صرف معلومات لینے کے چکر میں نہ رہے ورنہ اپنی مسئولیت یا اصل ذمہ داری کو برباد کر بیٹھے گا۔

تصرف بالمال:

دیگر اعمال وفرائض کی نسبت جہاد فی سبیل اللہ میں اموال کا بڑا گہرا دخل ہے کیونکہ جہاد کے لئے دو بنیادی ذرائع (جاھدو ا باموالکم وانفسکم) میں سے ایک مال ہے۔ جہاد کے آغاز سے لے کر اس کے عروج تک اموال کا اہم کردار ہے اور یہ تمام اموال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی اجتماعی امانت ہوا کرتے ہیں۔ جہاد کا آغاز مسلمانوں کے صدقات‘ زکوۃ ‘واجبات سے کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں کہ جن کے پاس لڑنے کیلئے زادراہ کے طور پر وسائل نہیں ہوتے لیکن وہ اپنی جانیں لے کر حاضر ہو جاتے ہیں اور کچھ وہ ہوتے ہیں کہ جو شرعی عذر کی بناپر خود تو جہاد پر نہیں جا سکتے البتہ اپنے اموال سے مجاہدین کی مدد کر کے فریضۂ جہاد سے سبکدوش ہوتے ہیں اور کچھ خوش نصیب جان و مال دونوں ہی سے حصہ ڈالتے ہیں۔ بہر حال جہاد کے لئے جمع ہونے والے وسائل وذرائع کی حفاظت‘ اسے امانت سمجھتے ہوئے خیانت سے بچنے کی کوشش اور اس کا صحیح برموقع اور بر ضرورت استعمال مسئول کی ذمہ داری ہے۔

اس سلسلے میں مجھے ایک ساتھی کی بات یاد ہے۔ اُس نے کہا تھا کہ ”جو لوگ چندوں کو سنبھال لیتے ہیں‘ اللہ تعالیٰ ان کے لئے غنیموں کے دروازے کھول دیتا ہے۔“

اللہ کے مال میں خیانت وہ بدترین عمل ہے کہ جس سے جہاد و شہادت ایسے اعلیٰ اور افضل اعمال بھی برباد ہو جاتے ہیں۔ وہ حدیث تو آپ کو یاد ہوگی کہ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ایک شخص کی شہادت پر خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ نبی ﷺ نے اس پر عذاب کی وعید سنادی۔ وجہ کیا نکلی؟ یہی کہ وہ شخص مال غنیمت کی صرف ایک چادر کا چور تھا۔ جب مال غنیمت کے ڈھیر لگتے تو نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ کی نکیل میں ڈالنے والی رسی بھی موجود ہے تو وہ بھی واپس کردے ورنہ کل قیامت کے دن میں اس کا ذمہ دار نہ ہوں گا۔

لوگوں سے صدقات‘ زکوۃ اور اموال جمع کر کے لانے والوں کے متعلق بھی سن لیجئے۔

صحابی بیان کرتے ہیں کہ ابن امیہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے عاملِ صدقات بنا کر بھیجا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا۔ ''یہ آپ کے لئے ہے اور یہ تحائف میرے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کاش تُو اپنے باپ یاماں کے پاس بیٹھتا پھر پتہ چلتا کہ تجھے کتنے تحائف ملتے ہیں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان (صدقات) میں سے جو بھی کچھ لے گا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس نے اپنی گردن پر اسے اٹھایا ہوا ہوگا اگر اونٹ ہوا تو اس کی بلبلاہٹ ہوگی۔ گائے کی ڈکراہٹ ہوگی اور بکری کی ممناہٹ ہوگی پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔(صحیح بخاری' کتاب الھبۃ وفضلھا: باب من لم یقبل الھدیۃ لعلۃ' حدیث-2597)

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو لوگ مسلمانوں کے اموال جمع کرنے پر مامور ہوں یا مسلمانوں کے ذمہ دار' مسئول یا امیر ہوں' ان کے لئے تو تحفے تحائف تک لینا جائز نہیں ہیں چہ جائیکہ کہ اس مال میں سے وہ اپنا بھی تھوڑا سا کوئی حق سمجھیں۔ یہ وہ بیماری ہے کہ جو روپے ٹکے سے شروع ہوکر ہزاروں لاکھوں تک جا پہنچتی ہے۔ ایسے واقعات تو بہت کم ہیں کہ کوئی شخص بالواسطہ اموال میں سے اپنا ''حصہ'' نکالنے کی کوشش کرے لیکن اصل خرابی اور گمراہی وہاں ہے کہ جہاں آدمی ضروریات کے نام پر سہولیات حاصل کرتا ہے۔ جہاں ضرورت صرف ضرورت نہیں رہتی بلکہ سہولت میں بدل جاتی ہے۔ضرورت کی اجازت امیر کی طرف سے ملتی ہے اور سہولت کی گنجائش آدمی خود نکال لیتا ہے۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے پہلے ضرورت کے دلائل تلاش کرتا ہے' مجبوری کی شکلیں بناتا ہے' حیلے بہانے کرتا ہے اور پھر وہ اس ضرورت پر ٹھہرتا نہیں ہے' رکتا نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی رکنے یا ٹھہرنے یا قناعت کرنے کی طبیعت ہوتی تو اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کا یہ پہاڑ کھڑا کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ضرورت سے سہولت اور پھر سہولت کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے اور اگر اسے نہ دیا جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔میرا حق مارا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

''تمہارے مال اوراولاد تمہارے لئے فتنہ یعنی آزمائش ہیں۔''

اگراپنے ہاتھوں سے کمایا ہوا حلال مال فتنہ ہے تو دوسروں کا دیا ہوا مال یا چندہ کس قدر بڑا فتنہ ہوسکتا ہے۔اس کا اندازہ کرلیں۔اس فتنے سے وہی بچ سکتا ہے کہ جو اس سے بچنے کی کوشش کرے گا۔لوگوں کے دیئے ہوئے مال کو امانت سمجھے گا اوراس امانت کی حفاظت کا خیال اپنے ذاتی مال سے بڑھ کر کرے گا۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کا اہل پاتا ہے کہ وہ امانتوں کا بوجھ اٹھا سکتے ہوں' خیانتوں سے بچ سکتے ہوں' ناجائز تصرفات واخراجات سے محفوظ رہتے ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بھی بڑی امانتوں کا شرف عطا فرماتے ہیں حتیٰ کہ اللہ کی زمین پر خلافت وامارت کا بوجھ' امت مسلمہ کی قیادت اور دنیائے کفر کی سرکوبی کا اعزاز اللہ تعالی بخشتے ہیں اور جو لوگ چند چندوں کے ڈبوں' کچھ رسید بکس' معمولی رقومات' ارزاں سامان اور گندم کے دانوں کی حفاظت نہ کرسکیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر آسمان وزمین کے خزینے اور دفینے نہیں کھولے گا۔ان کے مال میں سے برکتیں ختم کردے گا۔

بہت زیادہ چندوں کا جمع کرلینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔اصل مسئولیت یہ ہے کہ ان اموال کی حفاظت کی جائے۔ جہاں ان کے خرچ کرنے کی جگہ ہو وہیں خرچ کیا جائے۔ بے جا اخراجات' لغو ضروریات اور عیش وعشرت سے بچنے کی کوشش کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ حساب کتاب درست رکھا جائے صرف لکھنے پڑھنے کے قانونی ضابطوں ہی کو مد نظر نہ رکھا جائے۔ بلکہ دلوں میں اللہ کا خوف، ڈر، اس کے عذاب کا خیال، روز قیامت حساب وکتاب کی فکر، اللہ کے علیم بذات الصدور ہونے کا یقین...... یہ وہ کلیے قاعدے ہیں کہ جس سے دنیاوی دفتر کے رجسٹر کا حساب بھی ٹھیک رہتا ہے اور آخرت کے اعمال کے رجسٹر بھی درست رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آدمی بے حس، اندھا اور ڈنڈی مارنے کی عادت رکھنے والا نہ ہو تو اس کا دل ہی اس کا سب سے زیادہ درست حساب و کتاب رکھنے والا ہے۔ اس کے غلط فیصلے پر یہ دل سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ملامت کرنے والا ہے اور اس کے نیک اعمال پر سب سے زیادہ فرحت واطمینان محسوس کرنے والا بھی یہ دل ہی ہے۔

ایک مسئول خود تو دیانتدار ہو لیکن اس کے دست وبازو یا کارکنان خائن ہوں تو اس کی ذمہ داری بھی مسئول پر آتی ہے۔ وہ ان کی اخلاقی ودینی تربیت کرے اللہ کا خوف دلائے جہاں مناسب خیال کرے، سزا کا نظام نافذ کرے، تمام چور راستوں کو بند کرے۔ کمزوریوں کو دور کرے۔ آنکھیں کھلی رکھے۔ ساتھیوں پر اعتماد کرنا بہت اعلیٰ خوبی ہے لیکن جو مسئول کارکنان یا ساتھیوں کی ان بدعملیوں، خیانتوں یا تصرف بالمال پر آنکھیں بند کئے رکھتا ہے، معاملات مسلسل نظر انداز کئے رکھتا ہے تو وہ جماعت کا مد بالکل نہیں ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جو اپنے ہاتھوں سے اپنی جماعت برباد کر بیٹھتا ہے اس کی بربادی کے لئے بیرونی دشمنوں اور کافروں کو حملہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کسی مسئول یا امیر میں یہ مرض موجود ہے اور اس کے اردگرد کے ساتھی، ساتھ چلنے والے کارکنان اپنے مسئول کی اس ''حرکت'' پر پردہ ڈالے رکھتے ہیں تو وہ بھی یقیناً اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ یہاں پر ان احادیث کہ جن میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی فضیلت بیان کی گئی ہے' پر عمل اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ خیانت یا تصرف بالمال کرنے والے متعلقہ شخص کو علیحدگی میں نصیحت کی جائے۔ لوگوں کے سامنے شرمندہ کرنے یا اس کی بے عزتی کرنے کی بجائے الگ بٹھا کر قرآن وسنت کے ارشادات اس کے سامنے رکھے جائیں تو بہت حد تک ممکن ہے کہ وہ اپنی اصلاح کر لے' پردہ پوشی بھی رہے گی اور مسلمان اللہ کے عذاب سے دنیا و آخرت دونوں میں بچ جائیں گے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص اجتماعی اموال کو بے دردی سے استعمال کر رہا ہوتا ہے۔ ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' والی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے اب وہ چاہتا ہے کہ اس کے آس پاس کے ساتھی اس پر انگلی نہ اٹھائیں' اس کی عیش پسند طبیعت پر کوئی بات نہ کی جائے تو اس کا حل وہ یہ نکالتا ہے کہ جن کارکنان' ساتھیوں سے وہ یہ خدشہ محسوس کر رہا ہوتا ہے انہیں بھی اس کام میں شامل کر لیتا ہے یعنی ان کا منہ بند رکھنے کے لئے انہیں بھی مجرم بنا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر بہترین اور مہنگا کھانا کھاتے ہوئے ان کو بھی شریکِ حال کر لیتا ہے۔ عشرت زدہ سہولتیں استعمال کرتے ہوئے ان کو بھی موقع دے دیا۔ قیمتی سوٹ لیتے ہوئے انہیں بھی ایک ایک نواز دیا۔ اس طریقے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ایمان کی سلامتی سے کوئی بیدار ہونا بھی چاہے تو تھوڑی دیر بعد ہی ''ٹُھس'' ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور کچھ عرصے تک وہ تمام بھی اس بیماری کا شکار ہو کر اس کے جواز کے لئے دلائل تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسا ''اتفاق واتحاد'' سخت ناپسند ہے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے پر بات کرنے سے تعلقات خراب ہوں گے یا آپ کی عزت کم ہو جائیگی تو یاد رکھیئے کہ ہمارے آپس کے تعلقات اللہ کے دین کی وجہ سے ہیں اللہ رب العزت کی محبت ہی ہماری باہمی محبت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے اعمال کر کے ہم کبھی بھی ایک دوسرے سے محبت برقرار نہیں رکھ سکتے اور عزت بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے' اگر ہم اللہ کے دین اور اس کے احکامات کی پاسداری کریں گے' بددیانتی سے بچیں گے تو پھر دلوں میں عزت ووقار ڈالنا اللہ رب العزت کا کام ہے ورنہ جھوٹی عزت' جعلی وقار' مصنوعی رکھ رکھاؤ' پرفریب مسکراہٹوں' رسمی احترام' کھوکھلی ملاقاتوں سے جماعتیں نہیں چلا کرتیں۔

مذکورہ مسئلے میں نبی ﷺ کی ایک حدیث یاد آگئی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی حدود (پامال ہوتے وقت) مصلحتاً خاموشی اختیار کرنے والے اور حدود پامال کرنے والے کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کچھ لوگوں نے بحری جہاز میں سوار ہونے کے لئے قرعہ اندازی کی پھر کچھ کو اوپر والی منزل اور کچھ کو زیریں حصے میں جگہ ملی۔ زیریں حصے والے پانی لینے کے لئے اوپر گئے تو اوپر والوں کو تکلیف ہوئی لہذا زیریں حصے والوں نے کلہاڑا لے کر جہاز کو توڑنا شروع کیا اوپر والے آئے اور پوچھا کہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ وہ بولے ہماری وجہ سے تمہیں تکلیف ہوئی لیکن پانی کے بغیر ہم رہ نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ انہیں فوراً روک لیں تو وہ خود بھی بچ جائیں گے اور انہیں بھی بچالیں گے اور اگر انہوں نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ انہیں بھی غرق کردیں گے اور خود بھی غرق ہوں گے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الشہادات ص ۲۶۸۶' ۴۳۸۰)

اسی طرح سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص غنیمت میں خیانت کرنے والے کی خیانت کو چھپائے یعنی امام (امیر یا مسئول) کے سامنے ظاہر نہ کرے کہ فلاں شخص نے خیانت کی ہے تو وہ خیانت کرنے والے جیسا ہے۔ (ابوداؤد)

اب آیئے ہم نبی ﷺ کی اس سلسلے میں سیرت دیکھتے ہیں کہ جن کی زندگی کا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک گوشہ اور ہر ہر پہلو ہمارے لئے بہترین اسوہ' شرعاً واجب اور فرض ہے۔ جن کی اتباع' سنت' اطاعت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے ایک موقع پر حسن رضی اللہ عنہ نواسۂ رسول' (جواس وقت بچے تھے) نے خشک کرنے کیلئے پڑی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی مگر آپ ﷺ نے یہ چبائی ہوئی کھجور منہ سے نکلوادی لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اس بچے کو یہ کھجور کھا لینے دیتے تو اس میں کیا حرج تھا آپ ﷺ نے فرمایا محمد ﷺ کے خاندان کیلئے صدقہ کھانا حلال نہیں ہے۔ (حوالہ؟)

اسی طرح نبی ﷺ کی خدمت میں اگر کوئی چیز پیش کی جاتی تو آپ ﷺ پوچھتے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر ہدیہ ہوتی تو استعمال فرما لیتے ورنہ ہاتھ آگے نہ بڑھاتے۔

(مسلم)

اس سے ثابت ہوا کہ جو شے نبی ﷺ کے لئے جائز نہ تھی اس کا معمولی سے معمولی حصہ بھی آپ ﷺ نے استعمال کرنا پسند نہ فرمایا اور آج ہماری حالت کیا ہے کہ ہر چیز کو اپنے لئے جائز' حلال اور مناسب قرار دے کر بلا تامّل استعمال کر لیتے ہیں۔ اس دلیل سے کہ میں تو اللہ کیلئے وقف ہوں۔ میں نے اپنی تمام زندگی جہاد کو دے دی ہے لہذا اب اجتماعی اموال میں سے ہر قسم کی اشیاء استعمال کرنا میرا حق ہے کیونکہ یہ ہم لوگوں کے لئے ہی تو اکٹھا کیا گیا ہے۔ چونکہ میں وقف ہوں اسلئے میری ہر قسم کی ضرورتیں پوری ہونا میرا حق ہے۔ اتنا زیادہ کام کرنے کے بعد اتنا سا خرچ کرنا تو میرا حق بنتا ہے'

بھائیو! کیا صحابہ کرام ؓ اللہ کے لئے وقف نہ تھے؟ کیا انہوں نے اللہ کے لئے اپنے کاروبار' زمینیں' اموال نہیں چھوڑے تھے؟ لیکن ان کی حالتیں یہ ہیں کہ مکی دور میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بھوک سے بے ہوش ہو ہو جاتے ہیں خود نبی ﷺ کے گھر میں کئی کئی دن تک چولہا نہ جلتا تھا اور مدنی دور میں انہی صحابہ کرام ؓ نے اپنے گھروں کے سامان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک جہاد کے لئے پیش کر دیئے اور پھر خلافتوں کے دور میں جب خوشحالی آئی اور مال غنیمت کے قیمتی حصے ملنا شروع ہوئے تو یہی صحابہ کرام ان اموال کو دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے اور اس خوف سے کانپ اٹھتے کہ کہیں ان کی دعوت وجہاد کی کوششوں کا صلہ اس دنیا میں تو نہیں مل گیا؟ اور کہیں آخرت میں ان کے دامن خالی تو نہیں رہ جائیں گے اور خود نبی ﷺ اپنے آخری وقت میں وصیت فرما گئے کہ مجھے اپنی امت پر اگر خوف ہے تو اموال کی فراوانی کا ہے کہ مال کی محبت میں یہ الجھ جائیں گے اور دین مغلوب ہو جائے گا۔

سچی بات یہ ہے کہ امیر یا مسئول کو دیکھ کر ہی کارکنان رنگ ڈھنگ اختیار کرتے ہیں۔ مسئول ایک جگہ گڑ بڑ کرے گا تو کارکنان دس جگہ کریں گے۔ مسئول چھپ کر کرے گا تو کارکنان علی الاعلان کریں گے۔ مسئول اگر اموال کے بارے میں محتاط ہے تو کارکنان بھی یقیناً احتیاط پسندی کا مظاہرہ کریں گے۔ جب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے مجاہدین نے مال غنیمت پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ مجاہدین کتنے ایماندار ہیں کہ مال غنیمت کی ایک ایک شے پیش کر دی اس پر کسی نے کہا کہ اے عمر! اس کی وجہ یہ ہے کہ تم خود حلال وحرام، طیب وخبیث اشیاء کا خیال رکھتے ہو اس لئے تمہارے ساتھی بھی ایماندار ہیں۔

مسئول کی خوش مزاجی، عقل مندی اور اس کی عسکری بہادری بھی اس وقت قابل قبول ہوگی کہ جب اس میں تصرف بالمال کے حوالے سے دیانتداری، ایمانداری موجود ہو۔

کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا

آدمی کی تعریف کی جائے گی کہ کیسا عقل مند، خوش مزاج اور بہادر شخص ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی دیانتداری نہیں ہوگی۔ (بخاری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ ﷺ امت کے سب سے بڑے مسؤل

محمد رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے مسئول تھے اور آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے جو ذمہ داری دی تھی آپ ﷺ نے اس کا حق ادا کر دیا وہ ذمہ داری قرآن مجید میں جا بجا بیان ہوئی ہے۔

هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الصف-9)

"وہی تو وہ ہے کہ جس نے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کر دے۔"

آپ ﷺ نے اس ذمہ داری کا حق نہایت جانفشانی' محنت' خلوص و ریاضت اور وحی الٰہی کے مطابق اس طرح سرانجام دیا کہ جب آپ ﷺ نے عمر کے آخری حصے میں میدان عرفات میں اپنے آخری حج کے موقع پر صحابہ کرام کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے اپنی مسئولیت کے بارے میں سوال کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پکار اٹھے۔

کہ آپ ﷺ نے نہ صرف پہنچا دیا بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا تب آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر تین بار فرمایا

اے اللہ! گواہ رہنا (کہ تیرے بندے میری ادائیگی ذمہ داری کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں کہیں میں روز قیامت پوچھ نہ لیا جاؤں)

حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ کے سامنے مندرجہ ذیل آیت آتی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے کیونکہ اس میں آپ کی مسئولیت کا تذکرہ ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء41)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا (حال بتانے کو) گواہ طلب کریں گے۔

آج ایک مسئول یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتا کہ اس نے دعوت و جہاد کے پیغام اور ذمہ داری کو اس طرح نبھا دیا ہے کہ جس طرح نبی ﷺ نے اس کا حق ادا کیا تھا لیکن کم از کم وہ اتنی محنت تو کر سکتا ہے کہ کل روز قیامت وہ یہ بات کہہ سکے کہ یا اللہ جو مجھ میں استطاعت اور ہمت تھی میں نے کرنے کی کوشش کی۔ غلطیاں کوتاہیاں ضرور ہوئیں لیکن میں نے لوگوں پر حجت تمام کرنے کی سعی کی۔ جو قربانی میں دے سکتا تھا' جو صلاحیت استعمال کر سکتا تھا' میں نے کی۔ اے اللہ تو مجھے معاف کر دے۔

اب آیئے نبی ﷺ کی ذاتی خوبیوں اور اوصاف پر اجمالی نظر دوڑاتے ہیں تاکہ ایک بہترین مسئول بننے کے لئے جس کردار کا حامل ہونا لازمی ہے وہ ہم سب اپنی ذات میں پیدا کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر لیں اور ایک اعلیٰ داعی' اصلاحی اور جہادی جماعت وجود میں لے آئیں۔

خطابت:

نبی ﷺ فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔ آپ ﷺ کی طبیعت کی روانی' لفظ کے نکھار' فقروں کی جزالت' معانی کی صحت اور تکلف سے دوری کے ساتھ ساتھ جوامع الکلم (جامع باتوں) سے نوازے گئے تھے۔ آپ ﷺ میں بدویوں کا سا زور بیان اور قوت تخاطب اور شہریوں کی سی شستگی الفاظ اور شگفتگی و شائستگی جمع تھی۔

بردباری:

بردباری' قوت برداشت' قدرت پا کر درگزر اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کے ذریعے اللہ نے آپ کی تربیت کی تھی۔ ہر حلیم و بردبار کی کوئی نہ کوئی لغزش اور کوئی نہ کوئی زبان کی بے احتیاطی جانی جاتی ہے مگر نبی ﷺ کی بلندی کردار کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ کے خلاف دشمنوں کی ایذا رسانی اور بدمعاشوں کی خودسری وزیادتی جس قدر بڑھتی گئی آپ ﷺ کے صبر وحلم میں اسی قدر اضافہ ہوتا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ وہی کام اختیار فرماتے جو آسان ہوتا جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اس سے دور رہتے آپ ﷺ نے کبھی اپنے نفس کے لئے انتقام نہ لیا البتہ اگر اللہ کی حرمت چاک کی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے لئے انتقام لیتے۔ (بخاری)

سخاوت:

آپ ﷺ سب سے بڑھ کر غیظ وغضب سے دور تھے اور سب سے جلد راضی ہو جاتے تھے۔ جود وکرم کا وصف ایسا تھا کہ اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا اس شخص کی طرح بخشش فرماتے تھے جسے فقر کا اندیشہ ہی نہ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سب سے بڑھ کر پیکر جود وسخا تھے اور آپ ﷺ کا دریائے سخاوت رمضان میں زیادہ جوش پر ہوتا تھا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے نہیں کہہ دیا ہو۔

شجاعت:

شجاعت' بہادری اور دلیری میں بھی آپ ﷺ کا مقام سب سے بلند اور معروف تھا۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ دلیر تھے' نہایت کٹھن اور مشکل مواقع پر جبکہ اچھے اچھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانبازوں اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے' آپ ﷺ اپنی جگہ برقرار رہے اور پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتے گئے۔ پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔

شرم وحیا:

آپ ﷺ سب سے زیادہ حیادار اور پست نگاہ تھے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے جب آپ ﷺ کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو چہرے سے پتا لگ جاتا۔ (بخاری) اپنی نظریں کسی کے چہرے پر گاڑتے نہ تھے۔ نگاہ پست رکھتے تھے اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف نظر زیادہ دیر رہتی تھی۔ عموماً نیچی نگاہ سے تاکتے۔ حیا اور کرم نفس کا یہ عالم تھا کہ کسی سے ناگوار بات روبرو نہ کہتے اور کسی کی کوئی ناگوار بات آپ ﷺ تک پہنچتی تو نام لے کر اس کا ذکر نہ کرتے بلکہ یوں فرماتے کہ کیا بات ہے کہ کچھ لوگ ایسا کر رہے ہیں۔

عادل اور متواضع:

آپ ﷺ سب سے زیادہ عادل' پاک دامن' صادق اللہجہ اور عظیم الامانۃ تھے۔ اس کا اعتراف آپ ﷺ کے دوست دشمن سب کرتے۔ سفیان نے ہرقل کے دربار میں کھڑے ہو کر اعتراف کیا کہ وہ (نبی ﷺ) جھوٹ نہیں بولتے۔

آپ ﷺ سب سے زیادہ متواضع اور تکبر سے دور تھے جس طرح بادشاہوں کے لئے ان کے خدام وحاشیہ بردار کھڑے رہتے ہیں اس طرح اپنے لئے آپ صحابہ کرام کو کھڑے ہونے سے منع فرماتے تھے۔ مسکینوں کی عیادت کرتے تھے۔ فقراء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے غلام کی دعوت منظور فرماتے تھے۔ صحابہ کرام میں کسی امتیاز کے بغیر ایک عام آدمی کی طرح بیٹھتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذاتی کام:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جوتے خود ٹانکتے تھے' اپنے کپڑے خود سیتے تھے اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کام کرتے تھے جیسے تم میں کوئی آدمی اپنے گھر کے کام کاج کرتا ہے۔ آپ ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑے خود ہی دیکھتے اپنی بکری خود دوھتے تھے اور اپنا کام خود کرتے تھے۔ (مشکوۃ ۴/۵۴۰)

بااخلاق وباذوق:

آپ ﷺ سب سے بڑھ کر عہد کی پابندی اور صلہ رحمی فرماتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت اور رحم ومروت سے پیش آتے تھے' رہائش اور ادب میں سب سے اچھے تھے۔ آپ ﷺ کا اخلاق سب سے زیادہ کشادہ تھا۔ بدخلقی سے سب سے زیادہ دور ونفور تھے۔ نہ عادتاً فحش گو تھے نہ بہ تکلف فحش کہتے تھے' نہ لعنت کرتے تھے نہ بازار میں چیختے چلاتے تھے' نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیتے تھے کسی کو اپنے پیچھے چلتا ہوا نہ چھوڑتے تھے اور نہ کھانے پینے میں اپنے غلاموں اور لونڈیوں پر ترفّع (فوقیت) اختیار فرماتے تھے۔ اپنے خادم کا کام خود ہی کر دیتے تھے۔ مسکینوں سے محبت کرتے ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور ان کے جنازوں میں حاضر ہوتے تھے۔ کسی فقیر (غریب) کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہیں جانتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ سفر میں تھے۔ ایک بکری کاٹنے پکانے کا مشورہ ہوا۔ ایک نے کہا' ذبح کرنا میرے ذمہ' دوسرے نے کہا کھال اتارنا میرے ذمہ' تیسرے نے کہا پکانا میرے ذمہ' نبی ﷺ نے فرمایا ایندھن کی لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ۔ صحابہ نے عرض کیا ہم آپ ﷺ کے حصے کا کام کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' میں جانتا ہوں تم لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے حصے کا کام کردو گے' لیکن میں نہیں پسند کرتا کہ تم پر امتیاز حاصل کروں کیونکہ اللہ اپنے بندے کی یہ حرکت ناپسند کرتا ہے کہ اپنے آپ کو اپنے رفقاء میں ممتاز سمجھے۔''اس کے بعد آپ ﷺ نے اٹھ کر لکڑیاں جمع فرمائیں۔

ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک طویل روایت میں کہتے ہیں''رسول اللہ ﷺ پیہم غموں سے دوچار تھے ہمیشہ غوروفکر فرماتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے راحت نہ تھی۔ بلاضرورت نہ بولتے تھے دیر تک خاموش رہتے تھے۔ ازاول تا آخر بات پورے منہ سے کرتے تھے' یعنی صرف منہ کے کنارے سے نہ بولتے تھے جامع اور دوٹوک کلمات کہتے تھے۔ جن میں نہ فضول گوئی ہوتی تھی نہ کوتاہی۔

سلیقہ شعاری:

نرم خو تھے' جفا جو اور حقیر نہ تھے' نعمت معمولی بھی ہوتی تو اس کی تعظیم کرتے تھے۔ کسی چیز کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔ کھانے کی نہ برائی کرتے تھے نہ تعریف۔ حق کو کوئی نقصان پہنچاتا تو جب تک انتقام نہ لے لیتے آپ ﷺ کے غضب کو روکا نہ جاسکتا تھا البتہ کشادہ دل تھے' اپنے نفس کے لئے غضبناک ہوتے نہ انتقام لیتے۔ جب اشارہ فرماتے تو پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے اور تعجب کے وقت ہتھیلی پلٹتے۔ جب غضبناک ہوتے تو رخ پھیر لیتے اور جب خوش ہوتے تو نگاہ پست فرمالیتے۔ آپ کی بیشتر ہنسی تبسم (مسکراہٹ) کی صورت میں تھی۔ مسکراتے تو دانت موتیوں کی طرح چمکتے۔

صاحب مروت:

لایعنی (بے مقصد) بات سے زبان روکے رکھتے۔ ساتھیوں کو جوڑتے تھے' توڑتے نہ تھے' ہر قوم کے معزز آدمی کی تکریم فرماتے تھے اور اسی کو ان کا والی بناتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ لوگوں (کے شر) سے محتاط رہتے اور ان سے بچاؤ اختیار فرماتے تھے لیکن اس کے لئے کسی سے اپنی خندہ جبینی ختم نہ فرماتے تھے۔

اپنے اصحاب کی خبر گیری کرتے اور لوگوں کے حالات دریافت فرماتے۔ اچھی چیز کی تحسین و تصویب فرماتے اور بری چیز کی تقبیح و توہین۔ معتدل تھے' افراط و تفریط سے دور تھے۔ غافل نہ ہوتے تھے کہ مبادا لوگ بھی غافل یا ملول خاطر ہو جائیں۔ ہر حالت کے لئے مستعد رہتے تھے۔ حق سے کوتاہی نہ فرماتے تھے' نہ حق سے تجاوز فرما کر ناحق کی طرف جاتے تھے جو لوگ آپ کے قریب رہتے تھے۔ وہ سب سے اچھے لوگ تھے اور ان میں بھی آپ کے نزدیک افضل وہ تھا جو سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہو اور سب سے زیادہ قدر آپ کے نزدیک اس کی تھی جو سب سے اچھا غمگسار و مددگار ہو۔

پاکیزہ مجلس کے حامل:

آپ اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ضرور فرماتے جگہیں متعین نہ فرماتے۔ یعنی اپنے لئے کوئی امتیازی جگہ مقرر نہ فرماتے...... جب قوم کے پاس پہنچتے تو مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اور اس کا حکم بھی فرماتے۔ سب اہل مجلس پر برابر توجہ فرماتے' حتیٰ کہ کوئی یہ نہ محسوس کرتا کہ کوئی شخص آپ ﷺ کے نزدیک اس سے زیادہ باعزت ہے۔ کوئی کسی ضرورت سے آپ ﷺ کے پاس بیٹھتا یا کھڑا ہوتا تو آپ ﷺ اتنے صبر کے ساتھ اس کے لئے رکے رہتے کہ وہ خود ہی واپس ہوتا۔ کوئی کسی ضرورت کا سوال کر دیتا تو آپ ﷺ اسے عطا کیئے بغیر یا اچھی بات کہے بغیر واپس نہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے اپنی خندہ جبینی اور اخلاق سے سب کو نوازا' یہاں تک کہ آپ ﷺ سب کے لئے باپ کا درجہ رکھتے تھے اور سب آپ کے نزدیک یکساں حق رکھتے تھے کسی کو فضیلت تھی تو تقویٰ کی بنیاد پر۔ آپ ﷺ کی مجلس حلم و حیاء اور صبر و امانت کی مجلس تھی۔ اس میں آوازیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلند نہ کی جاتی تھیں اور نہ حرمتوں پر عیب لگتے تھے۔ یعنی کسی کی بے آبروئی کا اندیشہ نہ تھا۔ لوگ تقویٰ کی بدولت باہم محبت و ہمدردی رکھتے تھے۔ بڑے کا احترام کرتے تھے چھوٹے پر رحم کرتے تھے، حاجت مند کو نوازتے تھے اور اجنبی کو انس عطا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت رہتی، سہل خو اور نرم پہلو تھے۔ جفا جو اور سخت خو نہ تھے۔ نہ چیختے چلاتے تھے نہ فحش کہتے تھے، نہ زیادہ عتاب فرماتے تھے نہ بہت تعریف کرتے تھے۔ جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اس سے تغافل برتتے تھے۔ آپ ﷺ سے مایوسی نہیں ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے تین باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا

(1) ریاء سے (2) کسی چیز کی کثرت سے (3) اور لایعنی (بے مقصد) بات سے اور تین باتوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا یعنی آپ (1) کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے۔ (2) کسی کو عار نہیں دلاتے تھے۔ (3) اور کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ وہی بات نوک زبان پر لاتے تھے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔ جب آپ ﷺ تکلم فرماتے تو آپ ﷺ کے ہم نشین یوں سر جھکائے ہوتے گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور جب آپ ﷺ خاموش ہوتے تو لوگ گفتگو کرتے۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس گپ بازی نہ کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس جو کوئی بولتا سب اسی کے لئے خاموش رہتے، یہاں تک کہ وہ اپنی بات پوری کر لیتا۔ ان کی بات وہی ہوتی جو ان کا پہلا شخص کرتا جس بات سے سب لوگ ہنستے اس سے آپ ﷺ بھی ہنستے اور جس بات پر سب لوگ تعجب فرماتے اس پر آپ ﷺ بھی تعجب کرے۔ اجنبی آدمی درست کلامی سے کام لیتا تو اس پر آپ ﷺ صبر کرتے اور فرماتے "جب تم لوگ حاجتمند کو دیکھو کہ وہ اپنی حاجت کی طلب میں ہے تو اسے سامان ضرورت سے نواز دو۔" آپ ﷺ احسان کا بدلہ دینے والے کے سوا کسی سے ثناء کے طالب نہ ہوتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے۔ اپنے پاؤں وغیرہ نہ پھیلاتے' بہت زیادہ خاموش رہتے۔ بلاضرورت نہ بولتے۔ جو شخص نامناسب بات بولتا اس سے رخ پھیر لیتے۔ آپ ﷺ کی ہنسی مسکراہٹ تھی اور کلام دوٹوک' نہ فضول نہ کوتاہ۔ آپ ﷺ کے صحابہ کی ہنسی بھی آپ ﷺ کی توقیر واقتدا میں مسکراہٹ ہی کی حد تک ہوتی۔ یہ اور دیگر ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے لوگ آپ ﷺ کی طرف کھنچ آئے' دلوں میں آپ ﷺ کی محبت بیٹھ گئی اور آپ ﷺ کو قیادت کا وہ مقام حاصل ہوا کہ لوگ آپ ﷺ پر وارفتہ ہو گئے۔ ان ہی خوبیوں کے سبب آپ ﷺ کی قوم کی اکڑ اور سختی نرمی میں تبدیل ہوئی۔ یہاں تک کہ یہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو گئی۔

(نبی ﷺ کے مذکورہ اوصاف کی تحریر سیرت کی معروف کتاب الرحیق المختوم سے ماخوذ ہے)

بحمد اللہ تعالیٰ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم راہِ جہاد میں جائیں گے ہم راہِ جہاد میں جائیں گے

قرآن و حدیث ہے دستور اپنا اور یہی ہے منشور اپنا
رب کریم کی اس نعمت پہ ہر دم دل ہے مسرور اپنا
زندہ رہے تو اس پر رہیں گے اس پہ ہی مر مٹ جائیں گے
ہم راہ جہاد میں جائیں گے ہم راہ جہاد میں جائیں گے

علم و ادب کے طالب ہیں توحید و سنن کے حامی ہیں
راہ جہاد میں چلتے جاؤ اس کے خاص پیامی ہیں
اس پیغام کو ہر کوچے ہر بستی میں پہنچائیں گے
ہم راہ جہاد میں جائیں گے ہم راہ جہاد میں جائیں گے

نعرے بازی شیخی شوخی نام و نمود سے کام نہیں
اپنے بھائیوں سے لڑنے کے ہرگز یہ ایام نہیں
خالص نیت حاضر دل سے عہد الست نبھائیں گے
ہم راہ جہاد میں جائیں گے ہم راہ جہاد میں جائیں گے

جمہوریت لادینی یہ ہم کیسے تسلیم کریں
دورِ حاضر کے اس بت کی ہم کیونکر تعظیم کریں
چھوڑو سب طاغوتوں کو ہم قوم کو یہ سمجھائیں گے
ہم راہ جہاد میں جائیں گے ہم راہ جہاد میں جائیں گے

راہ جہاد میں ہر تہمت ہر طعنہ ہم کو گوارا ہے
تیر ملامت کھاتے رہنا ہردم کام ہمارا ہے
اپنے رب کی خوشنودی میں سب کچھ سہتے جائیں گے
ہم راہ جہاد میں جائیں گے ہم راہ جہاد میں جائیں گے

دین حق کو سب دینوں پر غالب کر کے چھوڑیں گے
ان شاء اللہ اس مقصد سے ہرگز منہ نہ موڑیں گے
شوق شہادت دل میں لے کر آگے بڑھتے جائیں گے
ہم راہ جہاد میں جائیں گے ہم راہ جہاد میں جائیں گے

ان شاء اللہ

عبدالسلام بن محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

بعض مسئولین کے ذہن میں یہ بات سمانا شروع ہو جاتی ہے کہ حالات و واقعات کی تبدیلیوں، سیاست کے طریقوں اور دنیا داری کے مروّجہ اصولوں کے مطابق کیوں نہ ہم اپنے مقاصد میں کچھ تبدیلی پیدا کرلیں۔ جب ساری دنیا ہی ایک بات کہہ رہی ہے تو ہم بھی اپنی جماعت چلانے کے لئے کچھ نہ کچھ خود کو معاملات کے رخ پہ لے آئیں۔ حشر اس ذہنیت کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی جماعتیں اپنی بربادی کی بنیاد رکھ بیٹھتی ہیں۔ کتاب و سنت سے دوری ہی ہماری مذہبی، دینی و سیاسی جماعتوں کی وجۂ بربادی ہے۔ مسائل کا حل کتاب و سنت سے تلاش کرنے کی بجائے جب مجبوریاں، دباؤ، انانیت کے تحت کیا جانے لگے تو پھر اللہ کی رحمت و برکت اٹھ جاتی ہے۔ حالات خواہ کیسے ہی ہوں ساری دنیا ایک بات پر متفق ہو جائے۔ اربوں کھربوں کے نقصانات کا خدشہ ہو، وقتی اور عارضی نقصان کا خطرہ ہو لیکن ہر صورت، ہر جگہ اور ہر وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کے مطابق موقف اختیار کرنا، پالیسی ترتیب دینا ایک مدبر مسئول کی نشانی ہے

دارالاندلس

www.jamatdawa.org/undlas
E-mail: undlas@jamatdawa.org
4-lake road chuburji lahore (pakistan)